خمیدہ غم سے تھے محراب کی طرح زاہد
دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ مین قرآن

مدام کرتے تھے شیشے بھی نالہ قلقل سے
بنا تھا ساغر لبریز دیدہ گریان

دعائین مانگتے تھے ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے سبو
جھکے تھے سجدے مین ساقی سے تا بہ پیر مغان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا ورد مسیح
کہ تا فلک مری جاتی تھی نالۂ سوزان

مریض دیکھ کے تجکو یہ حال تھا اپنا
رہی تھی جسم مین طاقت نہ دلمین تاب و توان

ز فرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشمم عصاے مژگان بود

ہزار شکر خدا نے تجھے د[illegible] شفا
وگرنہ د[illegible] ور ہاتھ مرا

تو پھر غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون
مسیر مہر [illegible] ح آبی کا

خوشی ہر ایک ہوا تیرے غسل صحت سے
کہ تیرے [illegible] ہین ہزار ہا

خدا نے آج تجھے جان تازہ بخشی ہے
ہزار جا[illegible] ن تجھ پہ فدا

جھکا کے سجدے کو سر سب کیون نہ دعا مانگین
جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا

نہ کیون کہون مین تجھے آسمان لطف و کرم
نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا

خوشی نہ کیون ہو زمانے کو تیری صحت سے
ہرا اس چمن مین ہوا تیرے کون ابر سخا

چمن مین دیدۂ نرگس بھی اب نہین رنجور
تجھے شفا جو ہوئے بس کوئی مرض نہ رہا

ز صحت تو چنان اعتدال است مدار
نمیشوند کنون چشم دلبران بیمار

چو عندلیب بگل درد دل کند اظہار
ز فیض باغ شود نالہ سبز در منقار

رکا اب حکم ہی گلستان میں | کہ سایۂ گل تر بھی ہو مثل گل احمر
ے ذرا داغ دل مین لالے کے | لگا تین مرہم کافور یا سمن لیکر
مین نہ بیمار آج نرگس بھی | بغیر لطف پریشان نہووے سنبل تر
سے صحت ہوی ہی آج اوسے | ہزار گلشن عالم فدا کرون جس پر
روکہ اب برگ گل کا فرش کیسے | چمن کی سیر کو آنے کا آج وہ گل تر
سے مرغان باغ ہر جانب | نہ [illegible]
بہ ہوہی یہ فرش بلبل چشم | بچھائین یہین ہمین میان رہ اکثر
مین نکل نخل بہر استقبال | اوب سے نذر گل اشرفی کرین لیکر
ے آج مال و زر اپنا | یہان تلک نہ رہے مشت غنچہ مین بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

خوشی سے ہوے ہین پیر و جوان | مثال تیر ہوی راست آج پشت کمان
ہوا تھا علیل دل و از جان | قسم خدا کی نہ تھی بس ہمارے جسم مین جان
بیمار دم تھا آنکھون مین | یہ تیرے رنج کا تھا رنج اے مسیح زمان
دعا مانگتا تھا سب عالم | ہر ایک موے تن خلق بنگیا تھا زبان

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ پڑہتا ہی | عجیب حسرت واریان

بیا بیا کہ تراتنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہی ابکے یہ فیض مسیح باد بہار | یہ چمن مین دیدۂ نرگس
رہا چمن مین نہ آزار دید بلبل کو | پلایا جام گل تر نے
دم مسیح کا باد بہار مین ہی اثر | نہ کس طرح سے ہو زا
وفور عیش سے بزم انبساط ہی ہشت | کلی جو چٹکے تو آئے صد
عجب نہین پر پروانہ ہو پر طوطی | نہال شمع تلک سبز
یہ فیض باد بہاری ریاض دہر مین ہی | بنے وہین زر گل سنگ
نظر پڑے گل نارستہ شاخسار سے یون | عیان ہو شیشے سے جب
گمان غلط ہی کہ بار ثمر سے ہو گئے خم | جھکے ہین شکر کے سجدہ
چمن مین نام خدا ہی ہجوم گل ایسا | جگہ نہین جو گرے ع

ہجوم لالہ و گل آنقدر رشد ست **وزیر**
نماند جائے کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سے رنگ لالۂ قلمون | چمن مین دیکھے جس گل
زبان حال سے کہتی ہی موج نکہت گل | اب اندنون تو یہ فیض

صحرا کیے ہین پیدا ابر ہو کر غبار دل نے ۔۔۔ پھینکا ہو دور ہمکو اس وحشت متصل نے

ولہ

نہ خود فروشی گئی جنس دل کی طینت سے ۔۔۔ کہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت سے

ولہ

سینے پہ میرے زخم ہین کیا بے نشان لگے ۔۔۔ جراح ہاتھ ملتا ہی بھاہا کہان لگے

ولہ

لب و دندان دکھا کر اپنے وہ کہتے ہین شوخی سے ۔۔۔ نکا [illegible]

ولہ

یاد مژگان ہین مری آنکھہ لگی جاتی ہی ۔۔۔ لوگ [illegible] ی ہی بیدی ی ر

ولہ

صداے نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سے ۔۔۔ چلی آتی ہی شاید کوچۂ منقار بلبل سے

ولہ

چمن سے توڑکے پھولونکو باغبان چلے ۔۔۔ تمہارے سننے کو باتین گلونکی کان چلے

ولہ

زلف کی چال صبا چلتی ہی ۔۔۔ کیا پریشان ہوا چلتی ہی

ترجیع بند

صبا کبھی جو ترا کوے یار مین ہو گذر ۔۔۔ نہ بھولیو تو پیام وزیر خستہ جگر

یہ کہیو اوس سے کہ ایجان تیری فرقت مین ۔۔۔ فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹھہ پہر

نپہنچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک ۔۔۔ گذر گیا ہی بس اب سر سے آب دیدۂ تر

ہی ہوش اوسے گاہ فرط بیہوشی ۔۔۔ کبھی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سے باہر

کوچے مین پھرتا ہی صورت وحشی ۔۔۔ کبھی ادھر سے اودھر اور کبھی ادھر سے ادھر

ای بتو خوبی قسمت ہی گلا گیا تم سے ۔۔۔ جسنے راحت تمھین دی اوسنے ہمین رنج دیے
کیون نہون کوچہ محبوب مین عاشق نالان ۔۔۔ اس گلستان کو یہ مرغان نوا سنج دیے

ولہ

رفعت طلب ایسا ہون ابھی چین نہین ہی ۔۔۔ پونہچا ہون وہان ہین کہ فلک ہی نہ زمین ہی
بے تیرے مجھے دید کا کچھ شوق نہین ہی ۔۔۔ تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہی ۔۔۔ آئینہ بھی پرتو سے مرے چین بجبین ہی

ولہ

حسرت تم [illegible] ہو جاے ۔۔۔ پائینتی قبر کی بیٹھو تو سرہانا ہو جاے
یار جاتا ہی کہو دل بھی روانا ہو جاے ۔۔۔ ساتھ اچھا ہی اگر ایسے مین جانا ہو جاے
کیجیے مجھ پہ نگہ غیر مرے جیتے جی ۔۔۔ تیر مین آپکے کھاؤن وہ نشانا ہو جاے

ولہ

دیکھ پچھتاے گا او بت مرے ترسانے سے ۔۔۔ اوٹھ کے کعبے کو چلا جاؤنگا بتخانے سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتھ چھڑا کر شب وصل ۔۔۔ نبضین بھی چھوٹ گئین ہاتھ کے چھٹ جانے سے

ولہ

ہجر مین اک ماہ کے آنسو ہمارے گر پڑے ۔۔۔ آسمان ٹوٹا شب فرقت ستارے گر پڑے
پھینکی تھی زاہد نے کل شیشے کی گردن توڑ کر ۔۔۔ آج سنتے ہین کہ مسجد کے منارے گ[illegible]

ولہ

غزل در نعت سرور کائنات

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی	عین سے لے بحقیقت و مجاز اعربی
گشت خورشید فلک شہرۂ جان بخشی تو	آمده عیسی مریم سے پے درمان طلبی
ہجر تو مرگ و وصال تو حیاتست حیات	جسم را جانی و جانانی و عیسی لقبی
گر بگویم کہ ایازے و خدا محمود است	بسر عشق کہ این ہم نبود بے ادبی
یا حبیبی ارنی گفت خدا مثل کلیم	حق پسند این چہ جمالست باین بو العجبی
بر واہ خضر دلم تشنۂ دیدار کسی ست	نخورم آب بقا جان دہم از تشنہ لبی

متفرقات

مر گئے ہم وہ روانہ ہو گئے	رات بھر جاگے تھے دن کو سو گئے
قتل بے شمشیر او ظالم کیا	آئنہ دکھلا دیا دو ہو گئے
ور نبی تو ایک ہو …	چشم احول مین مگر دو ہو گئے

ولہ

… زبان عادی ہوئی	بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی
… رنے لگا مشت غبار	طبع اپنی خاک کی بادی ہوئی
… ٹا ہوا دست جنون	خار وار اب ہاتھ کی مچھلی ہوئی

ولہ

… یا مال دیا گنج دیے	اے فلک کونسی راحت کی عوض رنج دیے

دامن ترا پکڑنے کو یہ مضطرب ہوئے
ہاتھ اپنے آستینون کے باہر نکل پڑے

ہوتا ہی انس لڑکو نکو لڑکون سے واقعی
او طفل تجکو دیکھ کے آنسو نکل پڑے

پھنسنا تھا دل کو گیسو پیچان مین پھنس گیا
قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑے

ایسا کسی کو شوق شہادت نہوے کا
گردن جھکاؤن تیغ جو اوسکی اگل پڑے

لکھنے لگا حقیقت گریہ جو یار کو
میری طرح قلم کے بھی آنسو نکل پڑے

باتین جو چکنی چکنی سنی میرے یار کی
زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

۱۵۲	ولہ	۵

[illegible] ن
آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہی

چشم خونریز مین مرے کا نہین دنبالہ
اپنی نظرون مین ہرن کیف قصاب مین ہی

ناز سے آنکھ اگر بند وہ کر لیتے ہین
کہتے ہین فتنہ بیدار ابھی خواب مین ہی

گر پڑے ہین مگر آنکھون سے مری گرم آنسو
کرۂ نار کا عالم کرۂ آ

بیٹھی نظرون سے مجھے دیکھ کے کین بند آنکھین
زیب دیتا ہی کہون یار شکر

ولہ

ہوا ہی عشق تازہ ابتدائے آہ ہوتی ہی
مبارک طفل دلکی آج بسم

ملا جب درہم داغ جنون گھبرا کے دل بولا
یہی کیا عشق کی سرکا

بیان کرتا نہین دل صاف اوس سارے مخطط کا
خدا کے گھر مین تفسیر

فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظلم چرخ گردان سے
جو دل جلتا ہی روشن ا

نشا ئے مین پاؤن جو تم سبزۂ تر پر رکھو — ہو یہ بالیدہ ابھی صورت مینا ہو جاے

حال کچھ اونکے تلون کا نہ مجھسے پوچھو — عکس جس گل پہ پڑے وہ گل رعنا ہو جاے

رنگ کندن سا تمہارا ہی عجب کیا ہی اگر — طوطی سبزۂ خط سونے کی چڑیا ہو جاے

تم جو اک ہاتھ لگا دو تو مین ایسا خوش ہون — ابھی دو ہاتھ کا ہی جان کلیجا ہو جاے

شرمگین آنکھ کی گر یاد مین پتھرا جائے — سنگ سرمہ یہ مری آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

١٩٠	در دندان نبی سے کے جو رولائے الفت ہی وزیر اشک ہر اک عرش کا تارا ہو جاے	٧

دیکھکر مجھہ زار کا مردہ وہ بولے ناز سے — غش دیا ہو شکست رنگ کی آواز سے

کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سے — آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سے

دیکھنے والو نمین تیرے وہ بہت اچھے رہے — قتل کر ڈالا جنھین تیغ نگاہ ناز سے

چاند کے ٹکڑے ترے تلوے ہین اور خورشید رو — چاندنی نکلے نہ کیونکر فرش پا انداز سے

درد دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہے — چاہیے ایدل جگر واقف نہو اس راز سے

تیرے دیوانے کو ایسا شور سودا سے ننگ ہی — پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سے

پردے کانونکے پھٹے جاتے ہین بس فرط ضعف — ناک مین دم ہی شکست رنگ کی آواز سے

١٩١	وله	٨

[illegible]ان تو ہو دور تو کسطرح کل پڑے — نزدیک ہو کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے

[illegible]ے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا — منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے

کیون دیکھتا ہون وصل مین خوش آب و قت — سرخاب کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی

او طفل جو کہتا ہی بری آنچ ہی اسکی — چھوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہی

کس شوق سے آیا ہی گل زخم کی جانب — اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہی

قبضے کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی — اب باڑہ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہی

خالی ہو تو از خود عرق شرم سے بھر جاے — منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہی

عریانی کے جامے کا گریبان بنا ہی — بیکار گلے پر ترا خنجر تو نہین ہی

کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہی — جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی

کیون اوٹھ گئے پلنگ سے گھبرا کے سحر آج — ذرائیے بھاگا ہوا لشکر تو نہین ہی

رسوا نہ کریگا تمھین یہ دیدۂ حیران — پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہی

١٨٩	وله	١٣

تم جو پتھر اوٹھا کرو کوہ بھی بینا ہو جاے — منہ پہ پتھر جو لگے آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

گریبان سیے جو بن یہ زیادہ ہو جاے — نکل آئے جو عرق حسن کا دریا ہو جاے

گردش چشم کا تیرے اثر ایسا ہو جاے — گرد اوڑے پاے نگہ سے تو بگولا ہو جاے

ذبح کرنے مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا — رنگ اوڑ جاے ابھی خون پسینا ہو جاے

ہر مہینے مین نکل آئین جو تیرے آنسو — ہر گل اشک ابھی نرگس شہلا ہو جاے

چشم مخمور سے دیکھے جو وہ بت کعبے کو — مہ سے محراب کا لبریز پیالا ہو جاے

پھنک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکھے نبض — کف عیسی ابھی جل کر کف موسا ہو جاے

رفعت دکھائی گو کچہ گیسوے یار نے — لی راہ آسمان کی زمین تتار نے

کانٹا چبھا جو پاؤن مین سمجھا یہ ضعف سے — سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نے

پانی نہین یہ آبکے عاشق کا ہی لہو — کیون عرش سن پہ ہیلے کوڑی دکھائی کٹار نے

پھینکا جو سینے اپنا گریبان پھاڑ کر — دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نے

۱۸۸	دیکھین جو ای وزیر مری بیقراریان کی آرزوے صبح شب انتظار نے	۲۰

موڈے کہ نہ دے بادہ اطہر تو نہین ہی — کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہی

کچھ معجزہ ختم آپ کے لب پر تو نہین ہی — عیسیٰ ہی تو ہوا پنا پیمبر تو نہین ہی

جب میان سے نکلی تو مرے دلمین سمائی — تلوار تری روح دو پیکر تو نہین ہی

قاتل ہی گمان معجزہ شق قمر کا — جوزا کیطرح تیغ دو پیکر تو نہین ہی

[illegible]بدہ کیا ہی کعبے نے جھک کر — اوس چشم پہ ابروے نگون سر تو نہین ہی

[illegible]یان تھے یہ گلی ہوکے پھرا ہی — بھیجا تھا جسے وہ کبوتر تو نہین ہی

[illegible]دانو نسے ملون جھک کے مین کیونکر — قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہی

[illegible] دنبالہ تری آنکھہ مین ساقی — ساغر سے ترے موج یہ باہر تو نہین ہی

[illegible]بھاؤن وہ شہ حسن اگر آے — درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہی

[illegible]کھاؤ گے تو مین ٹکڑے کرونگا — آئینہ ہی کچھ سد سکندر تو نہین ہی

[illegible]ق نظر آتے ہین یہ پیشان — یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہی

ہم اسیروں کی طرف آئے اگر نکہت گل
خون عشاق سکے ہوتے جو لگائے مہندی
آئے بے پردہ جو لیلائے خیال جانان
کوچۂ زلف ہی کچھ مصر کا بازار نہین
چال افتادگی اشک سے سیکھی ہمنے
فاتحے کو جو وہ بت ہاتھ رکھے مرقد پر

پیچ پڑ جائین کچھ ایسے کہ سلاسل ہوجائے
یار کا ہاتھ بھی بندھ جانے کے قابل ہوجائے
دل یہ پالیدہ خوشی سے ہو کہ محمل ہوجائے
آئے یوسف جو ادھر قید کے قابل ہوجائے
لغزش پا سے ابھی قطع منازل ہوجائے
ہو یہ بالیدہ انگوٹھی کا نگین سل ہوجائے

۱۸۶	ولہ	۵

کاکل جو اوسکے شعلہ رخ سے سرک گئی
پہونچی نہ اوسکے کان تلک آہ نارسا
ٹکڑے ہوے ہمارے گریبان صبر کے
سینے جو آہ سرد بھری اوسنے ہنس دیا

کالی گھٹا مین صاف یہ بجلی چمک گئی
کیا خاک زمین سے اگر تا فلک گئی
انگڑائی مین جو یار کی چولی مسک گئی
گل کی کلی نسیم سحر

۱۸۷	بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ اے وزیر پہونچانے اونکو روح مری دور تک گئی

پردہ کدورتوں سے کیا آج یار نے
چھیڑا چمن مین یہ مژہ اشکبار نے
گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے
دکھلائی نے سواری لڑکپن مین یار نے

دیوار گرد کھینچی ہی دل
آخر لہو دیا رگ ا
افیون باغبان کو
دوڑایا اپنے پاؤن

دکھلاو زلف و رخ تو خوشی ہو گے ہین کہون — یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہی

لب وا جو ہو گئے تو در خرمی کھلا — قفل دہن کو موج تبسم کلید ہی

قاتل بجاے گل تو چڑھاوے حسین ہند — یہ کربلاے عشق یہ قبر شہید ہی

۱۸۴	ولہ	۹

اوٹھتا ہی جاے شعلہ دھوان دل کے داغ سے — تاریک ہو گیا ہی مرا گھر چراغ سے

پیدا کرینگے داغ جگر دل کے داغ سے — کر لین گے ہم چراغ کو روشن چراغ سے

بلبل ادھر قفس سے چھٹی تو ادھر پھنسی — گلدام موج نکہت گل لای باغ سے

ہو جاے وجد دیکھے اگر استخوان مرے — پتلی نکل کے رقص کرے چشم زاغ سے

ہر دم قدم کے ساتھ یہ گردونکی کجروی — او تر و مسیح ایسے خر بیدماغ سے

کیا ہجر مین ہی مونس و دلسوز داغ دل — دنکو فزون ہی پھول سے شبکو چراغ سے

گریان تری گلی سے ہم ای رشک گل چلے — جاتے ہین ہوتی جھیل لیے عیش باغ سے

وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے — مثل صدا نکل گئے منقار زاغ سے

دیکھا دہن کو خندۂ دندان نما سے رات — گم لعل تھا ملا گہر شب چراغ سے

۱۸۵	ولہ	۹

لذت درد سراپا مجھے حاصل ہو جاے — آرزو ہی کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جاے

ی بیتابی وہی درد سے حاصل ہو جاے — ہاتھ جس عضو پہ رکھ دو وہ ابھی دل ہو جاے

ت پامالی دل یار کو حاصل ہو جاے — پاؤن رکھے وہ جہان نقش قدم دل ہو جاے

۱۸۲	کیا خوف گنہ وزیر کو ہو حامی سلطان انبیا ہے	۱۱

رنگین لب لال کی صدا ہے	کیا خوب یہ لال بولتا ہے
سنبل گلشن مین کہہ رہا ہے	یکتا ہے وہ زلف گو دوتا ہے
ہم وحشیون کا کبوترا ہے سرو	قمری کیطرح سے طوقیا ہے
آپہونچا ہے اوڑکے استخوان تک	ناوک مین مگر پر ہما ہے
دلانے کی طرح سے پیس ڈالا	کیا گردش بخت آسیا ہے
کیا آنکھون مین اوسکی مین سبک ہون	نظرون مین وہ مجسکو تولتا ہے
یوسف جو کہا اونھین تو بولے	کیا آپ نے مول لے لیا ہے
آئی ہے بہار کیا جو ساقی	شیشے مین پھول بھر رہا ہے
پہونچے مرے ہاتھ تک تو جانون	تم کہتے ہو زلف کو رسا ہے
نکلے نہین رات کو ستارے	شبدیز فلک چراغ پا ہے

۱۸۳	ایسا مین گھلا وزیر غم سے خار کف پا مرا عصا ہے	۶

کیا سنگ زرق خوش ہو اگر راہ عید آئے	یان بستگی قفل کی باعث کلید ہے
گھر پہونچے مین لحد اسے کہنا بعید ہے	یارو جواب نامہ نہین یہ
[illegible] دیکھلو وزیر عبث شوق دید ہے	لکھا ہے پشت لب پہ دہن نا

ہر نقش درم جو نقش پا ہے / آپ آئے تو گھر درم سرا ہے

دل جلوہ ترا دکھا رہا ہے / شیشہ یہ مرا پری نما ہے

سلطان جہان ہے جو گدا ہے / تیمور ہر اک شکستہ پا ہے

انسان بھی قدرت خدا ہے / کیا سنگ کو بت بنا دیا ہے

شیرین ہے دہن کرو شکر خند / ہنسنے مین تمھارے اک مزا ہے

مضمون پروانے بنکے آئین / شبدیز قلم چراغ پا ہے

یاران گذشتگان سے ہے انس / زندہ مردون پہ مر رہا ہے

آیا نہین خود فروش میرا / گویا مجھے مول لے لیا ہے

قطعہ

[illegible] ار وغیرت گل / گلگشت چمن کو جو گیا ہے

[illegible] پانی پانی / بلبل پانی کا بلبلا ہے

[illegible] مین کیا وہ / ہم مر گئے کہیے مرحبا ہے

[illegible] ن جو راست ہے قد / یہ توسن حسن الف ہوا ہے

[illegible] یا وہ رزق دیگا / گویا یہ دہان آسیا ہے

[illegible] ہو بند یارب / جب تک در میکدہ کھلا ہے

[illegible] سبز گرم قلقل / طوطی مستون کا بولتا ہے

[illegible] اف اوس پری کا / گویا قد آدم آئنا ہے

[illegible] نظر نہ آیا / آئینہ بھی صورت آشنا ہے

جنس دل وہ ہے نہ جا کر سر بازار بکے — مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہے

١٨٠

جب کہون حال جدائی کوئی سمجھے نہ وزیر
حرف سے حرف سخن وقت بیان دور رہے

١٣

کانٹے پڑ جائین زبان سے جو زبان دور رہے — خون تھوکے جو دہن سے وہ دہان دور رہے
عشق بازی کا حسینونکو یہ لپکا ہو جاے — چاندنی خاک پہ لوٹے جو کتان دور رہے
جنبش لب سے کہے اونکی نزاکت بس بس — حرف مطلب سے ابھی نوک زبان دور رہے
لے اوڑا ایسا ہی مجھے ام مری بیتابی دل — گرد سا[ن] قافلہ تاب و توان دور رہے
بید باغی سے وہ گلگشت چمن کرتے ہین — غنچے منہ بند رکھین بید سے وہان دور رہے
خط کی تائید سے دل چاہ ذقن سے نکلے — کبھی اس کانٹے سے پا[ی] ... [illegible] ... رہے
چار ابرو کا صفایا جو کرین ہم آزا[د] — چار جوہر سے بھی آئ[ینہ] ...
دوست بن بن کے عدو قتل کیا کرتے ہین — پنبہ ماہ سے بھی داغ ...
شب فرقت مین جلاؤن مین اگر ہجر نصیب — شمع سے شعلہ تو شعا[ع] ...
دست بے فیض سے ہو پیر و جوان کو نفرت — قبضہ شل سے سدا ...
عمر بھر کوچہ جانان مین پہونچنا ہے محال — جب تلک جیتے ...
چور ہو جاؤنگا مین نشاں سے نازک دل ہو — ساقیا پھول بھی ...

١٨١

دود خط یار کا قرآن کی سورہ ہے وزیر
کس طرح مصحف عارض سے دخان دور رہے

۱۷	جام سان چلیے جو وحشت مین وزیر آے قلقل کی صدا زنجیر سے	۱۷۹

لال ہین آپ ہی لب سرخی پان دور رہے
ناز کی کہتی ہے یہ بار گران دور رہے

گھر کیا دلمین ترے ہجر غم دوری نے گیا
اب بھی کہتے ہین کہ ہم جاکے کہان دور رہے

ساقیا ہجر مین کب ہے ہوس گفت وشنید
ساغر گوش سے مینا ے زبان دور رہے

میرے ہوتے تو بٹھا سکتے نہین غیر کو پاس
یہ خیال آپ کے دلسے مری جان دور رہے

پھول بھر بھر کے گلابی مین پلاتا ہے مجھے
چمن محفل ساقی سے خزان دور رہے

استخوان تک مری کیا آے ہما ناوک
جب خدنگ نگہ زاغ کمان دور رہے

یاد ابرو جو ہو تو آہ نہ منہ سے نکلے
تیر کسطرح لگاؤن جو کمان دور رہے

مژۂ کج کیطرح سے رخ ناوک پھر جاے
وہ نشانہ ہون کہ تیر کمان دور رہے

میرے پہلو مین ہمیشہ رہے سفاک کا تیر
ایسے محبوب سے آغوش کمان دور رہے

ہو چکا صید مرے بعد اجی اور کوئی
شست سے تیر تو چلے سے کمان دور رہے

شمع فانوس کی تصویر بنادے اے ضعف
پیرہن جسم سے اور جسم سے جان دور رہے

چھوڑ کر کعبہ و بتخانہ گئے تا در دوست
منزلین قطع ہوئین سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہے بپا وعدۂ دیدار بھی آج
نہ کرے آج سبک خم اب گران دور رہے

سینے مین ہستی لب کے دعائین مانگین
کالے مرہم سے نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سے بھی ہے تنگ تر اے ضعف کنار
کیون نہ آغوش سے وہ سرو روان دور رہے

۱۷۸	ہجر مین مرتا نہین مین ای وزیر منفعل ہون موت کی تاخیر سے	۱۶

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے — جیسے کاغذ ہو سیہ تحریر سے

کیا چھٹے وہ نوجوان مجھ پیر سے — مل کے شکر کب جدا ہو شیر سے

گوشہ گیرونکو کیا ابرو نے قتل — اس کمان نے توڑ سیکھا تیر سے

آہ آتش بار ہی تیر شہاب — شعلے بنکر نکلے پر اس تیر سے

ایک کو دو کر دکھائے آئنہ — گر بنائین آہن شمشیر سے

ہو لب رنگین سے برگ گل خجل — منفعل ہی بوے گل تقریر سے

چھٹ گیا ہی ہاتھ سے دامان یار — جیب پھاڑون دست دامنگیر سے

کیا عجب پیدا کرے وحشت مری — بید مجنون دانۂ زنجیر سے

قلقل مینا ہی ساقی کی صدا — می ٹپکنے لگتی ہی تقریر سے

کھیل پر اوس طفل کے مرتا ہون مین — قتل کرتا ہی گلے شمشیر سے

تمکو دکھلا کر تماشا دل لبھاے — نکلے پتلے دیدۂ تصویر سے

ہین دہکتے داغ انگارون کیطرح — بھاہی اوترین کیون نہ آتش گیر سے

لائیے مرغ جنون کو دام مین — لیجیے دانے مری زنجیر سے

نام رکھا چرخ نے طوق بہار — لیکے اک حلقہ مری زنجیر سے

کیا رخ رنگین نے حیران کر دیا — کم نہین گل بلبل تصویر سے

کیا کہوں قاصد لکھوں کیا شوق وصل
ہر فزوں تقریر سے تحریر سے

بندھ گیا ہیں وحشی نازک مزاج
موج بوئے زلف کی زنجیر سے

گر نہیں ساقی تو قاتل لائے گا
جام طاق ابرو و شمشیر سے

نرم ہی کیا تیری ابرو کی کمان
کھنچ رہی ہے خانۂ تصویر سے

تشنہ لب ہوں تیر باران کیجیے
پانی گر دیتے نہیں شمشیر سے

باتیں کرتا ہوں کوئی سنتا نہیں
خامشی بہتر ہی اس تقریر سے

ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب
جام مے بدلوں نہ جام شیر سے

یوں کرینگے تیری ابرو کی صفت
مانگ لینگے ہم زبان شمشیر سے

رزق چاہا چرخ سے نادان ہوں نہیں
شیر مانگا دایۂ بے شیر سے

بل بے ذوق وصل و فرط اتحاد
خون نہ چھوٹا یار کی شمشیر سے

بنگئی اونکی نگہ تیغ قضا
تیر نے مارا ہمیں شمشیر سے

آتش گل کے لکھوں مضمون گرم
پھلجھڑی خامہ بنے تحریر سے

اشتیاق سر میں تڑپے اسقدر
ہو گئے جوہر جدا شمشیر سے

قدر نعمت ہوتی ہے بعد زوال
پوچھیے لطف جوانی پیر سے

زلف اگر رخ سے ہٹا دو تو کہوں
چھوٹے یوسف خانۂ زنجیر سے

شب سے مراد روز سیاہ سنتے ہیں
کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے

طوق قمری باب تعلق سمجھتے ہیں
فیل چل سکتے نہیں زنجیر سے

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھہ اہی صیاد
دہن یار مین مستی کی او داہٹ دیکھی
ترک خونریز ہین آنکھین تو نگہ ہی سفاک
شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہون کباب
سر کہین ہاتھہ کہین پاؤن کہین دفن ہوے
سیم بر مرغ نگہ سونے کی چڑیا ہو جاے
رخ کو قرآن کہے زلف سیہ کو کالی
چار نعل آپ کے شبدیز کے ہین چار ہلال
آنکھین نرگس تری گلگونکی ہین چوٹی سنبل

مین جو اوڑ جاؤن نہ کوئی سو گلشن دیکھے
چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھے
ایک گیا آپ کو دیکھا کسی رہزن دیکھے
نگہ گرم سے گر تو سوِ گلشن دیکھے
ایک عاشق کے تمھارے کئی مدفن دیکھے
آنکھہ اوٹھا کر جو طلائی ترے جوشن دیکھے
مکر سے شیخ تو حیلے سے برہمن دیکھے
چاندنی سمجھے جو گرد سم توسن دیکھے
نظر آجاے چمن جو ترا توسن دیکھے

۱۷۷	چمن کوچۂ دلدار مین رہتا ہون وزیر دم پھڑک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھے	۲۴

ہو رہائی ضعف کی تاثیر سے
کیا لہو چھوٹے تری شمشیر سے
دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
کہتے ہین وہ لے کے دل مجھ پیر سے
اہی جنون بیتابی کی تاثیر سے
ابرو پر خم عرق افشان ہوی

نکلین ہم مثل صدا ز نج
جو ہرا و سکے کم نہین زنج
مچھلی کب ہاتھہ آئی جو
مچھلی ہاتھہ آئی ہر جو
برق نکلے دانۂ زنجیـ
بہ چلا پانی تری شمـ

رہے مضمون غم کیطرح اسمین
ہمارا گھر ہی یا بیت حزین ہی

جہان ہی جلوہ گر وہ غیرت ماہ
الٰہی آسمان ہی یا زمین ہی

بنایا تجھکو ایسا خوب صورت
کہ نازان تجھپہ صورت آفرین ہی

ہین عشق زلف مین اعضا بھی دشمن
ہمارا ہاتھہ مار آستین ہی

نہ نکلا بے ترے مین گھر سے باہر
نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہی

فلک جو چاہے ہمپر ظلم کر لے
ابھی تو ضبط آہ آتشین ہی

۴۶

پڑا ہی تفرقہ بیتابیون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہی

۱۹

شانہ مین پیچ سے اون زلفونکا جو بن دیکھے
پاؤن ہم چھو نہ سکین ہاتھہ برہمن دیکھے

جیب صد چاک کرے جو ترا دامن دیکھے
خواب کم آئے جو کمخواب کی چپکن دیکھے

سمجھے خورشید جو تیرا رخ روشن دیکھے
ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکھے

جان دے گال جو گورے وہ فرنگن دیکھے
کہین قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکھے

ٹوپی ہین اوس بت بیدین پہ بہت بستعیر
سیکڑون سبحہ صد دانہ کے خرمن دیکھے

کہے انجیل مسیحا پہ ہوئی ہی نازل
دیکھکر لب جو خط یار فرنگن دیکھے

گر پڑے پھولونکے خرمن پہ یکایک بجلی
ناز سے ہنسکے جو تو جانب گلشن دیکھے

داغ سوزان مرا آتا ہی نظر چھاپے سے
آئے پروانہ چراغ تہ دامن دیکھے

بوے گل رہتی ہی پوشیدہ قباے گل مین
کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکھے

روئے ہم فرقت مین دریا کیا ہی آئی مراد
یار آیا ناو منت کی چڑھانے کے لیے

میری تربت پر اگر دو پھول لانا خار تھا
آنکلتے تم کبھی تیوری چڑھانے کے لیے

خواب آئے بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنے کے لیے

دی بھونکو اونسے جنبش اب کوئی بچتا ہو مین
ابرہی تلوارین چلین بجلی گرانے کے لیے

ہی ابھی جراح باقی زخم کھانے کی ہوس
باڑھ کا ڈورا منگا ٹانکے لگانے کے لیے

ہو بپا طوفان ای حداد آب تیغ سے
میرے آنسو لے جو تلوارین بجھانے کے لیے

لیکے میرے دشت سے مٹی کیا مجنون نے خلق
خاک کوے یار لی لیلی بنانے کے لیے

کاسۂ سر ہاتھ مین لیکر مین نکلون قبر سے
اب بھی گر ساقی بلائے مے پلانے کے لیے

برق پھر چمکی گرونگا پھر تڑپ کر خاک پر
پھر اوٹھا ابر شب فرقت رولانے کے لیے

۱۸۵	چشم تر مین یون خیال خال رخ ہی ای وزیر آئے ہندو جیسے دریا مین نہانے کے لیے	۱۳

ترے رخ کا کسے سودا نہین ہی
گل لالہ تلک صحرا نشا

پھرا ہی آپ وہ عمرو ہمارا
ترا ہی آسمان شکوہ نہ

کہین ایسا نہو اوٹھے نہ تلوار
یہی ڈر ہی کہ قاتل ناز

نہ پوچھو میرے آنسو تم نہ پوچھو
کہے گا کوئی تمکو خوشہ

ادب سے پا برہنہ پھرتے ہین ہم
جنون فرش آلہی یہ

برا سب دشمنون کا چاہتے ہین
مین خوش ہون جیسے دل اند

کون ہوگا تیرے تیرونکا نشانہ میرے بعد	خاک لیجا نا مری تودہ بنانے کے لیے
بزم عالم مین کھڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین	سیکھ لی ہی شمع سے رفتار جانے کے لیے
کیون دل بیتاب کو دکھلایا خال زیر زلف	دام مین کیا مچھلی نہین آنے کی دانے کے لیے
ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان	خاک اوڑا لائی بگولا گھر بنانے کے لیے

۱۷۴	اب کسی گلرو کے دل مین کیجیے گھر اے **وزیر** کیا چمن مین تنکے چنیے آشیانے کے لیے	۲۱

پھر نکل آؤن لحد سے سر کٹانے کے لیے	بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانے کے لیے
تنکے ای گل چن رہا ہون آشیانے کے لیے	آتو ابرکی تیغ سے بجلی گرانے کے لیے
ابتو میرے قتل پر بیڑا اوٹھانا چاہیے	نقد دل تمکو دیا ہی پان کھانے کے لیے
جسکو آتے دیکھتا ہون ای پری کہتا ہون مین تو	آدمی بھیجا نہو میرے بلانے کے لیے
تا نہ میری آنکھو اونکا نشانہ چوک جاو	پر ہما کے لاؤ تیرونمین لگانے کے لیے
اوٹھ گئی بعد اپنے رسم نامہ و پیغام بھی	رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانے کے لیے
ہوکے کاہیدہ ہوا ہون سبزہ رخسار پر	لاش میری کہربا آئے اوٹھانے کے لیے
ہو اگر جراح واقف میرے شوق قتل سے	جاے مرہم آئے تلوارین لگانے کے لیے
دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا	شاخ گل کیا چاہیے اب آشیانے کے لیے
جاکے میرے پاس پھر آیا نہ وہ جان جہان	سیکھ لی کیا عمر سے رفتار جانے کے لیے
چاہیے غم کی عوض شادی کرین اہل عزا	مار ڈالا مجکو قاتل نے جلانے کے لیے

بیتاب ہون سے تیری تعجب ہو نہ مجھے		ای دل شب فراق مین چھاتی نہ پھٹ گئی

۱۷۳	کہتے ہین آسمان ہی تہ خاک ای وزیر بیتاب ہون سے میری زمین گیا اولٹ گئی	۱۹

چھانتا ہی خاک کیا تو گھر بنانے کے لیے
فکر رہنے کی نہ کر آیا ہی جانے کے لیے

اور کو کیا رنج دون راحت اوٹھانے کے لیے
ایک تنکے کو نہ چھیڑون آشیانے کے لیے

برق بھی بیتاب میرے آشیانے کے لیے
ابر سے بھی بیشتر آئے جلانے کے لیے

کام آئی مرغ گلشن کے مری کاہیدگی
لے گیا تنکا سمجھکر آشیانے کے لیے

اس چمن سے گل چلے بلبل گریبان پھاڑ کر
ہی جنون تنکے جب چلنے آشیانے کے لیے

ہمنے کیون مانگی تھی گلشن مین دعا جوش گل
اب جگہ ملتی نہین ہی آشیانے کے لیے

خاک ہون تو دانۂ تسبیح ہو اے فلک
سو طرح کی گردشین مجکو دکھانے کے لیے

پھر بھی ہم تھے وہی تم تھے محبت تھی وہی
صلح کر لیتے اگر آنکھین لڑا[illegible] کے لیے

ہون وہ غمدیدہ ہنسی کوئی تو مین رونے لگون
کچھ بہانا چاہیے آنسو بہا[illegible]

سایہ پڑ جائے اگر زلف دراز یار کا
پھر کہون مین بھی تسلسل ہی [illegible]

ہون وہ دیوانہ کہ بنکر ہو وہ مجنون کی شبیہ
میری مٹی لین اگر لیلی بنا[illegible]

پونہچی ہی شانے تلک کیا یار کی زلف رسا
درد کیون پیدا ہوا ہی میرے [illegible]

جملہ تن ہی چشم نرگس یار تیری دید کو
گل ہمہ تن گوش ہین تیرے [illegible]

یون مری قسمت مین تھا پرواز کرنا یا نصیب
نوچتے ہین طفل سر میرے اوڑا[illegible]

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے
کیونکر نکالے جائین نہ ہم کوے یار سے

کہتا ہون کس خوشی سے وہ آیا پیامبر
اوٹھا اگر غبار رہ انتظار سے

گل سے ہزار درجے ہی بہتر وہ رشک گل
اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے

لکھی ہی کسکی نرگس مخمور کی صفت
پڑھواؤن خط جام کسی بادہ خوار سے

مرجائین ہم جو تیر ادا ہو نصیب غیر
صیاد ہم شکار ہون تیرے شکار سے

۱۶۲ — **وله** — ۱۳

دن ہوگیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت الٹ گئی

مجنون سے کہدو کہتے ہین جوش جنون اسے
آتے ہی فصل گل مری تصویر پھٹ گئی

کڑوے نہو مثال اگر انگبین سے دی
فرہاد شان کیا لب شیرین کی گھٹ گئی

تکلیف دست یار کو بار دگر ہوئی
افسوس ایک ہاتھ مین گردن نہ کٹ گئی

وہ تو مرے گلے نہ لگا لیکن اے جنون
زنجیر اوسکی میرے گلے سے چمٹ گئی

اوسنے نگاہ کرتے ہی بس آنکھ پھیر لی
برچھی لگی تھی سینے پہ لیکن اوچٹ گئی

کرتا ہی کیا اشارے یہ ابروے یار ہے
یارب سنون مین وہ نکلی مہ نو کی گٹ گئی

بولا وہ سنکے شب مری ہجو ابرو نکا حال
کیسی یہ داستان تھی مری نیند اوچٹ گئی

شرمندہ صبح ہوگئی عارض کے ذکر سے
گیسو کا تذکرہ جو بڑھا رات گھٹ گئی

جسپر نگاہ کی اوسے بس مار ہی رکھا
جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف الٹ گئی

مرتا ہوا مین تو بولے اسے کہتے ہین حیا
تصویر یار سامنے سے میرے ہٹ گئی

گرم خرام یار ہی اور اوسمین پیچ و تاب
ٹکڑا ابر ہی ہی زلف سیہ سایۂ پری
اوس گل بغیر سنگ پہ سر تکوں کب تلک
مرنے پہ بھی نہ ویکھنے دین سوے یار ہم
ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کھینچ

اونچے کہین نہ موسے کمر زلف یار سے
خط رخ کے گرد کم نہین ہرگز حصار سے
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سے
ہو خاک چشم غیر مین اپنے غبار سے
ٹانکے اگر لگین تری کاکل کے تار سے
دو گام چلنا کم نہین کچھ ذوالفقار سے

۱۴	شاداب رہتے ہین یہ گل زخم ای وزیر تیغ اونکی کم نہین رگ ابر بہار سے	۱۷۱

زائل بہار حسن ہوی خط یار سے
گرتے ہین لخت دل مژۂ اشکبار سے
زنجیر مو قلم ہو جو تصویر بھی کھنچے
دریا کا گھاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گھاٹ
ٹکاتین دل اوس سے جہان نخ رشک ہی
اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
رسوا ہی ہی جو کہ نہ رسوائے عشق ہو
مژگان پہ اشک سرخ سے طرفہ بہار ہی
پاؤن کے بدلے آنکھوںسے صحرا کو طی کرون

اس باغ مین خزان نظر آئے بہار سے
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سے
وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سے
پانی کی دھار کم نہین خنجر کی دھار سے
وہ گل نہ ہم چھوین جسے ہو ربط خار
آتی ہی یان خزان بھی عجب اک
ہی عار مجکو ننگ سے اور ننگ
گل بھی کسی نے پھولتے دیکھے
یاد مژہ فزون ہوا گر دیدۂ

وفا سے مینے بھی اب ہاتھ اوٹھایا | قسم ہے مجکو اپنے بیوفا کی
ہوی گر صلح بھی تو بھی رہی جنگ | ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑا کی
فقیرون کے قدم لیتے ہین سلطان | یہ ہے تاثیر نقش بوریا کی
تصور بسکہ بھر گیا جب اوس مژہ کا | تو پھر وہ دل پہ برچھی سی لگا کی
ہما الو یہ ہین جسکو چاہے دے سعادت | وگرنہ سگ مین خصلت ہے ہما کی
نہ مین اوٹھتا ہے سر سجدے سے میرا | مگر ہے سجدہ گاہ اوس خاک پا کی
کہون جب مین کہ بے تیر سے ہون مرتا | تو کہتا ہے وہ بت مرضی خدا کی
نہ آیا منتون سے یار جبدم | تو پھر کیا کیا اجل کی التجا کی

۱۷۰ — وله — ۱۵

ظاہر ہے شوق دید مرے جسم زار سے | تار نگہ بنا ہون غم انتظار سے
ہون نخل شمع کام نہین برگ و بار سے | نکلین گے شعلے گل کی عوض شاخسار سے
ازبس ہے ہمکو عشق رخ و زلف یار سے | راحت اوٹھاتے ہین غم لیل و نہار سے
افزون ہے رش مژہ مین ہے خنجر کی دھار سے | ابرو کی تیغ بھی نہین کم ذوالفقار سے
آئے گا کون گل جو خوشی ہے گی اے صبا | جھڑتے ہین پھول میرے چراغ مزار سے
مرجاتین دو دآہ اگر ضبط کرکے ہم | ہرگز نہ دھوان نکلے چراغ مزار سے
میکش وہ ہون کہ شیشے سے پیدا ہو جام مے | رکھتا ہون مین سند یہ دل داغدار سے
ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب | شب ہو گئی تھی تذکرۂ زلف یار سے

زلفون سے ہم او بجھتے ای رخ یار
سیکڑون گھر ڈبو دیے پل مین
کھینچی ہی جب سے ماہ نو نے شبیہ
رگ گل سے کمر ہی کچھ نازک
بھبر لیتا ہی دم مین وہ آنکھین
دل ہر اک ماہ کی تجلی گاہ
صفحہ چرخ پر ہلال نہین
چھان ڈالا تمام کعبہ و دیر
کہتے ہین حق بتون کو سب کافر
فکر رہتی ہی بیت ابرو کی
چمن رخ مین جا نہ مرغ نگاہ
غم نہین پھیری گر وزیر سے آنکھ

کیا کرین درمیان مین تو ہی
یہ وہ خانہ خراب آنسو ہی
آسمان پر دماغ ابرو ہی
فرق دونو مین اک سر مو ہی
چشم بد دور کیا ہی بدخو ہی
اپنے غنچے مین یار کی بو ہی
مصرع انتخاب ابرو ہی
ای ہمارے خدا کہان تو ہی
بت تجھے کہتے ہین خدا تو ہی
اندنون سر کو ربط زانو ہی
جی کا جنجال دام گیسو ہی

قطعہ

تو ہی خوش چشم کیا پری رو ہی

۱۶۹

رہے آباد دامن صحرا
وان لڑانے کو آنکھین آہو ہی

ہماری ہی اس وفا پر بھی دغا کی
وہ مشت استخوان ہون ای سگ یار
لب شیرین کا جو بوسہ لیا تھا

قسم کھائی تھی اوکا ذ...
اگر کھاتے سعادت...
مرے او سکے شکر...

۱۶۷ — شاہ کہلائے ہر طرح سے وزیر
بادشاہی نہ کی گدائی کی — ۱۳

ہمیشہ دل میں جو اپنے خیال زلف و کاکل ہے — تو سینے میں نفس ہر ایک موج بوئے سنبل ہے
فسان ہے سخت جانی میری تیغ ناز قاتل کو — کہ یاں جتنا ہے رنج نزع اوتنا اون تغافل ہے
مجھی کو کچھ تو اپنے کوچے میں آنے نہیں دیتا — وگرنہ ای ستم ایجاد ہر گلشن میں بلبل ہے
تری مینا سے گردن کی صفت کی ہے جو ساقی — مری آواز کو کہتے ہیں سب آواز قلقل ہے
وہی دل ہے بھرا ہو نشہ جسمیں جام وحدت کا — کہ ہے چھاتی کا پتھر بزم میں شیشہ جو بے مل ہے
مری جو سوز غم سے جلکے ہو وہ نیکنام آخر — چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتے ہیں سب گل ہے
دیا سامان گلشن ہمکو ہجر رشک گلشن نے — پریشانی ہے سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہے
لکھے ہیں وصف یا نتک نرگس مخمور ساقی کے — ہر خامہ گردن مینا صریر خامہ قلقل ہے
بڑھا کر ربط کیونکر کم نہ منہ دکھلائے وہ مہرو — ہوا جب ماہ کامل دن بدن اسکو تنزل ہے
بہاتی ہے کہیں بھی موج نقش بوریا خس کو — نہ دے گا ناتوانکو رنج جو صاحب تحمل ہے
کہا اوس گل نے کل سامان گلشن میں بھی رکھتا ہوں — جو عاشق ہے مرا نالوں سے وہ ہمچشم بلبل ہے
قطعہ
خط و رخسار و چشم و زلف دکھلا کر لگا کہنے — یہ ریحان ہے یہ گل ہے اور یہ نرگس ہے یہ سنبل ہے

۱۶۸ — خیال زلف جاناں میں جو روؤں تو اوگے سنبل
وزیر آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہے — ۱۴

جب سے آغوش سے جدا تو ہے — میرے پہلو میں درد پہلو ہے

زلف پر پیچ سے جو دل الجھا — پیچ مین رخ پڑا صفائی کی
مرغ بے بال و پر ہون ای صیاد — آرزو ہی کسی رہائی کی
ای جنون دشت کو چلین گے ہم — ہی قسم اس برہنہ پائی کی
سر جدا ہمنے اپنا کر ڈالا — آئی جب گفتگو جدائی کی
پھر گیا یار گھر کے پاس آکر — بخت برگشتہ نے برائی کی
سیکڑون جا سے تجھ پہ بیٹھے ہین — دھوم ہی تیری میرزائی کی
تجھ سے تو ہمکو ای خم ابرو — تھی نہ امید کج ادائی کی
کو ہی قاتل کی راہ بھولا تھا — ای اجل تونے رہنمائی کی
دل کہین اور ہمنے اٹکایا — بیوفاؤن سے بیوفائی کی
نہ گئے زاہدون کے پاس کبھی — دختر رز نے پارسائی کی
شہر مین جاے گی مری پاپوش — قدردان کیا برہنہ پائی کی
صاف ہی آئنہ تن پرنور — ہی دلیل اسپہ خودنمائی کی
کاسہ ماہ کیون نہو پرنور — برسون اوس کوچے کی گدائی کی
کعبہ دل مین بھی مقام کیا — ای بتو تمنے کیا رسائی
خط کے آنے پہ بھی مکدر رہی — صورت اب کون سی صفائی
بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ — اب توقع نہین رہائی
کس کے کوچے کی راہ بھولا ہون — خضر نے بھی نہ رہنمائی

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم — لطف بھولے نہین ہین ٹھوکر کے
ساقیا چشم یار یاد آئی — دے اب مجھے ساغر اجل بھر کے
منہ دکھانے کا کسنے وعدہ کیا — منتظر ہین جو روز محشر کے
کیا بجھائی ہمارے دل کی لگی — صدقے اوس آبدار خنجر کے
اے جنون آپ کاٹ ڈالون سر — کہین گردن سے بوجھہ تو سرکے
دیکھیے دنکو رخ سے کیا ٹھہرے — زلف کے میہمان ہین شب بھر کے
کس خرابی سے کاٹی ہی شب ہجر — اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے
یاد آیا چمن مین جب قد یار — صدقے ہونے لگے صنوبر کے
خاکساری مین نقش پا کیطرح — رہنما ہین ہر ایک رہبر کے
نامہ اوس طفل کو مگر پونہچا — کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے
اے صنم ایک تو ہی غیرت گل — بخدا ورنہ بت ہین پتھر کے
ہین جو ابروے یار پیوستہ — خوب مصرع ہین دو برابر کے
نقشۂ یار کھینچ یون مانی — چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

۱۶۶	کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر لکھون مضمون جو دیدۂ تر کے	۲۰

ایک عالم نے جبہہ سائی کی — اے بتو تمنے بھی خدائی کی
عاشقون کے لہو کی پیاسی ہین — مچھلیان اوس کف حنائی کی

لکھا ہی کاغذ ابری پہ حال گریہ ای قاصد
زبانی کچھ جو پوچھے کہیو خط سے آشکارا ہی

ترے ہر عضو پر ای ماہ رو ہی نور کا عالم
قبا مہتاب اگر ہی او ہمن جھٹ چاندتارا ہی

دل پر خون ہی شیشہ داغ حسرت ساغر ہی
نہین ہی تو جو ساقی اب ترنم مجلس آرا ہی

۱۶۴	رولایا ہی وزیر اسد رجہ شوق ہمکناری نے کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہی	۹

جو مجھ خم گشتہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہی
گریگی چاندماری ای صنم فوج نصارا ہی

کیا واعظ کو محو دخت رز لاکھہ افسون سے
پڑھے جن کو مرے ساقی نے شیشے مین اتارا ہی

سر آنکھون سے کرین سجدہ جدھر ابروے ہلالی ہو
جدا کچھ کفر اور اسلام سے مذہب ہمارا ہی

ترے قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہی
مثال سایہ ہی وان سرو سمجھا تو خود آرا ہی

بیابان گرد ایسے ہین نچھوڑا ساتھ گردش نے
پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہی

ہوا ہی ادس پری کا جلوہ گر دل لاکھہ افسون سے
سلیمانی کی قسم دیدے کے شیشے مین اوتارا ہی

کوئی شمشیر ابرو کا بھی قاتل وار ہو جائے
مژہ نے برچھی ماری ہی نگہ نے تیر مارا ہی

ہر عنقا دہن کو کہیے خط کو سایۂ عنقا
دہن کو باندھیے عنقا نیا یہ استعارا ہی

۱۶۵	ہزار افسوس سے انروزون وزیر اکثر تابانکو برنگ آسمان ہمنے بھی شیشے مین اوتارا ہی	۱۶

کون جیتا ہی ای صنم مر کے
آؤ تو دیکھ لین نظر بھر کے

شکر ہی ان بتون کے کوچے مین
یو نہیے ہین ہم خدا کے

ادا سے گالیان دینے پہ اپنا دم نکلتا ہی
بنا تل آنکھہ کا ہی جان تل تیرے کف پا کا
کلی ہچکی ہی قاتل کی چٹکنا ہی صدا اوسکی
برا ہونا توانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بھی
ملا دے لب سے لب ساقی لگا دے منہ سے منہ ساغر

ہمین میٹھی چھری ہی یہ شکر تیری گالی ہی
قدم رکھنے سے بنیا دیدہ تصویر قالی ہی
ہی ٹہنی گل کی تلوار اور سپر پھولون کی ڈالی ہی
تن زار اپنا خار دیدہ تصویر قالی ہی
مین رند لاابالی ہون تو مست لاابالی ہی

۱۶۳

حسینون پر وزیر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہی
مرینگے دیکھہ کر تلوار اگر اوسکی ہلالی ہی

۱۴

نگہ کے چل رہے ہین تیر اور مژگان صف آرا ہی
نمایان چین گیسو سے جو تیرا گوشوارا ہی
برنگ گل مرے زخم بدن جتنے ہین خندان ہین
حجاب آتا ہی جراحو نکو زخم دل دکہانے سے
ہمارا حال خفیہ لکھہ کے پونہچاتا ہی جانان کو
ہنسے جب برق چمکی جب ہلی مستی گھٹا چھائی
کمال عشق تب ہو جب کنارے گور کے پونہچین
تمنا ہی عبث دلکو ہمارے بات کرنیکی
بلا سے کیجیے تشبیہ کیون زلف چلیپا کو
تعجب کچھہ نہین ہی تو جو آنکھین پھیر لے ہم سے

جسے سب تیر باران کہتے ہین اوسکا نظارا ہی
منجم کہتے ہین یہ برج عقرب مین ستارا ہی
مرے قاتل نے ہنس ہنس کر جو تلوار وسے مارا ہی
نگاہ شرمگین سے تیر کسنے دل پہ مارا ہی
رقیب روسیاہ اب اندنون قاصد ہمارا ہی
غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمہارا ہی
لحد کہتے ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہی
دہان تنگ مین اوسکے سخن کا کب گذارا ہی
تمہارے سر پہ ای رشک مسیحا یہ اتارا ہی
ہمارے بخت کا اک ماہ گردش مین ستارا ہی

قطعہ

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا
سنا او محتسب تو عقل و دانش سے خالی ہے

سبوے مے اگر ٹوٹے پیالہ مے کا بجاتے
پیالہ ٹوٹ کر چھوٹا جو ہو جاتے پیالی ہے

پڑے ہیں شیشے خالی اکدن ساقی نہ آنکلا
مہینا اس سبب جو ہے مری نظروں میں خالی ہے

۱۶۲	غزل ہمیشہ کہتا ہون وزیر افضال ایزد سے نہ میری طبع عالی ہے نہ میری فکر عالی ہے	۱۸

لڑائی جل میں اوس جنگجو سے ہونیوالی ہے
کٹاری گلبدن کے پاجامے نے نکالی ہے

قدم رکھنے سے تیرے نقش جب نقش نہالی ہے
گل افسون ڈ مینڈ ہے گل تصویر قالی ہے

مسلمانونکو تیرا روے روشن روے یوسف ہے
تری زلف سیہ آگے ہر اک ہندو کے کالی ہے

ہر اک معشوق یان ہے تشنۂ خون اپنے عاشق کا
نہیں شعلہ زبان یہ شمع نے باہر نکالی ہے

مے گلگون ہے ساغر میں گلابی دست ساقی میں
صنم پہلو میں ہے ایمان کا اللہ والی ہے

بنایا مجکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے
قدم رکھنے سے میرے خندہ زن تصویر قالی ہے

نہیں ہے شمع یہ تربت پہ کہدو میرے قاتل سے
امید قتل میں پھر قبر سے گردن نکالی ہے

نکالے مجھپہ گر تلوار تو اے غیرت گلشن
وہ بلبل ہون کہون یہ شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہے سنہرا رنگ اوس گل کا ہے کندن سا
چمن میں سرخ ہیں گل کہاں شبنم سی لالی ہے

کمر کو بال سے تشبیہ دون میں یا رگ جان سے
اگر وہ موشگافی ہے تو یہ نازک خیالی ہے

وہ عالی ظرف ہون ساقی کہ میری محفل مے میں
فلک ہے اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہے

ہما کے سایے سے بہتر ہے کملی ہم فقیروں کی
ہماری پشم سے ہر دل اگر منعم کا شالی ہے

۱۶۱	ذکر اوس دہن کا سبکی زبان پر ہر ای وزیر یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہی	۱۹

ترے سر میکے دنبالے یہ جسنے آنکھ ڈالی ہی
فراق یار مین جو گل ہی رنگ و بو سے خالی ہی
چمن مین آج نرگس پر جو تو نے آنکھ ڈالی ہی
ہمیشہ ٹھوکرین کھاتا ہی صرف پایمالی ہی
ترے جانے سے مطرب نعرہ زن تصویر قالی ہی
گھلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نے
ترے زخمی کو ای مہرو نکیونکر چاندنی مارے
تجھے دیکھا جو چشم بد سے دی تعزیر گلچین نے
بچھائین بلبلون نے آنکھین آیا تو جو گلشن مین
نہین ہو وجہ رونا زار زار ابر بہاری ہی
تصدق ہوتی ہین پھر پھر کے دیوارونکی تصویرین
نہ لو پر نہ کرا اتنا غرور ای آسمان ہمسے
یہ میکش ہون نہ دیکھون رات بھر اوسکی طرف ہرگز
جس میکش نے دیکھا چشم کم سے اوسکو سیاہی
ڈکا مضمون ہاتھ اوس کانکی بالی کی مچھلی کا

تو پھر شاخ غزالانین بھی شاخ اوسنے نکالی ہی
چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر قالی ہی
کو ہی شاخ او سمین شاید چشم بد دور انکالی ہی
تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہی
مثال تار شیون مین ہر اک تار نہالی ہی
کہ تیغ آفتاب ای ماہ ابرو زون ہلالی ہی
سپر مین بھی ہی چاند اور تیغ بھی تیری ہلالی ہی
نہین توڑی ہی یہ نرگس آنکھ گلشن کی نکالی ہی
زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہی
تمہارے کانکی بجلی یہ ہمپر گرنے والی ہی
مکان اوس شمعرو کا شکل فانوس خیالی ہی
فقیر اک ماہ کے ہین اپنی کشتی بھی ہلالی ہی
فلک نے آفتاب آگے مرے مینا بے خالی ہی
پیالہ بادہ گلگو نکا نظرون مین پیالی ہی
یہ ہمنے چشمۂ خورشید سے مچھلی نکالی ہی

ٹپکی جو میرے زخم کے انگور سے شراب
گرم نظارہ کیا وہ مرا مست ناز ہی

پونہچا دیا ہی عشق بتان نے خدا تلک
کیا نردبان بام حقیقت مجاز ہی

دیکھو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب
محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی

محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو
مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جانماز ہی

ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون
آنے لگی صدا کہ در توبہ باز ہی

موتی صدف مین دانۂ انگور کیون نہون
دریا مین جلوہ گر وہ مرا مست ناز ہی

۱۶۰

جھک جاے کیون نہ شاخ ثمردار ای وزیر
افتادہ جو کوئی ہی وہی سرفراز ہی

۱۰

ابروے یار کعبۂ اہل نیاز ہی
آنکھین کھلی نہین ہین در توبہ باز ہی

قلقل ہر ایک شیشۂ می کہ رہا ہی کیون
ساقی خموش کیا وہ مرا مست ناز ہی

آئینۂ عذار بتان کیا بناے صاف
ہاتھ اوسکے چومیے عجب آئینہ ساز ہی

کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہی

آیا ہزار پیچ سے بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت در

جاکر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا
کیونکر نہ کہیے یار کو بندہ

لگتے ہین ایک جنبش مژگان سے لاکھ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیم

ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یارب ہمارا جسم ہی یا کوئی سا

رونے لگین جلے جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل یہ ہمارا گداز

بل کھائے نہ کس طرح سے موئے کمر یار
شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹھے کی ہی خورشید کا عالم
کیونکر نہو تیرے در و دیوار مین گرمی

ای جان ترے نقش قدم سے ہی چراغان
ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتے ہی ترے پڑ گئی اوس ایسی گلون پر
سر آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دھوان شعلے ہین وہ دست حنائی
سر سے کف پا تک ہی مرے یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سے ہی گرم
ہون برق زبان ہی مرے اشعار مین گرمی

١٦٩	ولہ	١٧

آنکھین کھلی ہوئی ہین عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہی

کچھ حال اپنی زلف کے دیوانے کا نپوچھہ
بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہی

دل خانۂ خدا ہی نہ دے ان بتونکو جا
او بے تمیز کچھ بھی تجھے امتیاز ہی

محراب تیغ یار سے پھیرا نہ منہ کبھی
جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہی

کہتے ہین صبح پرتو رخسار یار کو
مشہور شام سایۂ زلف دراز ہی

پتھر گداز ہونے سے بنتا ہی آئنہ
روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہی

گردون سے ایک عقدۂ دل وا نہو سکا
بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہی

دانے ہین دانہ رشتۂ تسبیح دام صید
زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہی

مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آئے
ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہی

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام ہی پتنگ
ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہی

پھنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر بتان سے
ہی نبض کیصورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جوہر کے چمن مین لگے آگ
بجلی کیطرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کرے سامنا ہو جاے سیہ رو
خورشید سی ہی تیرے سیہ کار مین گرمی

خلخال پہ ہی شعلہ جوالہ کا دھوکا
ان شعلہ رخونکی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکھے تو ابھی جلنے لگے خرمن مہ بھی
بجلی سے فزون ہی نگہ یار مین گرمی

ای چرخ تجھے صورت تبخالہ بنایا
ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی

دون شمع سے تشبیہ تو اکدم مین پگھل جاے
کیا آتش غم سے ہی تن زار مین گرمی

١٤	ناسور مین بہتی صفت شمع ہی سوزان ایسی ہی وزیر اس دل افگار مین گرمی	١٥٨

آہون سے ہی اب کوچہ دلدار مین گرمی
جلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹھا تھا مین دل سوختہ تکیہ جو لگا کر
ابتک ہی تمھارے در و دیوار مین گرمی

منہ پھیر لے مژگان کیطرح ابر جو دیکھے
ای برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتی ہین یہ آنکھین مری جھانکون جو کبھی مین
پیدا ہو ترے روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ بنے شمع
نالون سے مرے زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالون سے جلا دون مین چمن کو
ققنس کیطرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ ستمگر
اب میری سبب سے ہی مرے یار مین گرمی

یون جسکی گرمی سے تری جلتی ہین آنکھین
جسطرح ہو تپ سے تن بیمار مین گرمی

دل دھڑکتا ہی نہ قاصد پر کہین بجلی گر ے
میرے نامے مین رقم کچھ حال بتیابانہ ہی

داغ سوز انسے ہی مثل شمع روشن دل مرا
گر یک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی

لے اوڑی ہی حسرت دیدار رو یار کی
شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہی

۱۵۷	ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج ای وزیر اس مفلسی مین شوکت شاہانہ ہی	۲۰

ایسی مرے یوسف کے ہی رخسار مین گرمی
جلتے ہین خریدار ہی بازار مین گرمی

تم آے نہین داغ دل زار مین گرمی
ای میرے خلیل اب نہ رہی نار مین گرمی

کانٹا جو چبھے پاؤن مین ہو آبلہ پیدا
ایسی ہی مرے وادی پرخار مین گرمی

موسی کیطرح مردم چشم آئین نہ غش مین
بیطرح ہی برق نگہ یار مین گرمی

سردی نفس سرد مین ہی آنکھوںمین برسات
رہتی ہی سدا داغ دل زار مین گرمی

قد صاف ہی سانچے مین ڈھلا شمع کیصورت
ہی شعلہ صفت آتش رخسار مین گرمی

مچھلی مرے بازو کی ہی شکل سمندر
ایسی تب غم سے ہی تن زار مین گرمی

[illegible]رون پہ گرے شعلہ آواز سے بجلی
اللہ ہی کیا ہی ترے گفتار مین گرمی

[illegible]م کرو خانۂ دل سوختگان ہین
آہونسے ہی سقف و در و دیوار مین گرمی

[illegible]ہمت مین ہی جلنا نہ وہان بھی ملے آرام
پیدا ہو ترے سایۂ دیوار مین گرمی

[illegible]لے پڑے پیتے ہی غم ن تھا یہ مرا گرم
پیدا ہوے ظالم لب سوفار مین گرمی

[illegible]ن برق ہی اور قبضے مین جوہر جلکی کرن ہی
قاتل ہی سراپا تری تلوار مین گرمی

دور ساغر کو جو ہی تیرے حنائی ہاتھ سے
شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہی

شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکھین گرم مینا ن
شمع مینا بنگیا ہی جام می پروانہ ہی

دیکھ لیتے ہین وہ دلمین جو نہین دیکھا کبھی
جام جم کہتے ہین جسکو کیا یہی پیمانہ ہی

تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت ورد
مثل دور جام مہ گردشین ہر اکدانہ ہی

توڑتا ہی شیشۂ خالی ریاض بزم مین
باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی

ہاتھ مین شمشیر بران رہتی ہی روز وغا
دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہی

شمع عکس روے روشن آئنہ فانوس ہی
جو ہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی

ای صدف تیری طرح محتاج نیسانکے نہین
صورت گوہر ہمارا اشک آب و دانہ ہی

ای صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل
دیکھلے ہر ایک کعبہ لاکھہ جا بتخانہ ہی

ملتے ہین ہر بت کے نقشے سے ترے نقش قدم
پاؤن کا تیرے نشان جسجا ہی وہ بتخانہ ہی

برسون گذرے ہین خیال یار بھی آیا نہین
ہم ہین اور تنہائی ہین کیا اندنون یارانہ ہی

یاد کرتے ہین کسیکا مصحف رو طفل اشک
دیدۂ گریان مرا ہمچشم مکتب خانہ ہی

کرمک شبتاب کے مانند اڑتے ہین چراغ
تیرے دیوانے کا وحشت خیز یہ کاشا

خوشۂ پروین پہ ای دہقان چرخ اتنا نہ پہول
برق خرمن ہی ہمارے کشت کا جو دا

مین جو آنکھونسے لگاتا ہون الجھہ پڑتا ہی
پنجۂ مژگان ترے گیسو کو مثل شا

جو حسین ہی اوسکا ہر جائی بھی ہونا ہی ضرور
شمع ماہ و مہر سے روشن ہر اک کاش

شیشہ و ساغر لگا مین مجکو پتھر کی عوض
کہا و لڑکون سے یہ دیوانہ تو کچھ مستا

ہجر مین سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز
ہی ہر اک شام کی اے ماہ سحر آخر کار
کہتی ہی شمع زبان سے یہی اے رشک چمن
ہون وہ بے سر پھرے ہاتھون پہ سیہ لاش مری
کرتی ہی سرمے کے دنبالے کا شکوہ تری آنکھ
سنگ مرقد سے مرے شیشے وہ بنواتا ہی

شرمگین چشم نے کسکی کیا خاموش مجھے
زلف سرکا کے دکھا صبح بناگوش مجھے
گل ہون مین تو جو کرے بزم مین خاموش مجھے
شیشے کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے
دیکھو آہو سے بنایا ہی سیہ گوش مجھے
نہ گیا مرنے پہ ساقی نے فراموش مجھے

۱۵۶

گرچہ ہون اپنے زمانے کا فغانی مین وزیر
دو ہی باتون مین کیا یار نے خاموش مجھے

۳۰

برق باران جسکو کہتے ہین مرا افسانہ ہی
گنج ہوتا ہی وہان اکثر جہان ویرانہ ہی
نشّے سے ہر ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی
کسکی شمع حسن سے روشن مرا کاشانہ ہی
صاف کہ دیجے کہ دلمین جلوۂ جانانہ ہی
صورت قلقل نوائے بلبل مستانہ ہی
گر سگ کوی بتان کہلاتا نہین دیوانہ ہی
یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
ایک عالم یار تیرے حسن کا دیوانہ ہی

کچھ حقیقت رونیکی کچھ حال بیتابانہ ہی
خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی
نقش پاے ساقی مہوش خط پیمانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شبتاب جو پروانہ ہی
لامکان جو شوخ تھا وہ بھی صنمخانہ ہی
ہی ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی
موج مے ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہی

نالے سنکر مرے تنگ آگئے وہ بت کہنے لگا
مثل گل کیون نہ کیا حق نے کرا گوش مجھے

اوٹھ گیا پھر مرے پہلو سے وہ عیسی میرا
پھر لحد آج دکھانے لگی آغوش مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلاے کمان دون جواب
شکل سوفار ملے ہین لب خاموش مجھے

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا
جام تو نے نہ دیا اے بت مے نوش مجھے

۱۵۵ — ولہ — ۱۹

ایسا اک جام دے اے ساقی بیہوش مجھے
دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

میرے چپ رہنے سے ظاہر ہوا عشق پنہان
لب اظہار ہوئے ہین لب خاموش مجھے

دیکھکر بزم مین ساعد کو ترے مرنے لگے
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھے

آگئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد
دیجیو جام اجل ساقی مے نوش مجھے

نالۂ مرغ سحر ہوگی صریر خامہ
لکھنی ہے اب صفت صبح بناگوش مجھے

بیخودی مین ہے جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکھاتی ہے رم ہوش مجھے

صاف باطن ہون نہین نیت ظاہر کا
شکل آئینہ بنایا ہے نمد پوش مجھے

بار سر او ترا کبھی بار ہوا پھر پیدا
شمع سان کر لیگا کوئی سبکدوش مجھے

مرہی جاؤنگا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئیگا کسی مہ کا در گوش مجھے

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ بھی حکمت ہے بنایا ہے جو خاموش مجھے

بھر گئے اشک آنکھون مین ساغر سے آئین شراب
یاد کرتے ہین بس مرگ جو مے نوش مجھے

ہے یقین جرعہ کشی اس تفرقہ پردازی سے
قبر سے دیکھ سکیگا نہ ہم آغوش مجھے

سر پٹکتا ہون پلادے مے سرجوش مجھے
ساقیا دور کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے

مثل شبنم چمن دہر مین بے سامان ہون
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھے

نہ سنون کوئی بھی آواز سوا قلقل کے
ساقیا پنبہ مینا دے پئے گوش مجھے

اسقدر پھول سا کھڑا ہی ترا سرخ و سفید
گل تمہارے آگے نظر آے سیہ پوش مجھے

کاسہ ماہ کو دے پٹکون خم گردون پر
ساقیا آے جو مستی مین کبھی جوش مجھے

لن ترانی جو کہوگے تو سنوگے تم بھی
ایسا نظرون سے کیا ضعف نے روپوش مجھے

نہ سنون کوی بھی آواز انا الحق کے سوا
چاہیے پنبہ منصور پے گوش مجھے

ہجر مین مر نہ گیا منہ اوسے کیا دکھلاتا
شکر صد شکر کیا ضعف نے روپوش مجھے

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکھلاتی ہی
غم فردا سے قیامت ہی فراموش مجھے

صورت آبلہ بس نے میر قدم ہو گردون
آے گر عالم وحشت مین فیض اجوش مجھے

گلفشان ہی جو چراغ سحری خوش ہونگا
یار دکھلاے گا پھر صبح بناگوش مجھے

شور قلقل وہین کچھ یاد دلا دیتا ہی
بھول جاتے ہین جو یاران قدح نوش مجھے

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد
دور ساغر نے کیا بزم مین بیہوش مجھے

فرقت گیسو ساقی مین جو غم کھاتا ہون
کہتے ہین سارے سیہ مست بلانوش مجھے

ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے

جوہر تیغ کا آئینہ تن پر ہی عکس
آج قاتل نظر آتا ہی زرہ پوش مجھے

ساغر عمر تلک ہوا بھی لبریز شراب
صورت مے اگر آجاے ذرا جوش مجھے

کچھ حقیقت سینے میرے دلسے چشم یار کی
پوچھیے بیمار سے حالت جو ہو بیمار کی

آنکھ کب ہو جو پڑتی ہی کسی میخوار کی
ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کھا کے زخم نوک مژگان ہونگا ابرو سے شہید
نیزہ بازی ہو کے نوبت آئیگی تلوار کی

ہوگئی صیقل بھی ظالم باڑھ بھی کھی گئی
تو جو بگڑا ہمسے بن آئی تری تلوار کی

گھر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان
حور تو غلمان ہین تصویرین در و دیوار کی

اوسکے رخ کو میرے داغ دل کو باندھین آفتاب
لکھیں تعریف ایک شاعر نور کی اور نار کی

اوس بت بیدین پہ ہم دیندار بھی مرنے لگے
برہمن زنار پہناوے کفن کے تار کی

چشم مین پتلی کے بدلے ہی کسی بت کا خیال
آنکھ کے ڈورے پہ پھبتی کہون زنار کی

رنگ کو بھی چھپ کے اوسکے گھر مین جا سکتی نہین
چاندنی چھٹکی ہوئی ہی سایہ دیوار کی

ہو نہین وہ بلبل قفس مین بھی بھلا دون یاد گل
جب اوڑی چہرے سے رنگت راہ لی گلزار کی

مشکلون سے یار کی دیوار مین روزن بنے
کین ہین مین نے منتین سی منتین معمار کی

ساز سے بے یار آئے کیون نہ رونیکی صدا
تار مین صورت ہی مطرب آنسوون کے تار کی

ہی وہ میرا کفر جسکے ہین مسلمان معتقد
ٹوٹی گر زنار آواز آئی استغفار کی

تب مزا ہی ہو ہمارے منہ مین قاتل کی زبان
اور دہان زخم مین بھی ہو زبان تلوار کی

شعلہ آواز سے جھڑتی جو ہین چنگاریان
نے بنائی تو نے کیا منقار موسیقار کی

١٥٤	وله	٢٢

یاد گیسو مین جو آتا ہی کبھی ہوش مجھے
سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجھے

منزلت ہی مثل کعبہ ابروے خمدار کی
طوف گردش سے کیا کرتی ہین آنکھین یار کی

بل بے گرمی آتش رنگ حنای یار کی
بنگئی نے ہاتھہ مین منقار موسیقار کی

کرتے کچھہ تعریف تیغ ابروے خمدار کی
گر دہان زخم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب روندا پاے گلگون سے ہماری قبر کو
چادر گل نقش پاے یار نے تیار کی

عکس دندانسے بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سے پوچھیے قیمت تری تلوار کی

آستین سے گر ہوے باہر مرے دست جنون
دہجیان اوڑتی پھرینگی دامن کہسار کی

کفش زرین سے ستارے جھڑتے ہین وقت خرام
سیر دیکھو اب زمین پر کوکب سیار کی

دخل کیا ہی حشر تک چمکے جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دہوم ہی اوس مغربی تلوار کی

روزن کرتے ہین نظر اسکو نمین موتی کیطرح
وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی

آئے جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان
صدقے ہون پھر پھر کے تصویرین در و دیوار کی

عندلیبین بلبلونکی طرح غرق آب مین
بے ترے روئین آنکھین نرگس بیمار کی

اپنے قد کا وہ لب جان بخش سے کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی

روتے روتے سر سے گذرا ہجر مین سیلاب اشک
حالت اب مثل کف دریا ہی یان دستار کی

دیکھی دریا مین سکندر کی جو تپلی ردی وہ
تپلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر ہر عضو سے
آئے گی آواز یا غفار یا غفار کی

۱۵۳ — بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی وزیر
دھوم ہی ملک معانی مین مرے اشعار کی — ۱۵

دستگیر ونکا نہ احسان ضعف نے ہونے دیا
ہاتھ اوٹھ سکتا نہیں میرا عصا کیواسطے

جو کہ قانع ہو وہ بچ جائے فریب نفس سے
دام کب صیاد پھیلائے ہما کے واسطے

بار احسان ہو جو سر پر استخوان ہیں چور چور
سنگ ہے سایہ ہما کا مجھ گدا کے واسطے

اسقدر تعظیم کا عادی ہوں گو دیکھوں کبھی
استخوان تن سے نکل آئیں ہما کے واسطے

اہ میری پکڑ بلا دوں عرش کی زنجیر کو
جب کروں نالے تری زلف دوتا کیواسطے

سچ تو یہ ہے آدمی سا کوئی خود مطلب نہیں
کی عبادت بھی تو حور مہ لقا کے واسطے

خرمن عالم میں جو دانہ مری قسمت کا ہے
برق کی خاطر ہے کب ہے آسیا کیواسطے

اوٹھ کے بتخانے سے کعبے کو اگر جانے لگوں
برہمن دینے لگیں مجکو خدا کے واسطے

ڈھانکتے ہیں منہ کو اپنے چادر مہتاب سے
روتے ہیں اونکو ہم اوس مہ لقا کیواسطے

زندگی تنگ ہے یہاں اہل سعادت کی بھی قدر
بعد مردن ہے مگس رانی ہما کے واسطے

اونکی آرایش یہان ہے جو کسی قابل نہیں
ہے حنا اس باغ میں ہر دست و پا کیواسطے

زخم کھاؤں یار کی تلوار کا پانی پیوں
غیر کا احسان نہ لوں آب و غذا کیواسطے

ہجر کی شب صبح ہونے کی کروں گر آرزو
پنجۂ خورشید پیدا ہو دعا کے واسطے

اپنی گردن کو جھکاتے ہیں مہ نو دیکھ لے
خوب رو پیدا ہوے شرم و حیا کیواسطے

کفش نو گر تو ہیں گر روندے قبر عاشقان
سر نکالیں دوست دشمن زیر پا کیواسطے

۱۵۲	اشک خونیں سے ہے گلگون رخت عریانی فریم رو رہا ہوں اک گل رنگین قبا کے واسطے	۱۶

اوسکا سنگ آستان کیونکر چھٹے ہمسے جنون
سنگ مقناطیس ہو زنجیر پا کیو اسطے

ہون وہ پیاسا اشک بھر کر اپنی آنکھوں مین ہون
ہاتھ پھیلاؤن نہ مین آب بقا کیو اسطے

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچھ آرزو
گر دعا مانگے تو ترک مدعا کیو اسطے

ہو گوارا رنج اونھین جنکو ہو آرائش پسند
ہاتھ بندھوائین جسمین رنگ حنا کیو اسطے

رؤون جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفانکا
ناخدا دینے لگے مجکو خدا کیو اسطے

ہو گئے زخمی اپنے قاتل سے یہین رضی ہوا
سیکڑون منہ ہو گئے پیدا دعا کیو اسطے

۱۵۱	بخشش دے اپنے کرم سے اے خدا جرم فرید مصطفی کے واسطے اور مرتضی کے واسطے	۲۵

کعبہ ابرو دکھا او بت خدا کیو اسطے
شکل مژگان ہاتھ اوٹھائے ہون دعا کیو اسطے

یارب آئے باغ مین وہ گل حنا کیو اسطے
ہاتھ پھیلائے ہین شاخون نے دعا کیو اسطے

ضعف نے ایسا گھلایا ہے اوسے ملتے نہین
استخوان میرے ہوے عنقا ہما کیو اسطے

ماہ تابان تو ہے اور تیری قبا مہتاب ہے
چاہیے دستہ ستارونکا قبا کیو اسطے

ہون وہ دیوانہ مرا چھلا جو لے تو ہاتھ مین
ای پری وہ طوق ہو دندنا کیو اسطے

سیکڑون گل پس گئے اور بلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن کو وہ ظالم حنا کیو اسطے

کیا برابر میرے سینے پر لگائے اوسنے تیر
بس یہی دستہ مناسب تھا قبا کیو اسطے

لاکھہ دروازہ کرے تو بند خط بھیجین گے ہم
روزن دیوار بھی در ہے صبا کیو اسطے

تیرے اہ شوق مین ہدہد رجہ لاغر ہو گیا
بن گیا مژگان مین چشم نقش پا کیو اسطے

ہر سایہ چاندنی اور چاند مکھڑا
ہین ایسے گفش پاے یار مین گل
ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو
ہماری ہڈیان کھانا سمجھکر
رہے ہم اس چمن مین خانہ بردوش

دوپٹا آسمانی آسمان ہی
جہان وہ پاؤن رکھے بوستان ہی
تری تلوار شاخ زعفران ہی
ہما آخر ترے بھی استخوان ہی
وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی

۱۵۰	وزیر اسنے نہ کی کچھہ دستگیری ہمارا ہاتھہ ہی اور آسمان ہی	۱۷

دے مجھے خلعت شہادت کا خدا کیواسطے
شاخ سے گل نکلے تیری کفش پا کیواسطے
کی سگ جانا نکی خاطر استخوانکی احتیاط
بعد مردن قبر مین بھی لائی بوے زلف یار
ہم فقیر ونکے نہ کھائے سگ بھی ہر گز استخوان
اوڑنے دین کسطرح اے ظالم الکبرن ہاتھہ کی
چاندنی چھٹکی ہمارے اشک کے سیلاب سے
ہون وہ بیکش گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن
پیرہن بھی گر نکلے اپنا تو مٹی ہین رنگے
کردیا ہی غم نے کاہیدہ مجھے کیا ہی عجب

تیر کا دستہ منگا میری قبا کے واسطے
باغ مین کنگھی اونکی زلف دوتا کیواسطے
قینچیان لگوائین تربت پر ہما کیواسطے
ایک دو روزن بنا دینا صبا کیواسطے
ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کے واسطے
دام ہین یہ طائر رنگ حنا کے واسطے
راتکو روئے جو ہم اک مہ لقا کیواسطے
ہر سبو نے ہاتھہ پھیلائے دعا کیواسطے
خاکساری چاہیے اتنی گدا کیواسطے
استخوان تن سے جو نکلین کہربا کیواسطے

تیرا ادھر لب معشوق ہو گیا		منہ کو ادھر لگایا جو تو نے تفنگ سے
۱۴۹	ہر آن ضعف سے ہی دگرگون وزیر رنگ تصویر بھی کھنچے گل رعنا کے رنگ سے	۲۰

مری تربت پہ شور بلبلان ہی — چراغ قبر شاید گلفشان ہی

سگ جانان کی خاطر استخوان ہی — ہما تو بے بلایا میہمان ہی

بدن وہ روح کا جسپر گمان ہی — گلے سے پان کی سرخی عیان ہی

بدن مین اوس سہی قد کے ہو گیا تل — الف مین دیکھو نقطہ کہان ہی

اگر دیکھے اودھر تنکے چنے برق — ہمارا اوس چمن مین آشیان ہی

جہان اے ماہ تو ہی جلوہ فرما — زمین کا ہیکو ہی وہ آسمان ہی

بہا دریاے خون جمون سے ایسا — جنازہ خود بخود میرا روان ہی

چمن مین نوسچے ہین صیاد نے پر — بہار گل ہی اور اپنی خزان ہی

سبکروحی سے بوے گل بنا ہون — وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہی

زبس رہتا ہی تیرا نام لب پر — دہن پر میرے خاتم کا گمان ہی

عجب انداز سے بیٹھا ہی وہ ماہ — کہ کرسی پر گمان آسمان ہی

کوئی یوسف ہی اوس چاہ ذقن مین — نہین خط گرد اوسکے کاروان ہی

کوئی ڈرتے ہین سر کٹنے سے ہم مست — کہ سر شیشے کی گردن پر کہان ہی

کرون نالہ تو دم بلبل کا پھڑکے — برنگ برگ گل میری زبان ہی

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رو یا لپٹ لپٹ کے مین تربت کے سنگ سے

آیا ہی میکدے مین جو وہ طفل محتسب
از خود سر اپنا پھوڑتے ہین شیشے سنگ سے

پھوٹے ہین جنون کہ نہ مینے شراب پی
شیشے نہ جب تلک بنے لڑکونکے سنگ سے

ان آئنہ رخون کا نظارہ کیا کرے
دیوانہ ہی بناتے جو آئینہ سنگ سے

موزون طبیعتونکو نہ کیون ہو بتونسے انس
کیا رابطہ ہی دیکھو ترازو کو سنگ سے

دیوانے ہونگے دیکھ کے بادام چشم یار
از خود سر اپنا پھوڑین گے بادام سنگ سے

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قبائے یار
غنچے کیطرح شوق ہی ملبوس تنگ سے

جس بزم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب
پہنچا وہان مین نشۂ مے کی ترنگ سے

فرقت مین جام مے ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سے

ہون وہ پتنگ شکوہ نہ آون جو مین تو شمع
تا صبح جستجو مین پھرے پاے لنگ سے

اوس شمعرو کو پاس ہی عاشق کے نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سے

اے موت جلد آ کہ یہ قصہ کہین چکے
نفرت ہی اوسکو صلح سے اور مجکو جنگ سے

کس دل سے بیچین مرے بازو کی مچھلیان
وہ تیغ آبدار نہین کم نہنگ سے

اے شام وصل ہون کہین آنکھین مری سفید
آ پہنچی صبح مرگ تری اس ورنگ سے

گرمی کی اوسنے بھی تجھے اللہ رے نازکی
جلنے لگین ہتھیلیان مہندی کے رنگ سے

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسے یار
صیقل اس آئنے مین نظر آگئی زنگ سے

کھولیگا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑ کے آئیگا طوطا تفنگ سے

جا نکلون کوی یار مین سو بار اگر ہون وزن
کنج مزار کم نہین مجکو سرنگ سے

مانند شمع پونہچے عدم کو کھڑے کھڑے
استاد کی ہماری فزون ہی شلنگ سے

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور
بجلی گرا دے شعلۂ آواز زنگ سے

بلبل نکل قفس سے کہ آ پونہچی فصل گل
پرواز سیکھ لے مرے جبریکے رنگ سے

وہ صید ہون اگر مین دکھاؤنگا اپنے زخم
چلائیگی کمان بھی زبان خدنگ سے

۱۴۸

اوس سرو خوشخرام کا قمری ہون ای فریہ
چلتے تھے جسکے ساتھ شجر پاے لنگ سے

۲۹

ہرگز نہ پھر رزق پھرے عار و ننگ سے
گر آسیا بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سے
مانگون گا میکشی کو پیالا تفنگ سے

روشن چراغ دیکھ کے جا لپٹے جنگ سے
پروانون کو شب اوسنے لڑایا پتنگ سے

بھر دے عوض شراب کے ساغر کو بنگ سے
گاڑھی چھنی ہی ساقی اب اک سبز رنگ سے

الفت جو ہی مژہ سے دکھادون مین یار کو
تیر لگاون میل کے بدلے خدنگ سے

تیر افگنی مین ایک ہی وہ دور چشم بد
سرمہ لگا دے آنکھ مین میل خدنگ سے

گرمی سے خال رخ پہ تمہارے عرق نہین
ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سے

وہ رحم دل ہون دل ابھی پہلو مین چور ہو
شیشہ بھی ٹوٹے گر مرے مرقد کے سنگ سے

صد چاک ہو وہ دل نہو جس مین کہ تیری یاد
یارب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹے وہ سنگ سے

ٹوٹے نہ دانہ بھی اثر ضعف سے مرے
بالفرض آسیا بنے تربت کے سنگ سے

گھبرا کے یون وہ اوٹھہ گئے میرے پلنگ سے
جیسے کوئی غزال کرے رم پلنگ سے

زاہد جہاد کرتا ہون مین زور رنگ سے
آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے

ہر صید کو ہی عشق مرے خانہ جنگ سے
اوڑتا نہین ہی دیکھہ لو طوطا تفنگ سے

سمجھا ہون میل سرمہ اسے مجکو دیکھنا
آنکھین بہ گز رہا ہون تمہارے خدنگ سے

اللہ رے ادب کبھی نام بتان نہ لون
جبتک مین کلیان نکرون آب گنگ سے

بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے
پڑھیے نماز کر کے وضو آب گنگ سے

گو مرگیا مگر وہی نازک مزاج ہون
چھاتی پہ میرے پھول زیادہ ہی سنگ سے

وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آے
نکلے شراب تاک سے اور شیشہ سنگ سے

کاٹے گی خوب غیر کو ای یار دیکھنا
تلوار تیز کر مرے مرقد کے سنگ سے

دیکھے جو اوسکو چہرۂ جانان نظر پڑے
آئینہ گر بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی سے ایک جام کی بس آرزو رہی
شیشے بنے بھی سنگ سے ٹوٹے بھی سنگ سے

دل چھٹ نہ زلف یار سے نکلا نہ عمر بھر
کچھ قید چین بھی کم نہین قید فرنگ سے

باہم اگر ہون شیشے تو خوف شکست ہی
نازک دلونکو صلح زیادہ ہی جنگ سے

وحدت بجائے غم سے اگر دین دوئی کو چھوڑ
سرگشتگی کو کام نہین پائے لنگ سے

چھوڑے جو اپنے ہاتھہ سے وہ شوخ مست نائے
آواز قلقل آئے صداے تفنگ سے

موتی ہین دانت گوش صدف چہرہ بحر حسن
کچھ کم نہین ہی گیسوے پرخم نہنگ سے

مطرب بجاے آب ہون گر مجھہ حزین کے اشک
آواز گریہ آے تری جلترنگ سے

ہنسے دیتے ہین ساغر قہقہہ زن شیشہ مے ہین
گلے مین آج جو ساقی کے جوڑا زعفرانی ہی

نہین آتا ہی میخانے مین اب ہر مینا مے ساقی
مچا دے شور قلقل اب یہ کیا منہ دہانی ہی

وہ نالان ہون اور ہے جب تک آواز آئے نالونکی
مرا رنگ سپریدہ طائر روح فغانی ہی

رہے ہم بیخبر بیٹھے کنارے گور کے پہنچے
دلا عمر روان مین جان کشتی کی روانی ہی

نفس دزدیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر
نہین تا نفس بھی مجھکو ایسی ناتوانی ہی

لکھا ہی اوسکے گھر جانے کا مینے اشتیاق ایسا
صبا کیطرح از خود میرے نامے مین روانی ہی

ملمع یار کیون ہی اس ترے مچھلی کے چھلے پر
مگر چاندی کی مچھلی کے لیے سونے کا پانی ہی

توانائی کبھی نہ دیکھ اپنے آئینہ سکتی
ہمارے ضعف کو انروزون حکم پاسبانی ہی

کہین گل سے زیادہ سرخ ہی رنگ اوس مہوش کا
اگر سائے کو بھی چھو تو رنگت ارغوانی ہی

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین گے نہ تڑپین گے
ہمین بھی ناتوانی آج قاتل کو دکھانی ہی

مری حالت پہ چھوٹون بھی وہ بت روئے تو سچ جانون
جو بارش منہ کی ہو سمجھون خدا کی مہربانی ہی

جدائی درمیان مین لاتی ہین ظالم تری باتین
کہون کیونکر نہ منہ پر تیرے ہونٹونکی زبانی ہی

حقیقت جو ہی میری نقش پا سے میرے ظاہر ہی
مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی

جو منہ سے منہ ملاتے ہو نہ دیکھے کی الفت ہی
زبان منہ مین نہین دیتے فقط الفت زبانی ہی

۲۴		۱۴۷
	مین وہ طوطی نہین گویا کرے آئینہ جو مجکو وزیر الطاف ایزد سے یہ میری خوش بیانی ہی	

آنکھین لڑائین ہمنے جو اک خانہ جنگ سے
آئی صدا شکست کی چہرے کے رنگ سے

سبزۂ خط جلوہ گاہ روے آتشناک ہے
چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہے

بادہ خوارونکے لیے یہ گردش افلاک ہے
مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہے

کسقدر مرنے پہ دل بیتاب زیر خاک ہے
ہین فلک ساکن زمین مین گردش افلاک ہے

خاکساری زیر کر دیتی ہے ہر مغرور کو
دیکھلو اے سرکشو گردونکو زیر خاک ہے

چہرۂ گلگون ہے گلشن آنکھین ہین نرگس کے پھول
برگ نرگس ہین بھوین اور شاخ نرگس ناک ہے

ہجر مین تار شعاع مہر ہے اشکون کا تار
چشمۂ خورشید تابان دیدۂ نمناک ہے

۱۴۶	ولہ	۲۵

سولائے قصہ خوان فرقت کی شب یہ کہانی ہے
ترے ابرو ہی کے تکیے پہ مجکو نیند آنی ہے

ہوے پوشیدہ ہم نظرونسے ایسی ناتوانی ہے
شکست رنگ کی آواز بانگ لن ترانی ہے

حنائی ہاتھہ کی تاثیر سے کیا سرخ پانی ہے
مرے قاتل کو ہاتھونکا بھی دھونا خونفشانی ہے

کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہے
پسینا منہ پہ جو آیا ہے یہ سونے کا پانی ہے

کتابی رخ ترا اے جان جان قرآن ثانی ہے
تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہے

مرا کچھہ حال کہکر ذکر مجنون کرتے ہین عاشق
کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہے

دلایا فاتحہ قاتل نے اکثر آب آہن پر
پس مردن بھی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہے

مین اب مچھلی کا چھلا یار کی اونگلی مین پہناؤن
بہت بیتاب و مضطر ہون مچھلی کی نشانی ہے

عجب اوس غیرت خورشید کی ہے گرم رفتاری
زمین پر ہے نشان پا چراغ آسمانی ہے

مسی ہے رات اگر تو ہین ستارے دانت سب تیرے
جو مکھڑا چاند سا ہے تو دوپٹا آسمانی ہے

بچھی ہر چادر مہتاب اوس کے چھپر کھٹ مین
بجا ہر مانگے گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سے

ہمین ہر طرح سے یارونکی ہر مد نظر خاطر
چمن مین دیکھتے ہین روے گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاہتی ہر یہ ہمارے سنگ مدفن کو
مزا اسکا کوئی پوچھے زبان تیغ قاتل سے

نظر کی اے پری جسنے ہوا تیرا وہ دیوانہ
اثر مین نقش پا افزون کہین ہر نقش عامل سے

قسم قرآن کی اسبات پر اے طفل کھاتا ہون
ترا چھوٹا سا یہ مکھڑا نہین ہر کم حمائل سے

ہمارے سلسلے سے کوئی دیوانہ نہین باہر
ہر مجنونکو بھی بیعت اپنے ہاتھونکی سلاسل سے

سفر مین سچ ہر سبکی دوستی کا حال کھلتا ہر
پھر آئے آشنا سارے ہمارے پہلی منزل سے

عبث لکھوا رہا ہر اے پری تعویذ الفت کو
مکان تیرا نہین کم خانہاے نقش حامل سے

نہایت میرے اشکونکی جھڑی پر غیر ہنستے ہین
گرے بجلی الٰہی اب مری بیتابی دل سے

زمین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہر گردون پر
خدا جانے ہر الفت مجکو کس مہرہ شمائل سے

یقین یہ ہر مری تاثیر وحشت سے وہ مجنون ہر
کوئی لیلی بنائے گرد دل دیوانہ کے گل سے

جنون ٹھہرا پڑین مرنے پہ بھی یہ بید باغی ہر
دھرا ہر پھول چھاتی پر تو وہ بھی کم نہین سل سے

ہوئی بدنام ناحق یہ ہمارے دلکی بیتابی
سپند آسا نکالا یار کی گرمی نے محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہین آنکھین ہجر کی شبمین
نکلتا ہر عوض اشکون کے روغن آنکھہ کے تل سے

۱۴۵	تصور جلوہ فرما ہر و زیر اوس روے خندان کا صداے خندۂ گل آ رہی ہر گلشن دل سے	

مرنے پر بھی ساتھہ رنج گردش افلاک ہر
خاک ہو آرام جب چرخ سفلہ زیر خاک ہر

اے طفل نے سوار نجبا اور ایکدم
ہستی جو رات ہے تو ستارے ہین اوسکے دانت
دنیا کو کچھہ ثبات نہیں مثل نقش آب
جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہو
کرتے ہین جس سے بات وہ دیتا نہیں جواب
بے عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا

یان شہسوار عمر بھی پا در رکاب ہے
سایہ جو چاندنی ہے تو رخ ماہتاب ہے
چشم فنا سے دیکھہ کہ دریا حباب ہے
یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہے
ہر اک سخن ہمارا مگر لاجواب ہے
گل ہے اگر بدن تو پسینا گلاب ہے

۱۴۴	جس شے کو دیکھہ آنکھہ سے خواب و خیال جان بیداری اے وزیر یہان عین خواب ہے	۲۴

کیا دیوانہ سبکو اوس پری نے ہاتھہ کے تل سے
لبون پر دم ہے اور عشق مژہ جاتا نہیں دل سے
جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹگئی دل سے
لب شیرین کو کہتا ہے نہیں کم نقل محفل سے
پھونکا جاتا تھا میرا جسم سوز آتش دل سے
مری محفل مین پھر میکشی وہ آفتاب آیا
عیان ہے آتش رخسار لیلی صاف شعلے سے
رہین گر دور محبوب انس کچھہ اونسے نہین ہوتا
بغل مین یار ہے دیوانے کیا پھرتا ہے صحرا مین

مسخر کر لیا ہے عالمونکو ایک فلفل سے
چھٹائے آب خنجر منہ مین کہہ دے میرے قاتل سے
ہوا ہے صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سے
شکر رنجی انہین یا تو نپہ رہتی ہے مرے دل سے
بجھی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سے
فلک سے مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے
چراغ قبر مجنون کیا بنا ہے گرد محمل سے
نہیں پر بے کو الفت چراغ ماہ کامل سے
صدا یہ آرہی ہے ابھی زنجیر در دل سے

حنا سے سرخ جو تیری کف اے سرو رعنا ہی
نگہ بیتاب ہو کر یون سوے خال سیہ دوڑے
بھرے ہین اشک چشم تر مین رونا نہین ہوتا ہمین
ادا سے پنجۂ پر نور ہاتھے پر نہین رکھا
زمین شعر مین بڑھ بڑھ کے نیرے اپنے گڑ گئے ہین
خجالت سے رہی ہی سرکشی عہد جوانی کی
نکیون ہو سنبلستان دشت دود آہ سوزان سے
نگہ قد دیدہ سوے غیر یون کرتی ہین آنکھین
صفای پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجھسے
عیان ہین صاف مروارید درج لعل سے گویا
عرق آلود رخ ہی چاندنی مین یون نزاکت سے

عیان ہی پشت پا سے رنگت لطف کف پا ہی
کہ مرغ گرسنہ جسطرح سے دانے پہ گرتا ہی
بچشم غور دیکھو بند اک کوزے مین دریا ہی
یہ اوسنے لوح پر قرآن کی اللہ لکھا ہی
قلم نے یہ دم فکر سخن میدان باندھا ہی
قد خم گشتہ سے ہر پیر اپنے پاؤن پڑتا ہی
تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہی
نہان جسطرح بر پر ہیر یان بیمار کرتا ہی
ہر اک دندان اوس سے یون بیساختہ دکھلائی دیتا ہی
نمایان چشمۂ حیوان مین یا عقد ثریا ہی
کہ گویا گوہر اک دریای نورانی مین ڈوبا ہی

قطعه

۱۴۳	ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت وزیر اب عالم وحشت مین بھی میرا یہ رتبا ہی	۱۱

کیا ہی گناہ جام مین گر یان شراب ہی
آنکھو نکو کب ہی تاب ادا سے دیکھین بے نقاب
ریگ روان کیطرح نہین اکدم قرار ہی
نقطے مثال قطرۂ باران ہین سطر برق

زاہد فلک کے شیشے مین بھی آفتاب ہی
گویا کہ ہی حجاب جو وہ بے حجاب ہی
ہم خاک ہو گئے یہ وہی اضطراب ہی
مضمون اشک چشم سے نامہ سحاب ہی

ہی جنون مجھ وحشی بد مست کی تاثیر سے
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکھون مین یون ہی سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندھ دے زنجیر سے

طفلی مین لکھتا تھا تیر ورق کے بنا کر تو قلم
تھی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر کرنے لگون
شمع بھی خاموش ہو جائے مری تقریر سے

تھک گئے ہین پاؤن اور جاتی نہین سرگشتگی
سر مرا پھرنے لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رکھتے ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم
دیکھیے کب ہم بغل ہوتے ہین اوسکے تیر سے

جب صفت وحشت مین کی اوس شکل شمع طور کی
لن ترانی کی صدا آنے لگی زنجیر سے

ہاتھ مین لے گا کمان و تیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہو گی خانے مین کمان کے تیر سے

منفعل ہوتا ہو تیرا خال ابرو دیکھتا
مانگتا پروانہ کو زاغ کمان پر تیر سے

گر نہ بدخلقی سے کچھ ہو مار رکھے خلق سے
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا مژگان جانان کے تصور مین رقم
ڈر ہی مرغ نامہ بر بار انجائے تیر سے

کشتہ ہوتے ہین عدو سنکر مرے اشعار کو
خون ٹپکتا ہی برنگ تیغ یان تقریر سے

میری مشت خاک پر آئے جو وہ جانے نہ پائے
آرزو اتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سے

اسقدر تیر افگنی کر اے مرے ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بنجائے چوب تیر سے

قصۂ فرہاد کے دھوکے مین حال اوسنے سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنے بھی کس تدبیر سے

۱۲	گیسوئے پر پیچ کے پھر پیچ مین آیا وزیر صاف ہم پر کھل گیا او تجھی سے ہی تقریر سے	۱۴۲

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتھہ مین شمشیر تیز
ہوا ابھی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک عارض سے ترے کھاتا ہی گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہین ہوا کی پری زنجیر سے

مجھسے پیری مین وہ ہو جو نوجوانون سے نہو
ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجھمین تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹھائے آئیے
تا نہو خاطر مکدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنے لگتے ہین نخچیر سے

رات بڑھ جاتی جو یاد زلف مین نالان ہون مین
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے

برچھیان ماری نگہ نے زلف نے پھینکی کمند
تیغ سے ابرو نے مارا اور مژہ نے تیر سے

باندھتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے
فکر میری کم نہین صیاد آہوگیر سے

ابر سے پانی جو مانگے اپنی کشت آرزو
آگ برسانے لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ ہمین ہین جو تری تصویر پر بھی ہین نثار
انس بلبل کو بھلا کب ہی گل تصویر سے

جسکو جوہر کہتے ہین وہ ہی ہماری سرنوشت
قتل ہو نگے ایکدن ظالم تری شمشیر سے

اے ستمگر تیری ابرو کے ہزارون کشتے ہین
اس کمان کو دیکھیے نسبت قضا کے تیر سے

۱۴۱

ہمسری کی تھی جو اوس ساق بلورین سے فربہ
شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے

۱۹

کی مرے ہاتھون نے بیعت حلقۂ زنجیر سے
سلسلہ میرا ملا زلف بت بے پیر سے

چاہیے اے نشۂ وحشت تری تاثیر سے
دور ساغر ہووے پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہی جہان اے گل تری تقریر سے
کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہی — کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرونکو قفس مین بھی ذرا چین نہین — روز دھڑکا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہی

دونو عالم مجھے تاریک نظر آتے ہین — جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہی

اور بھی صاف ہون ای چرخ ہم آئینہ خصال — خاک مین تو جو ملائے ہمین کیا ہوتا ہی

پوچھ لے تو دہن زخم سے میرے لذت — پھل مین تلوار کے قاتل جو مزا ہوتا ہی

صورت ماہ نو آتا ہی یہ مہینے سے مجھے — انھین باتو نسے تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی — جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک ذرے کو نہین ہوتی ہی جنبش بحکم — بت جو پھر جاتے ہین اللہ پھرا ہوتا ہی

جان کر میرا تن زار وہ ٹھکراتے ہین — کوئی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہی

سبکی نظرون سے گراتا ہی دلا دست سوال — ہاتھہ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

۱۴۰ — **وله** — ۱۹

ای خیال گیسوئے جانان تری تاثیر سے — کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سے

ہم نہ پیاسے ہین کہ اپنی پیاس کی تاثیر سے — آب جاری ہو ابھی قاتل تری شمشیر سے

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سے — کاٹ ڈالین گے گلے کو ایکدن شمشیر سے

کون خوش چشم اوسکی آنکھونکا بھلا وحشی نہین — بیشتر آہو بھی دیکھے ہین بندھے زنجیر سے

وصف گلرویان کیا کرتا ہون مین رنگین بیان — عندلیبو پھول جھڑتے ہین مری تقریر سے

پردۂ حیرت اوٹھادیتا اگر یہ جوش عشق — آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

آبلے روتے ہین خون رنج بڑا ہوتا ہی
کوئی کانٹا جو کف پا سے جدا ہوتا ہی

ترک مطلب سے جو مطلب ہی مرا ہوتا ہی
ہاتھ اوٹھاتا ہی مجھے دست دعا ہوتا ہی

آئینے کی وہین کھل جاتی ہی ساری قلعی
تیرے چہرے کے مقابل جو ذرا ہوتا ہی

قفس تن مین نہ گھبرائیو ای طائر روح
جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی

جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی
بولا فرہاد کہ مرنے مین مزا ہوتا ہی

نہین معشوق بھی آزاد گرفتاری سے
ہاتھ مہندی ہی کے چھلے مین بندھا ہوتا ہی

راتدن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم
کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہی

کونسے جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون
مجکو ہر روز یہان روز جزا ہوتا ہی

یا تو آتے ہی نہ تھے آئے تو کرنے لگے قتل
وصل مین بند سے یان بند جدا ہوتا ہی

ہون وہ لاغر کف جانان سے جو رکھتا ہون ہاتھ
طائر رنگ حنا رشتہ بپا ہوتا ہی

توڑ کر آئینۂ دل کو بناتے ہو عبث
اب سکندر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہی

دم بھی آتا ہی مرے لب پہ تو بس رک رک کر
ایکدم بھی وہ اگر مجھسے رکا ہوتا ہی

کوئی ہمچشم نہین میری سیہ بختی کا
مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سے گرا ہوتا ہی

شاخ طوبی اسے کہیے تو بجا ہی مطرب
خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

۱۳۹	سخت جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین فرید سیکڑون بار اجل آئے تو کیا ہوتا ہی	۱۱ -

جو کہ طائر ترے صدقے مین رہا ہوتا ہی
ای شہ حسن وہ اوڑتے ہی ہما ہوتا ہی

چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر — موسی کو دیدیا ید بیضا جلا کے ہاتھ

اولٹین جو آستینین تو اک صف اولٹ گئی — تیغ برہنہ ہو گئی اوس دلربا کے ہاتھ

ہین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر — ساقی ادھر بھی ایک پیالہ بڑھا کے ہاتھ

ہی آرزوے قتل اجی دم ندو مجھے — چھوٹا ہی نیمچہ تو لگا تو بڑھا کے ہاتھ

دیکھو تو کیا ہی دست نگر اسکو کر دیا — کس ناز سے وہ کہتے ہین مجکو دکھا کے ہاتھ

تیرے دہن کے مجسے مضامین نہین بندھ سکے — جاتے رہے ہین غیب کے مضمون آکے ہاتھ

۱۳۷	دنیدار ہم اوسی کو سمجھتے ہین ای وزیر دنیا سے جو کہ بیٹھ رہا ہی اوٹھا کے ہاتھ	۶

خط کو جانبازو کجے درکار ہی کب سر نامہ — میرا مکتوب ہی عطار کا بیسر نامہ

گم ہوا لکھتے ہی حال تن لاغر نامہ — بنگیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ

دیکھیے خط یہ نہین چاند سے رخسارون پر — دونو آئینون پہ لکھا ہی سکندر نامہ

گم ہوا ضعف سے یہین کہین ڈھونڈ ہے نملا — قاصد یار لیے پھرتا ہی گھر گھر نامہ

ہی مزا اگر لطمی خط سوے ساقی لیجاے — لطف ہی پڑھ کے سناوے لب ساغر نامہ

نہ اوٹھا ضعف کے مضمون سے زمین گیر ہوا — بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

۱۳۸	ردیف یا	۷

وہ پری زاد و منانے سے خفا ہوتا ہی — اب سلیمان بھی اگر آئین تو کیا ہوتا ہی

آنکھین وہ دیکھ کے دم اپنا فنا ہوتا ہی — آج بیمار سے بیمار جدا ہوتا ہی

ایکدم پھیرا جو منہ اپنا دکھا کر یار نے
بیقرار ہی سے نہ ٹھہرا اپنے گھر مین آئنہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسے آفتاب
بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئنہ

چشم بد سے دیکھے گر سوے در دندان یار
ڈوب جائے ای خدا آب گہر مین آئنہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکھا نہین
تول لیتا ہی اوسے اپنی نظر مین آئنہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار
چھپ گیا ان طرح طیوطی کے مشت پر مین آئنہ

ہاتھ مجھ بیخود کا سر کاٹے نگیون عارض سے وہ
کوئی بھی دیتا ہی دست خنجر مین آئنہ

ہاتھ وہ رخسار پر رکھے ہوے بیٹھا جو تھا
مین یہ سمجھا ہی کف رشک قمر مین آئنہ

۱۳۶	رکھیو وحشت مین قدم اپنا سنبھلکر ای وزیر ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئنہ	۱۵

شوخی تو دیکھو کہتے ہین لپنے چھپا کے ہاتھ
ہین آج دست غیب ترے آشنا کے ہاتھ

اسمین ہی کیا گناہ نہ بگڑو ہٹا کے ہاتھ
ہین مصحف عذار پہ مجھ پارسا کے ہاتھ

آیو نہی صبح اپنا گریبان پھاڑ کر
مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹھا کے ہاتھ

چھوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو
قسمت سے کاہ لگ گئی ہی کہربا کے ہاتھ

پونہچا ہے ہڈیان سگ دلدار تک مری
لیجائے چرخ مین جو نہین ہین ہما کے ہاتھ

کہتا ہی دل مرا الف رنگین پہ رکھلے یار
کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کے ہاتھ

صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کے نوچ کر
ای تیغ شاخ گل تو عوض لے اوڑا کے ہاتھ

محشر مین میرا ہاتھ گریبان ہی آپ کا
دامن سے ہٹو جاتے ہو میرے چھوڑا کے ہاتھ

پشت پر اوسکے لگی ہوتی اگر تصویر یار
دیکھتا روزن بناکر اپنے گھر مین آئنہ

دیکھکر مجھ ناتوان کی شکل کیا رسوا ہوا
ناتوان مین بن گیا سبکی نظر مین آئنہ

پڑگیا گر پرتو آب در دندان یار
ڈوب جائیگا ابھی آب گہر مین آئنہ

پڑگیا جو عکس ابروے سیہ قاتل نے کہا
دیکھ لو رکھتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئنہ

لکھ سکا خط مین نہ جب وصف صفاے روے یار
دے دیا آخر کو دست نامہ بر مین آئنہ

رکھکے عارض اوسپہ سویا تھا جو وہ آئینہ رو
بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بھر مین آئنہ

١٧	خال رخسار صنم دیکھا تھا اک دن اے وزیر آج تک رکھتا ہی داغ اپنے جگر مین آئنہ	١٣٥

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئنہ
اب ید بیضا ہوا اسکی نظر مین آئنہ

جو ہر آئینہ آئیگا نظر موے کمر
امتحاناً آپ رکھ دیکھین کمر مین آئنہ

صاف جب اوسکا شکم دیکھا کمر کے متصل
ہوگیا دھوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئنہ

خوبرویون کے بھی یان ہوتے نہین یکسان نصیب
کاٹھ کے گھر مین کوئی چاندنیکے گھر مین آئنہ

دیکھتا ہون اوسکو تیرے دست خوبان مین سدا
گھر سے گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئنہ

دیکھکر قد رخ ترا دیکھا تو حیرت ہوگئی
ہی عوض گل کے نمایان اس شجر مین آئنہ

خوبرو ہوتے ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر
دیکھ لے ہوتا ہی ایدل سبکے گھر مین آئنہ

تو دکھائیگا اگر روے عرقناک اے صنم
اشک بھر لائیگا ہی چشم تر مین آئنہ

جانہین سکتی مری حیرت سراے چاندنی
نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئنہ

وہ ناتوان ہون مور جو لیجائے یا جنون
کھینچ جاؤن مین بھی وانہ زنجیر پا کے ساتھ

چپ رہ کہ گفتگو ہی سے پڑتا ہی تفرقہ
ہوتے ہین دونو ہونٹھ جدا اک صدا کے ساتھ

دربان کی ضد ہے دل مین ہی مرکر ابھی ہون خاک
سو بار جاؤن روزن در سے ہوا کے ساتھ

اپنی خطا ہی زلف کو ہو کیون نہ پیچ و تاب
نسبت نہ دینے تھے ہمین مشک خطا کے ساتھ

ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خط شوق
آخر ہمین سے چلے گئے باد صبا کے ساتھ

۱۳۶	بیجا تلاش دولت دنیا ہی ای **وزیر** غیر از کفن نجائے گا شاہ و گدا کے ساتھ	۱۷

مرتبہ پاتا ہی دست سیمبر مین آئنہ
صاف آتا ہی نظر چاند یکے گھر مین آئنہ

کون دیکھے گا الٰہی اپنے منہ کو وقت صبح
شام ہی سے ہی تمناے سحر مین آئنہ

دیکے دل اوس سنگدل کو سخت پچھتاتا ہون مین
کیون دیا مینے کف بیدادگر مین آئنہ

جوہرون نے اسکے ای قاتل مجھے دھوکا دیا
صاف مین سمجھا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ

ذوق ایسا خودنمائی کا ہی روے یار کو
بنگیا مصحف رجب مین اور صفر مین آئنہ

میرے قاتل کو ہوا ایسا ہی خود بینی کا ذوق
اب عوض خنجر کے رکھتا ہی کمر مین آئنہ

پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی
آنکھ ہو تو دیکھ ہر برگ شجر مین آئنہ

گھر مین اوسکے جابجا عاشق ہین یون حیران کھڑے
نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ

یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار نے
جلکے رکھ آیا مین اوسکے رہگذر مین آئنہ

صندل پیشانی جانان پہ کرتا ہی نگاہ
یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئنہ

دل سے میرے وصف تم پوچھو صفائی پشت کے
آج طوطی سے سنو تقریر پشت آئینہ

تیرے نظارے کو عکس آسا ادھر آئے نکل
ہی رخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ

پشت لب سے مثل خط ظاہر ہوے حرف سخن
بنگئی تحریر اب تقریر پشت آئینہ

عکس و سے صاف ادھر سے صاف جانکلا ادھر
خودنمائی نے کیا تصویر پشت آئینہ

ابرو تصویر اگر چھو لو فلک پر ہو دماغ
چیر رخ پر چڑھ جاے شمشیر پشت آئینہ

ہاتھ کیا رکھا لگا کے تیر دستی آپ نے
بنگئی ہر ایک اونگلی تیر پشت آئینہ

تھا جو گھر چاند کا اب وہ بنگیا سونیکا گھر
دست رنگین مین پڑھی توقیر پشت آئینہ

۱۷	اپنے بیگانے ہوے ہین ای فریب کیا عجب روے آئینہ کرے تحقیر پشت آئینہ	۱۲۹

ہر عضو مسافر ہی نہین کچھ سفری آنکھ
ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ

کیا کرتی ہر دلکش سخن ای رشک پری آنکھ
لو سیکھ گئی طرز کلام بشری آنکھ

اون آنکھو نمین صانع نے بھرے کوٹکے موتی
قسمت یہ ہماری ہی کہ اشکونسے بھری آنکھ

باتین جو کرو ناز سے تم منہ کو چھپا کر
سننے کے لیے کان ہو ای رشک پری آنکھ

آیا ہی مرے دل کا غبار آنسوؤنکے ساتھ
لو ابتو ہوئی مالک خشکی و تری آنکھ

اب تک وہی رونا ہی وہی حسرت دیدار
ہم مر گئے اسپر بھی یہ کافر نہ مری آنکھ

تیار کیا خامۂ مو اپنی مژہ سے
کھینچے گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکھ

نرگس پہ نظر کیجے دوبارہ کہ وہ کٹجاے
ہو جاے نظر ثانی مین اوسکی نظری آنکھ

بنگیا ہی دستِ سیمین صنم چاندی کا گلہ / دید کے قابل ہی یہ تعمیرِ پشتِ آئنہ

ایک دو روزن بناتا گر ترا تیر نگاہ / جھانکتی تجکو ابھی تصویرِ پشتِ آئنہ

یار کے دستِ حنائی نے لگادی اوسمین آگ / آبِ آئینہ کرے تدبیر پشتِ آئنہ

عکسِ رخ سے تیرے آئینہ سپہرِ حسن ہو / نسرِ طائر طوطیٔ تصویرِ پشتِ آئنہ

لو کفِ رنگین جانان نے قیامت یہ کیا / نورِ روے شمس ہی تنویرِ پشتِ آئنہ

عکسِ روے آتشین نے صاف کشتہ کردیا / کیمیے اب سیماب کو اکسیر پشتِ آئنہ

تم اودھر منہ دیکھتے ہو اور ادھر مین ناتوان / ہون نگاہِ دیدۂ تصویرِ پشتِ آئنہ

خط ترا دیکھا تو آوازِ شکستہ تک سے / بول اوٹھے گا طوطیٔ تصویرِ پشتِ آئنہ

کیا در آتے ہین خدنگ عکسِ انگشتانِ یار / شکلِ جوہر یہ نہ نکلے تیر پشتِ آئنہ

سایہ سان تمکو پسِ دیوار ہی فرقت کی رات / بنگئی ظالم شبِ تصویرِ پشتِ آئنہ

جب حنائی ہاتھ اوس شوخ تر نے رکھدیا / آفتاب آسا ہوی تنویرِ پشتِ آئنہ

سیکڑون شاخین نکالین اوسمین بل بے عیب جو / ہی غزالِ چشم آہو گیر پشتِ آئنہ

پشت و رو یکسان نہین اوس آئنہ رو کی طرح / پیش اسکندر کرون تحقیر پشتِ آئنہ

تمنے انگشتِ حنائی رکھی جب ہنگامِ دید / بنگئی شمعِ شب تصویرِ پشتِ آئنہ

صاف سینہ یار کا صبحِ رخ آئینہ ہی / بیٹھ پر چوٹی شبِ تصویرِ پشتِ آئنہ

روے آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کے / دست کوتہ کیون ہو دامنگیر پشتِ آئنہ

بیٹھ پر چوٹی تری دیکھی تو وحشت مین کہا / جوہرِ آئینہ ہی زنجیر پشتِ آئنہ

متوکل ہون مجھے فکر نہین وزری کی — آب و دانہ ہی مرے واسطے ہر سر آنسو

نہین منظور ہی رو کر تمھین رسوا کرنا — لو اوٹھا لیتے ہین اولے کیطرح ہر آنسو

تو بھی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا — وادی دل سے چلے آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاے نگہ ہمسر آنسو

کاٹ تلوار کا دکھلائیے جانا مجکو — آب آہن سے ہی منظور نہانا مجکو

ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجکو — صبح کا چاک گریبان دکھانا مجکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو — مرے یوسف نے لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو — ہو گنا ہون سے سیہ تو حجر الاسود ہو

۱۲۸	ردیف ہاے ہوز	۳۲

گر اولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئنہ — سیدھی ہو جائے ابھی تقدیر پشت آئنہ

دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئنہ — بخت اسکندر رہوے تقدیر پشت آئنہ

حکم ہو تو بیٹھیے لبون مین چوٹی کیطرح — تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئنہ

ہاتھ کیا رکھا کرامت کی ید بیضا کیا — معجزے نے دکھلائے گی تنویر پشت آئنہ

کھیچیے داخل دل بیتاب یار کی عوض — روز سینے نالۂ شبگیر پشت آئنہ

منہ پہ آئینے کے پڑتی ہی اودھر تیغ نگاہ — آہ اپنی بھی ادھر ہی تیر پشت آئنہ

یار کے منہ پر کرون مین آج وصف پشت پا — پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئنہ

٢٠	وله	١٢٧

آہ کھینچون تو بہائے ابھی پتھر آنسو
نکل آئین شرر سنگ بھی بنکر آنسو

ای جنون بنگئے طفلان ستمگر آنسو
ڈھیلے آنکھون کے لگایا کیے شب بھر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال
گرد داماں نگہ سے ہی مکدر آنسو

صدمہ گر دیتی کب اوٹھائین یہ گہر
کیون نہون سرمے سے ایجان مکدر آنسو

دو نو آنکھین تری یاد آئین تو ہم رونے لگے
صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو

آب وس تیغ ہلالی کی جو شامل ہو جائے
تو ابھی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنون خیز کو نشتر درکار
آہ کھینچون تو بہائے مژہ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے
ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

مین وہ میکش ہون نظر آئین جو شیشے خالی
روؤن ایسا کہ بھرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگان سے عصا ہر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرایش
دیکھ لو سرمے سے ہوتے ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ
سر بکف پنجۂ مژگان سے ہی ہر ہر آنسو

روتے ہین یاد رخ و زلف فشا نمین مدام
بھول ہین دونکو تو ہین آنکو اختر آنسو

رازداری سے بنا آب سرشک آب گہر
آستین خشک رہی کر نہ سکا تر آنسو

یار پوچھے جو مرے شکستہ رسوا ہو کبھی
دست گلرنگ مین بنجائین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سے یہ یائی مجکو
مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

دل سے میرے وصف تم پوچھو صفائی پشت کے
آج طوطی سے سنو تقریر پشت آئینہ

تیرے نظارے کو عکس آسا ادھر آئے نکل
ہی رخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ

پشت لب سے مثل خط ظاہر ہوئے حرف سخن
بن گئی تحریر اب تقریر پشت آئینہ

عکس وہ صاف ادھر سے صاف جا نکلا ادھر
خود نمائی نے کیا تصویر پشت آئینہ

ابرو تصویر اگر چھو لو فلک پر ہو داغ
چیر رخ پر چڑھ جائے شمشیر پشت آئینہ

ہاتھ کیا رکھا لگانے تیر دستی آپ نے
بن گئی ہر ایک انگلی تیر پشت آئینہ

تھا جو گھر چاندی کا اب وہ بن گیا سونے کا گھر
دست رنگین ہین بڑھی توقیر پشت آئینہ

۱۵	اپنے بیگانے ہوئے ہین ای فریر اب کیا عجب روئے آئینہ کرے تحقیر پشت آئینہ	۱۲۹

ہر عضو مسافر ہی نہین کچھ سفری آنکھ
ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ

کیا کرتی ہی دلکش سخن ای رشک پری آنکھ
لو سیکھ گئی طرز کلام بشری آنکھ

اون آنکھون مین صانع نے بھرے کوٹکے موتی
قسمت یہ ہماری ہی کہ اشکون سے بھری آنکھ

باتین جو کرو ناز سے تم منہ کو چھپا کر
سننے کے لیے کان ہی ای رشک پری آنکھ

آیا ہی مرے دل کا غبار آنسوؤن کے ساتھ
لو اب تو ہوئی مالک خشکی و تری آنکھ

اب تک وہی رونا ہی وہی حسرت دیدار
ہم مر گئے اسپر بھی یہ کافر نہ مری آنکھ

تیار کیا خامۂ مو اپنی مژہ سے
کھینچے گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکھ

نرگس پہ نظر کیجے دوبارہ کہ وہ سمجھے
ہو جائے نظر ثانی مین اسکی نظری آنکھ

بنگیا ہی دست سیمین صنم چاندی کا گھر
دید کے قابل ہی یہ تعمیر پشت آئینہ

ایک دو روزن بنا تا گر ترا تیر نگاہ
جھانکتی تجکو ابھی تصویر پشت آئینہ

یار کے دست حنائی نے لگادی اوسمین آگ
آب آئینہ کرے تدبیر پشت آئینہ

عکس رخ سے تیرے آئینہ سپہر حسن ہو
نسر طائر طوطی تصویر پشت آئینہ

لو کف رنگین جانان نے قیامت کیا
نور روے شمس ہی تنویر پشت آئینہ

عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کردیا
کیمیا سیماب کو اکسیر پشت آئینہ

تم ادھر منہ دیکھتے ہو اور ادھر مین ناتوان
ہون نگاہ دیدۂ تصویر پشت آئینہ

خط ترا دیکھا تو آواز شکست رنگ سے
بول اوٹھے گا طوطی تصویر پشت آئینہ

کیا در آئے ہین خدنگ عکس انگشتان یار
شکل جوہر یہ نہ نکلے تیر پشت آئینہ

سایہ سان دنکو پس دیوار ہی فرقت کی رات
بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئینہ

جب حنائی ہاتھ اوس شکل قمر نے رکھدیا
آفتاب آسا ہوی تنویر پشت آئینہ

سیکڑون شاخین نکالین اوسمین بل نے عجب
ہی غزال چشم آہو گیر پشت آئینہ

پشت و رو یکسان نہین اوس آئنہ رو کی طرح
پیش اسکندر کرون تحقیر پشت آئینہ

تمنے انگشت حنائی رکھی جب ہنگام دید
بنگئی شمع شب تصویر پشت آئینہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی
بیٹھہ پر چوٹی شب تصویر پشت آئینہ

روے آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کے
دست کوتہ کیون ہو دامنگیر پشت آئینہ

بیٹھہ پر چوٹی تری دیکھی تو وحشت مین کہا
جوہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئینہ

متوکل ہون مجھے فکر نہین وزری کی
آب و دانہ ہی مرے واسطے ہر ہر آنسو

نہین منظور ہی رو کر تمھین رسوا کرنا
لو اوٹھا لیتے ہین اولے کیطرح ہر آنسو

تو بھی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا
وادی دل سے چلے آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاے نگہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکھلائیے جانا مجکو
آب آہن سے ہی منظور نہانا مجکو

ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجکو
صبح کا چاک گریبان دکھانا مجکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو
مرے یوسف نے لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو
ہو گنا ہون سے سیہ تو حجر الاسود ہو

۱۲۸	ردیف ہاے ہوز	۳۲

گر اولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئنہ
سید ھی ہو جائے ابھی تقدیر پشت آئنہ

دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئنہ
بخت اسکندر رہوے تقدیر پشت آئنہ

حکم ہو تو بیٹھ سے لپٹون میں چوٹی کیطرح
تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئنہ

ہاتھہ کیا رکھا کرامت کی ید بیضا کیا
معجز نے دکھلائے گی تنویر پشت آئنہ

کیجیے داخل دل بیتاب یار یکی عوض
روز سنیے نالۂ شبگیر پشت آئنہ

منہ پہ آئینے کے پڑتی ہی ادھر تیغ نگاہ
آہ اپنی بھی ادھر ہی تیر پشت آئنہ

یار کے منہ پر کرو نہین آج وصف پشت پا
پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئنہ

٢٠	وله	١٢٧

آہ کھینچون تو بہائے ابھی پتھر آنسو
نکل آئین شرر سنگ بھی بنکر آنسو

ای جنون بنگئے طفلان ستمگر آنسو
ڈھیلے آنکھون کے لگا پا کیے شب بھر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال
گرد دامان نگہ سے ہی یکدر آنسو

صدمہ گرد دیتی کب اوٹھائین یہ گہر
کیون نہون سرمے سے ایجان مکدر آنسو

دونو آنکھین تیری یاد آئین تو ہم رونے لگے
صاف بادام دو مغز ابنا ہوا ہر آنسو

آب اوس تیغ ہلالی کی جو شامل ہو جائے
تو ابھی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنون خنجر کو نشتر درکار
آہ کھینچون تو بہائے مژۂ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے
ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

مین وہ میکش ہون نظر آئین جو شیشے خالی
روؤن ایسا کہ بھرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگان سے عصا ہر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرایش
دیکھ لو سرمے سے ہوتے ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ
سر بکف پنجۂ مژگان سے ہی ہر ہر آنسو

روتے ہین یاد رخ و زلف افشان مین مدام
بھول ہین دنکو تو ہین راتکو اختر آنسو

رازداری سے بنا آب سرشک آب گہر
آستین خشک رہی گر نہ سکا تر آنسو

یار پوچھے جو مرے شکست رسوا ہو کبھی
دست گلرنگ مین بنجائین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سے یہ پانی مجکو
مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

جستجو ضعف مین بھی ہی کسی ہرجائی کی
منہ ہی کیا آئینے کا ہو جو حجاب رخ یار
اوٹھہ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے
آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی
آبرو گوشہ نشینی ہی تو پھر نا دولت
چاہیے آتش تر جام بنے پانی کے
پتلیان حسرت دیدار مین یون آئین نکل
عشق خال و مژۂ یار نے لی جان آخر
لاکھہ دربان ہون رکتے نہیں جانیوالے
جو ہو رسوا کن عاشق وہ چڑھے سولی پر
نقد دل دے لب خندان سے جو مانگے کوئی
پانی پانی کیا ہی بے اثری نے اُس کو
پھیر دے گی مری گردن پہ چھری موج شکر
رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب مے ساقی
کوے قاتل مین اگر جاے دل ہیر و پا
پانی پانی ہوا کیا دیکھکے تیرا رخ سرخ
گردش چشم جو گہوارہ بنے فرقت مین

لیے پھرتے ہین تن زار کو گھر گھر آنسو
توڑ ڈالین یہ ابھی سد سکندر آنسو
گر پڑے چشم بطمی سے زمین پر آنسو
ہو گئے شیرۂ بادام سے بہتر آنسو
تھا گہریہ کی بنا رشتۂ گوہر آنسو
کہ حبابون کی طرح ہو گئے ساغر آنسو
جسطرح آنکھہ سے ہو جاتے ہین باہر آنسو
تیر ہی آہ تو گولی ہی مرا ہر آنسو
اونکی دیوار کو دم بھر مین کرین در آنسو
آے مژگان پہ جو ہو آنکھہ سے باہر آنسو
صورت غنچہ ہی مٹھی مین لیے زر آنسو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو
آگئی لہر تو دکھلاے گا جوہر آنسو
ابھی آنکھون سے نکل جائیگی بنکر آنسو
ابھی دیتی ہی اوسے پاؤن تلے سر آنسو
مثل شبنم نظر آتا ہی گل تر آنسو
طفل نادان کیطرح سو رہین چل پھر آنسو

آتی ہی اپنی شکل نظر کیا گلا کرون
دیکھون تو ناز کی سے اوڑرے وہ غبار خط
دیوانے ہو گئے ہین ترے شاہران باغ
بل بے صفا کہ چشمہ عینک بھی گرد ہی
لو بنگیا ہی سایہ قاصد سواد خط
پانی بنے سفید ہو ساقی شراب سرخ

تم آئینے کی طرح سے پیش نگاہ ہو
اسد رجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو
گل پھاڑ کر قبا نکھین داد خواہ ہو
دیکھون شکم تو پشت کے باہر نگاہ ہو
جائے جدہر وہ ساتھ نہ سینے پہ اشتباہ ہو
بوتل فراق مین رنگ ابر سیاہ ہو

۱۲۶	ساقی چلے وزیر ابھی توبہ توڑ کر گلشن مین بو تلون سے جو ابر سیاہ ہو	۲۶

نہ بنے مثل حباب اب تو ہی گوہر آنسو
کیا ہوا ضبط سے لو آگئے منہ پر آنسو
صورت طفل پر یزاد بنا آہر آنسو
تونے ڈہکا کے ہمین غیر کو ساغر جو دیا
پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے ہم فرقت مین
پانی پانی ہوے ہم جھڑکیے لینے دربان کی
چل کے تلوار تری رک گئی کیون روتے ہم
رو دیا دیکھ کے تجھکو تو ہوا آزردہ
حسرت بادہ کشی یکتی ہی گریان ساقی

اپنی قیمت نہ گھٹا دیکے ہمین جم کر آنسو
نکل آیا ہی پسینے کی طرح سر آنسو
ہین عزیز اب مجھے آنکھون کے برابر آنسو
ساقیا پی گئے ہم آنکھ مین بھر کر آنسو
ضبط کہتے ہین کسے تھمتے ہین کیونکر آنسو
چشم وزان سے نکل جائین گے بنکر آنسو
بنگیا کشتی شمشیر کا لنگر آنسو
پیش خورشید نکل آتے ہین اکثر آنسو
جام می ہو جو گرے دست سبو پر آنسو

کیفیت اوسمین بھی ہی جو ہم سے گناہ ہو
بوتل ہو میکشی سے اگر دل سیاہ ہو

مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو
ای جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو

کاہیدہ مجکو دیکھ کے وہ غیرت پری
کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو

گرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سے
پگڑی کا پیچ موے سر بے کلاہ ہو

جھک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے
جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کی کلاہ ہو

کیا ہین بہی ٹھنی ہوین مژگان کی پلٹنین
سرمہ جو دود تو شبہۂ گرد سپاہ ہو

مرجاؤن مین ذرا جو مکدر رہو مجھ سے یار
خشکی مین ای خضر مری کشتی تباہ ہو

احسان سے ابھی عرق شرم مین ہون غرق
آئے جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو

موج وحباب وار نہ عریان ہون کبھی
تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو

فرما رہا ہی حق کہ مین رب غفور ہون
اب مین ہون بے قصور جو مجھ سے گناہ ہو

سوجھی ہی الٹی دشت نوردی مین اے جنون
پاؤن مین آبلے کیطرح سے کلاہ ہو

پیدا ہو تن سے جامۂ تن مثل موج آب
سر سے حباب وار ہمیشہ کلاہ ہو

نظرون مین ہون سبک تو مین چڑھ جاؤن بام پر
مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو

بیتاب روح ہی ترے نظارے کے لیے
مثل نگہ روان کہین آنکھونکی راہ ہو

جیسے بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر
یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو

کہتی ہی اونکی پرتو رخ سے حیا ٹھہر
جبتک کہ آئنے سے نہ باہر نگاہ ہو

دیکھین جو آنکھ اوٹھا کے وہ مجھ ناتوان کو
خم ہون مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

بیجرم وبیگناه نه عاشق کو قتل کر — کعبه تری گلی هی کهین کربلا نهو

کهینچی بهی تیغ پر نه نزاکت سے کهینچ سکی — قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نهو

مرهم جو سبز تمنے لگایا تو فائین — بے آب تیغ زخم همارا هرا نهو

بانگ درا تو هوتی نهین ایسی دل خراش — همراه قافله دل نالان مرا نهو

جو هوسکین وه مجهه سے کرو بیوفائیان — تا پهر کسیکو تم سے امید وفا نهو

جز کهربا اوٹهای کسی نے نه میری لاش — کاهیده اسقدر کوی یارب هوا نهو

حسرت سے کیون تڑپتے هین صیاد اسیر دام — هاتهون مین تیرے طائر رنگ حنا نهو

کهاکها کے پان پیک جو پهینکی مزار پر — اوسکے شهید لب کا یهی خون بها نهو

اسدرجه کیون هی حریف جفاجو کو اضطراب — دلکو مرے قرار کهین آگیا نهو

خاموش اپنے در په مجهے دیکهکر وه شوخ — کهتا هی یه فقیر کهین بینوا نهو

هی درمیان مین تفرقه پرداز گفتگو — خاموش هو تو لب سے کبهی لب جدا نهو

مهر جواب خط مین جگه چهوڑدی تهی کچهه — قاصد نے اوسپه خط غلامی لکها نهو

پهر روحکو هی جسم مین آنے کا اشتیاق — اوس نے مرے جنازے کو کاندها دیا نهو

بیچین هو نه جائین سب آسودگان خاک — وه چال چل که جس سے قیامت بپا نهو

تو مجهه سیاه بخت کی جانب نگاه کر — دیکهون تو کیونکر آنکهه تری سرمه سا نهو

١٢٥	تاریک هوگیا هی نظر مین جهان وزیر آنکهون مین اوسکے غیر نے سرمه دیا نهو	٢٤

حسد سے سمجھے ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو
بسان تیغ قاتل جانتے ہین اہل جوہر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی
برنگ شیشۂ مے روکے دیکھا دور ساغر کو

مجھے وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا
سوا نیزے پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو اوسنے کیا ہی خوش ہو ہو کے دم نکلا
ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردی سے
روان ہوتے نہین دیکھا کسی نے آب گوہر کو

نکل جاتا ہون اپنے پیرہن سے زار ایسا ہون
ہوی تشبیہ بوے گل سے میرے جسم لاغر کو

١٢٤	وله	١٤

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو
نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو
پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

وہ صید ہون کہ پر بھی جہان اوڑ سکا نہو
یارب مجھے کہین پر ماہی ملا نہو

بعد از فنا زمین سے نہ اوٹھا مرا غبار
ایسا کوی کسیکی نظر سے گرا نہو

کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمھاری تیغ
تسمہ کوی گلے مین لگا رہ گیا نہو

مرکر بھی اوس گلی مین نہ ہم کو نہین نصیب
خاک اپنی جب اوڑے تو اودھر کی ہوا نہو

قطعہ

نے یار ذوق کب ہی شراب و کباب سے
پروا نہین ہی اب مجھے ساقی ہو یا نہو

خون جگر پیا نہو جسنے وہ مے پیے
کھاے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہ ہی
دلمین ترے غبار کہین آگیا نہو

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

جو ہین خونریز ظالم آبرو انکی نہین جاتی
ہزار کشتہ تیغ جفا معلوم تا ہوئے

پس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی
صدا آنے لگی اے زاہد واللہ اکبر کی

چمن مین دیکھکر جوبن گلوے شیشہ مے کا
ہمین یہ سنگ طفلان کم نہتا پارس اے وحشت

یہ کسکے گوہر دندان سے اسنے ہمسری کی تھی
ہین لو اے بت تو زنار تسبیح سلیمانی

اک پروانہ بھی محفل مین مستونکی طرح لوٹے
ہی نالان صوت ناقوس سر گنبد مدفن

کیا شرمندہ شگوفونے دکھلادے اب عارض
رنگ ساغر لبریز روتا ہی جو سنتا ہی

عوض ہر والون کے تربت پہ شور عندلیبان ہی
نکل جائے وہین گر ہاتھہ مین لون سنگ اے وحشت

یہ کون آیا تھا گھر مین جو دماغ اپنا فلک پر تھا

کبھی ہوتے نہ دیکھا خشک ہمنے آب آہن کو
سبز کے پھول لازم ہین چڑھانا میرے دشمن کو

جو رکھین سنگ مدفن آپ گردش ہو فلاخن کو
بجائین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو

خجالت سے جھکا لیتے ہین طاؤس اپنی گردن کو
طلائی کر دیا خون گلو نے طوق آہن کو

ملا یا جو خدا نے خاک مین ہر سبز کے معدن کو
رکھو راضی اسی پر دمین ہر شیخ و برہمن کو

نگاہ مست ساقی کردے مینا شمع روشن کو
نہ بھولا خاک ہو کر بھی ہین اوس طفل برہمن کو

بنا پروانہ اے مہر و چراغ صبح روشن کو
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنے شیون کو

یہ کسنے پھونککر منہ سے کیا گل شمع مدفن کو
تڑپنے میری نبضون کے کیا نادم فلاخن کو

سمجھتے تھے چراغ خانہ شب بھر ماہ روشن کو

۹	گرون گر مین خیال گیسوے شبرنگ مین آہن وزیرا کدم مین گل گردون چراغ صبح روشن کو	۱۲۳

۱۴۴	وصف ان شیریں دہانوں کا لکھوں گر اے وزیر نیشکر دم میں بنا دوں کلک کو ہر بار کو	۲۱

ہے گلخن جلادوں آہ سوزاں سے گلوشن کو — کہیں سب خوشہای سوختہ پھولوں کے خرمن کو

وہ بلبل ہوں جلادوں آہ سوزاں سے گلوشن کو — شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سے گل ہنستے جاتے ہو گلوشن کو — جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پھولوں کے خرمن کو

ہمیں بیکس سمجھکر پھول اکڑا تا نہیں کوئی — صبا سے کہدو گل کر دے ہماری شمع مدفن کو

جنوں نالوں سے میرے کیا وہ غفلت بیٹھ آگہ ہو — نہ جاگا بائے خفتہ سنکے زنجیروں کے شیون کو

ولا نا جنس کی صحبت بھی طرفہ گل کھلاتی ہے — کرے نیرنگیاں ڈالیں اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکوں کے آنکھوں سے جو گرتا ہے — جنوں نے دامن صحرا بنایا میرے دامن کو

ہے سیلاب اشک ایسا گلے تک پانی آ پہونچے — بنادوں حلقۂ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی نے جذب معناطیس بخشا ہے — گلے سے خود لپٹ جائے جو بلائیں طوق آہن کو

مسی آلود ملب میں ہے آہ کیا ہی جلوہ دنداں — بھرا ہے ابر نیساں نے گہر سے اپنے دامن کو

بتاتے ہیں جو مجھ وحشی کو انگلی کے اشاروں سے — سلوا کے جنوں سمجھے ہیں لڑکے طوق گردن کو

نہو جبتک سحر کب آفتاب اے ماہرو نکلے — اولٹ دوں جام مہر گر تو چھپا رو رے روشن کو

کہا قصہ جو قاتل کے لباس زعفرانی کا — ہنسایا خوب سا ہنسے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سے خاک روشن ہو — کہ جالا پر تو مہ بنگیا ہے چشم روزن کو

بہار آتے ہی ہاں وحشت یہاں پتھرا گئیں آنکھیں — بھرا اشکوں نے میرے پتھروں سے اپنے دامن کو

شکل قمری اوسکے وحشی طوق مین پہنے ہوے
اس لیے کہتے ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکھنے سے میرے چشم یار کو ہی احتراز
کس نے بتلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ مہ کو دیکھیے تمثیل دل کے داغ سے
باندھیے اشک روان ہر کوکب سیار کو

ساغر می ہنستے ہین ساقی بہکنے پر مرے
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنے کوچے مین مجھے رونے تو دے ای رشک گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتے ہین گلزار کو

غنچۂ گل مشک نافے بنگئے ای عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوے زلف یار کو

ان بتون کے ظلم سے دشمن ہوا مین کفر کا
ہوگیا ہر موے تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بھی ساقی رہا پاس ادب
سجدے کرتے جاتے ہین ہم خانۂ خمار کو

ای بت کافر تجھے دیتا ہون مین گل سے مثال
باندھتا ہون مین رگ گل رشتۂ زنار کو

میرے ہر اک زخم تن کو اس نے خندان کر دیا
زعفران کا کھیت کہیے تیغ جوہردار کو

دیکھکر تیرے مریض عشق کو بولے طبیب
ہم پیام مرگ کہتے ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کیطرح
ای مژہ تو ابر کر دے سایۂ دیوار کو

بل نکر ہم وحشیون کی آگے ای شاخ غزال
پیچ مین لائے ہین اپنے ہم تو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تھا سمجھا سر چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سے ہی مثل برق خط
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانۂ برق تجلی ای کلیم
طور کر دین آہ آتشبار سے کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلونگا ابھی واللہ مین
ای بتو مصحف کہو گے تم اگر رخسار کو

حسد سے سمجھے ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو
بسان تیغ قاتل جانتے ہین اہل جوہر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی
برنگ شیشۂ می رو کے دیکھا دور ساغر کو

مجھے وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا
سوا نیزے پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو اوسنے کیا ہی خوش ہو ہوکے دم نکلا
ہما مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردون سے
روان ہوتے نہین دیکھا کسی نے آب گوہر کو

نکل جاتا ہون اپنے پیرہن سے زار ایسا ہون
ہوی تشبیہ بوے گل سے میرے جسم لاغر کو

۱۴	ولہ	۱۲۴

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو
نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو
پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

وہ صید ہون کہ پر بھی ہمین اوڑ سکا نہو
یارب مجھے کہین پر ماہی ملا نہو

بعد از فنا زمین سے نہ اوٹھا مرا غبار
ایسا کوی کسیکی نظر سے گرا نہو

کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمھاری تیغ
تسمہ کوی گلے مین لگا رہ گیا نہو

مرکر بھی اوس گلی مین نہ ہم کو ہین یا نصیب
خاک اپنی جب اوڑے تو اودھر کی ہوا نہو

قطعہ

بے یار ذوق کب ہی شراب و کباب سے
پروا نہین ہی اب مجھے ساقی ہو یا نہو

خون جگر پیا نہو جس نے وہ مر پیے
کھائے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہ ہی
دلمین ترے غبار کہین آگیا نہو

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

جوہین خونریز ظالم آبرو انکی نہین جاتی
کبھی ہوتے نہ دیکھا خشک ہمنے آب آہن کو

مزار کشتۂ تیغ جفا معلوم تا ہوئے
سبزے کے پھول لازم ہین چڑھانا میرے دشمن کو

پس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی
جو رکھین سنگ مدفن آپ گردش ہو فلاخن کو

صدا آنے لگی ہی زاہدو اللہ اکبر کی
بجائین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو

چمن مین دیکھکر جوبن گلوے شیشۂ مے کا
خجالت سے جھکا لیتے ہین طاؤس اپنی گردن کو

ہمین یہ سنگ طفلان کم نتھا پارس اے وحشت
طلائی کر دیا خون گلو نے طوق آہن کو

یہ کسکے گوہر دندان سے اسنے ہمسری کی تھی
ملایا جو خدا نے خاک مین ہیرے کے معدن کو

پہن لو اے بتو زنار تسبیح سلیمانی
رکھو راضی اسی پردے مین ہر شیخ و برہمن کو

ہر اک پروانہ بھی محفل مین مستونکی طرح لوٹے
نگاہ مست ساقی کر دے مینا شمع روشن کو

ہی نالان صورت ناقوس میرا گنبد مدفن
نہ بھولا خاک ہوکر بھی ہین اوس طفل برہمن کو

کیا شرمندہ شبکو زلف نے دکھلادے اب عارض
بنا پروانہ اے مہر و چراغ صبح روشن کو

برنگ ساغر لبریز روتا ہی جو سنتا ہی
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنے شیون کو

عوض سہرے والونکے تربت پہ شور عندلیبان ہی
یہ کیسی پھونکدی منہ سے کیا گل شمع مدفن کو

نکل جائے وہین گر ہاتھ مین لو سنگ اے وحشت
تڑپ نے میری نبضون کے کیا نادم فلاخن کو

یہ کون آیا تھا گھر مین جو دماغ اپنا فلک پر تھا
سمجھتے تھے چراغ خانہ شب بھر ماہ روشن کو

١٢٣	کرون گر مین خیال گیسوے شبرنگ مین آہن وزیر اکدم مین گل کردون چراغ صبح روشن کو	٦

۱۲۴	وصف ان شیرین دہانوں کا لکھوں گر ای وزیر نیشکر دم میں بنا دوں کلک گوہر بار کو	۳۱

بنے گلخن جلا دوں آہ سوزاں سے گلشن کو
کہیں سب خوشہاے سوختہ پھولوں کے خرمن کو

وہ بلبل ہوں جلا دوں آہ سوزاں سے گلشن کو
شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سے گل ہنستے جاتے ہو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پھولوں کے خرمن کو

ہمیں بیکس سمجھکر پھول اگر لاتا نہیں کوئی
صبا سے کہدو گل کر دے ہماری شمع مدفن کو

جنوں نالوں سے میرے کیا وہ غفلت پیشہ آگہ ہو
نہ جاگا پاے خفتہ سنکے زنجیروں کے شیون کو

دلا ناجنس کی صحبت بھی طرفہ گل کھلاتی ہے
کرے نیرنگیاں ڈالیں اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکوں کے آنکھوں سے جو گرتا ہے
جنوں نے دامن صحرا بنایا میرے دامن کو

بہے سیلاب اشک ایسا گلے تک پانی آ پہونچے
بنا دوں حلقۂ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی نے جذب مقناطیس بخشا ہے
گلے سے خود لپٹ جائے جو لاؤں طوق آہن کو

مسی آلودہ لب میں آہ کیا ہی جلوۂ دنداں
بھرا ہے ابر نیساں نے گہر سے اپنے دامن کو

بتاتے ہیں جو مجھ وحشی کو انگلی کے اشارے سے
ملو اے جنوں سمجھے ہیں لڑکے طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب ای ماہرو نکلے
اولٹ دوں جام مے گر تو چھپائے روے روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کے لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب سا ہنسے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سے خاک روشن ہو
کہ جالا پر تو مہ بنگیا ہے چشم روزن کو

بہار آتے ہی ہاے وحشت یہاں تھرا گئیں آنکھیں
بھرا مژگاں نے میرے پتھروں سے اپنے دامن کو

شکل قمری وسکے وحشی طوق ہین پہنے ہوے
اس لیے کہتے ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکھنے سے میرے چشم یار کو ہی احتراز
کس نے بتلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ مہ کو دیکھیے تمثیل دل کے داغ سے
باندھیے اشک روان ہر کوکب سیار کو

ساغر می ہنستے ہین ساقی بہکنے پر مرے
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنے کوچے مین مجھے رونے تو دے ای رشک گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتے ہین گلزار کو

غنچۂ گل مشک نافے بنگئے ای عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوے زلف یار کو

ان بتون کے ظلم سے دشمن ہوا مین کفر کا
ہو گیا ہر موے تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بھی ساقی رہا پاس ادب
سجدے کرتے جاتے ہین ہم خانۂ خمار کو

ای بت کافر تجھے دیتا ہون مین گل سی مثال
باندھتا ہون مین رگ گل رشتۂ زنار کو

میرے ہر اک زخم تن کو اس نے خندان کر دیا
زعفران کا کمیت کہیے تیغ جوہر دار کو

دیکھکر تیرے مریض عشق کو بولے طبیب
ہم پیام مرگ کہتے ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کی طرح
ای مژہ تو ابر کر دے سایۂ دیوار کو

بل نکر ہم وحشیون کی آگے ای شاخ غزال
پیچ مین لاتے ہین اپنے ہم تو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تھا سمجھا سرو چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سے ہی مثل برق خط
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانۂ برق تجلی ای کلیم
طور کر دین آہ آتشبار سے کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلونگا ابھی اللہ مین
ای بتو مصحف کہو گے تم اگر رخسار کو

منہ مین چہ کنعان کسیطرح پانی بھر آئے
دیکھے کبھی یوسف جو تری چاہ ذقن کو

کرباتین لڑائی کی لب لال سے ظالم
دے لال کے مانند لڑا لعل یمن کو

دل چاہ ذقن مین تری زلفون کو نہ بھولا
افتادہ چہ یاد کرے جیسے رسن کو

مرتا ہی جہان تجھپہ یہ ای قاتل عالم
اب زندہ بھی پہنے ہوے پھرتے ہین کفن کو

بلبل کی بھلا پوچھتا کاہیکو کوئی بات
صد شکر دیا نطق نہ غنچے کے دہن کو

قمری کو اوسی دن سے ملا طوق اسیری
جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو

یوسف کیطرح گر پڑے ای ماہ کنوین مین
دیکھے نہ نخشب جو ترے چاہ ذقن کو

خوش چشمون کے مضمون کیے مینے قلم بند
تیرے سے کیا صید غزالان ختن کو

بت کہتے ہین کیا کیا مجھے اس بد ہی پر
اللہ نے صد شکر بنایا نہ دہن کو

انکھونکو تری سرمے کے دنبالے گران ہین
شاخین ہین وبال اپنی غزالان ختن کو

تربت پہ مری آب دہن یار نے پھینکا
بھولا نہ پس مرگ وہ مجھ تشنہ دہن کو

مرنے پہ ہی خوش چشمونکو مجھسے وہی کاوش
سبزہ مری تربت کا چراتے ہین ہرن کو

یاروں نے پس مرگ مرے باندھ دیے ہاتھ
تھا خوف کہ ٹکڑے نکرے جیب کفن کو

مرنے پہ رہی ساتھ زمانے کی دو رنگی
دکھلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

١١٩	جنبش نہ زبان کو ہو تو پھر بات نہ نکلے گویائی ہی گردش سے وزیر اہل سخن کو	١٤

دوست سب کہتے ہین سرو قامت جلاد کو
نکلے قمری توڑ کے گر بیضۂ فولاد کو

گر تو نہو بغل مین اوٹھاؤن یوہین مزا	لاؤن زبان پہ قصہ بوس وکنار کو
پہنا جو تو نے یار گیا یہ خوشی سے پہول	پہولون کا ہار کر دیا موتی کے ہار کو
تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہی	نقش قدم چراغ بنے ہین مزار کو
گر تو نہ آے موت کا مین منتظر رہون	آنکھین خدا نے دی ہین مجھے انتظار کو
تردامن اسقدر رہون کہ اے آفتاب حشر	سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو
بہر سوال آئین جو مجھہ ناتوان کے پاس	ڈھونڈھین فرشتے لیکے چراغ مزار کو

١١٨	آئے ہین میرے ہاتھہ وہ مضمون آبدار نسبت نہین وزیر در شاہوار کو	٢٤

مر مر گئی بلبل جو کیا یاد چمن کو	غربت مین خدا یاد دلائے نہ وطن کو
لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کے سخن کو	جھوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو
باتون مین لگالون گا غزالان ختن کو	آنکھون سے تری سیکھہ لیا طرز سخن کو
مین مر گیا ہون دیکھہ کے اعجاز سخن کو	اب سوزن عیسی سے سیو میرے کفن کو
دکھلایا تری تیغ نے جوہر کے چمن کو	پھر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو
اندھا ہی وہ جس نے ترا دیدار نہ دیکھا	بہرا ہی وہ جس نے نہ سنا تیرے سخن کو
نقش قدم یار کی دیکھو تو صفائی	آئینہ دکھاتا ہی عروسان چمن کو
ہی بت دیا اللہ نے نعم البدل اسکا	دی چشم سخن گو نہ بنایا جو دہن کو
بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی ہماری	کہتا ہی بجا ابر سفید اپنے کفن کو

ای گل کہاں نہیں مرے رونے کا تذکرہ
سن لے صدائے گریۂ ابر بہار کو

شاخیں نکالوں سیکڑوں شاخ غزال میں
دیکھوں جو تیرے سرمۂ دنبالہ دار کو

ہی مجھ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس
مرجاؤں میں صبا تو اوڑانا غبار کو

گلبن کو رخ دکھا کے کیا اوسنے عندلیب
منقار عندلیب کہوں نوک خار کو

اوڑکر مرا غبار پڑے اوسکی آنکھ میں
دیکھے نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بے گنتی اوس قمر کے لیے بوسے رات بھر
دیکھو تو میری آرزوے بے شمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے میری قبر پر
یوں روئی شمع دیکھ کے میرے مزار کو

مسّی نے تیری دانتوں کی برباد کردیا
گرد بیٹھی گوہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سے وہ آنکھ پھیر لے
دوں میں دعائیں گردش لیل و نہار کو

چھوکر حنائی ہاتھ سے اوس گل نے باغ میں
روشن ہر رنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مر گئے مگر وہی نازک مزاج ہیں
کوہ الم سمجھتے ہیں سنگ مزار کو

وحدت اوٹھائے پردہ کثرت جو آنکھ کی
پھر ایک اس چمن میں کہے تو ہزار کو

دست طمع دراز ابھی شاخ گل کرے
دیکھے اگر چمن میں گل کفش یار کو

بولا ہوا کے گھوڑے پہ ابھی سوار ہی
دوش صبا پہ دیکھ کے میرے غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہوں جو دانہ مرا گرے
گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہوں بے دماغ خواب عدم سے نہ چونک اوٹھوں
خاموش کر صبا مری شمع مزار کو

وہ نے ہوں تیری دوری لب سے فغاں کروں
چپ ہوں جو منہ لگائے تو مجھ دلفگار کو

خط سنبل مین لکھین گے زلف جانانکی صفت
سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

اے گل زخم جگر تیر انشانہ کیا مجھے
بلبلون نے آپ پر بخشے ہین اوسکے تیر کو

لگ گیا تیرے مکان مین پھر نہ نکلا عمر بھر
نقش حب کا گھر ہے گویا گھر ترا تسخیر کو

پرورش طفلی سے پائی دامن کہسار مین
کوہ کو بستان مین سمجھا شیر جوے شیر کو

گر میان وہ غیر سے کرتا ہے مین مرتا نہین
آگ لگجائے الٰہی موت کی تاخیر کو

بندھ گیا ہے غیر سے مضمون غزال چشم کا
اوسمین اب شاخین نکالے کہدو آہو گیر کو

ضعف سے مذکور خال لب گران ایسا ہوا
مہر خاموشی ہوا ہے سے لب تقریر کو

بیقراری دیکھکر میری کہا بہزاد نے
چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

۳۱	شکل ابرو منہ پہ کھائین یار کی تیغ اے وزیر صورت مژگان جگہ آنکھون پہ دین ہم تیر کو	۱۱۷

بے چین ہے یہ دیکھ کے مجھ بیقرار کو
ہے انتظار صبح شب انتظار کو

رسوا جنون مین بھی نکرونگا مین یار کو
مچھلی کیطرح تلوے چھپائین گے خار کو

دل مین جگہ دی یار نے مجھ خاکسار کو
شیشے مین آگ یہ ہے نے اوتارا غبار کو

چوٹی مین وہ لپیٹے ہین پھولون کے ہار کو
پھولی ہے شام کہدو یہ صبح بہار کو

حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجھے
گل کر دیا صبا نے چراغ مزار کو

اوس گلعذار سے کہو سرکا ہے منہ بال
پھولو نسین کیون بساتا ہے مشک تتار کو

مانند شمع بس مرے آنسو نکل پڑے
دیکھا جو بے چراغ کسیکے مزار کو

پستی ہی مہندی چمن مین دیکھنا رفتار یار
پھول منہ سے جھڑتے ہین سنا ذرا تقریر کو

اپنے اشکونکے سبب دریا روان ہر گھر مین ہی
ہاتھہ آتین مچھلیان گھر بیٹھے ماہی گیر کو

آسمان کے پار گذرے دل نے ایسی آہ کی
اپنے ترکش نے کمان کیطرح پھینکا تیر کو

کوہکن تجسے نہ پنہان ہو سکا اسرار عشق
ہم چھپاتے استخوان کیطرح جوے شیر کو

بہر استقبال جاؤنمین کہی تیر آپ سے
وہ نشانہ ہون جو آتے دیکھون اوسکے تیر کو

١١٦

ہو کے لاغر تیر کے مانند چھوٹے ای وزیر
کھینچے اب خانہ کمان کا خانۂ زنجیر کو

١٩

دیکھہ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہی ٹھہرنا مشکل اب ترکش مین تیرے تیر کو

خواہین دیکھا در جانان سے اوٹھہ سکتے نہین
پاے خفتہ چلتے ہیں اس خواب کی تعبیر کو

ای پری تو نے ہمین وحشی کہا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتے ہین زلف کی زنجیر کو

موے آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ رو دست حنائی ہین جو لے شمشیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھہ ای وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مرے خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کر دے شب تصویر کو

روؤن زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہے
صورت کشتی بنا دون مین خم شمشیر کو

اوس بھبھوکے سے بھلا ای شمع کیا نسبت تجھے
مثل پروانہ جلا دے جب چھوے گلگیر کو

ہاتھہ اوس انگیا کی چڑیا تک پہنچ سکتا نہین
دام مین لاؤن دکھا کر دانۂ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہی خواب غفلت مین ہی تو
روز محشر سینہ ہر ہر عضو سے تعبیر کو

نوجوانون سے تہی پایا کنارِ پیر کو
ترچھی نظرون سے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو
مارڈالا ڈھونڈھ کر ظالم نے مجھ نخچیر کو
ہون مین دیوانہ مری تصویر بھی ننگی کھنچے
تو نہ بوسے دے سکا لیکن ترے دیوانے نے
پڑتی ہی تیرے مکان پر یار جو ہٹ کی آنکھ
ہی زبان کی صاف جنبش مصرعِ برجستہ مین
حال اس غفلت کدے کا تھا عیان روزِ الست
پڑ گئے ہین سیکڑون چھالے جوانی خونخوار خلق
تو وہی قاتل کہ تیرا وصف کر سکنے لیے
ہم وہ ہین فرہاد ای شیرین اگر رکھین قدم
دامن اوس گل کا جو اٹکا کہے دیکھا ناز سے
جا کے ٹھہری استخوان پر جب لگائی تو نے تیغ
ہاتھ مین وحشی نہین آتا تو اطفال حسین
پاؤن پر دشمن گرے تو جان فکر سر مین ہی
بارہا بجلی گرائی شعلہ آواز نے

اس کمان مین عمر بھر ہمنے نہ دیکھا تیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو
چشم کیا سوفار کے بدلے ملی تھی تیر کو
کہربا کے رنگ سے کھینچو مرے تصویر کو
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو
گرد دامانِ نگہ منگوای تھی تعمیر کو
یار خوش تقریر کہتے ہین مری تحریر کو
خواب دیکھا بعد پہلے سن لیا تعبیر کو
کسکے خونِ گرم سے تو نے بھرا شمشیر کو
منہ ملا زخمون کو میرے اور زبان شمشیر کو
دودھیا پتھر سے جاری کرین جوے شیر کو
دے اب ای بلبل دعائین خارِ دامنگیر کو
کیون نہ ای قاتل ہما کہیے تری شمشیر کو
کھینچتے پھرتے ہین پتھر پر مری تصویر کو
مت سمجھ بیوجہ پاے شمع پر گلگیر کو
لن ترانی کی صدا کہیے تری تقریر کو

۱۱۴	غزل فارسی	۷

بہ بین وقت رفتن حسرت دیدار نگار من — کہ از نقش قدم پیداست چشم انتظار من
نگہ از دیدن او چون پر پروانہ می سوزد — نگہ دارد چراغ از داغ دل شبہای تار من
فلک را گرد از فرط حرارت کورۂ آتش — معاذ اللہ فتد گر بر زمین مشت غبار من
بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید — بہ بیند گر کسی آئینۂ لوح مزار من
اگر از سستی بختم سمند او نمی آید — بپای او رسد ای کاش این مشت غبار من
مبادا پای تو در لغزش آید گر قدم بنہی — صفاہا صورت آئینہ می دارد غبار من

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی ہیں سودائی نہیں — ہیچ بوے زلف کی تیری جو پہنچائی نہیں
شوق میخوار ہیں ساقی بہ چلا دریاے اشک — کشتی مے اب بھی لینے کو مرے آئی نہیں

ولہ

نظروں سے دور رہنے کا پیارے گلہ نہیں — دل سے قریب ایسے ہو کچھ فاصلہ نہیں
چلیں انفاس کے ہیں اندیون کچھ نکہت گلچین — ولہ — کہ آمد شد ہے اسکی کوچۂ منقار بلبل مین
ہر رنگ بو ہی سیکڑوں جی ایسی بلبل مین — ولہ — پھری چمن کی روش کوچۂ رگ گل مین
صدا ارونکی آئے گرا دسے چھیڑ تو اے مطرب — ولہ — جو میرے آنسوؤنکے تار ہون تیرے ستار مین
خدا کو یان نہ امی شور حشر ہمکو جگا — ولہ — لحد سے اوٹھ کے کہین ہم سبو سبو نگرین
جگا دیا مجھے سوتے مین بیدماغ ہون مین — ابھی لحد مین نکیرین گفتگو نکرین

چپ گھڑے ہین بنگئے ہین نقش دیوار ہم / آؤ دیکھو روزن دیوار آنکھین ہوگئین
ساقی و مینا و ساغر ایک آتے ہین نظر / بادۂ وحدت سے کیا سرشار آنکھین ہوگئین
روتے روتے ہجر مین سوجی ہین یہ چشمان تر / جسم لاغر ہوگیا طیار آنکھین ہوگئین
عاشق ابرو ہون کرنا دیدہ و دانستہ قتل / جوہر و نسے تمھین اے تلوار آنکھین ہوگئین
آنکھ کے ڈورون نے تیرے کچھ تو ہین ڈھاگے دیے / اے صنم جو بائل زنار آنکھین ہوگئین

۱۱۴ — پھر گیا وہ آکے اب جاگے تو کیا حاصل فریر / سوگئے جب بخت تب بیدار آنکھین ہوگئین — ۵

اوس چشم ابلق کو کہان پاتی ہین آنکھین / کیون گھوڑے تصور کے یہ دوڑاتی ہین آنکھین
جب آنکھ لڑاون تو وہ شرماتی ہین آنکھین / بس اومژگان مین چھپی جاتی ہین آنکھین
ہوتی ہین شب وصل تری دید کو پیدا / تارون کیطرح صبح کو چھپ جاتی ہین آنکھین
وحشی ہون دم نزع ہی پتھراؤ کی حسرت / اطفال سرشک آکے پتھراتی ہین آنکھین
جاتا ہی طلب کرنے ہر اک نوح سی کشتی / دریا کو اگر دیکھ کے لہراتی ہین آنکھین

ولہ

مین کیا جہان دنگ ہی اس خلاق مین / عارض نقاب مین ہی کہ قرآن غلاف مین
شبہے سے جسکو موے کمر خلق کہتی ہی / بس ایک رو نکلتا ہی وہی جسم صاف مین
کیونکر نہ مردمک کا ہو شک اسکے خال پر / موے کمر بنا ہی مژہ چشم ناف مین
انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہی / پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف مین

بہ گئیں پلکیں برنگ خس مری آنکھونکے ساتھ
اتبو نظرونمین گل بیخار آنکھیں ہو گئیں

چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز سے
ای پری آہوے خوش رفتار آنکھیں ہو گئیں

تیرے پاؤنکی طرح ہیہات اب گردش مین ہین
کسکی یہ وارفتۂ رفتار آنکھیں ہو گئیں

عین نادانی ہے اب انسے جو رکھیے چشم داشت
شکل مژگان بھر گئیں بیزار آنکھیں ہو گئیں

لخت دل یاقوت ہین آنسو ہین موتی آبدار
آؤ دیکھو جوہری بازار آنکھیں ہو گئیں

دو تو ہین چشم سخنگو گر نہین ہی اک دہن
چپ نہ رہیے قابل گفتار آنکھیں ہو گئیں

عشق پنہان دیدۂ گریان نے ظاہر کر دیا
ہنسنے کی جا ہی لب اظہار آنکھیں ہو گئیں

ابلق چشم صنم کس ناز سے گردش مین ہی
خوب کاوی ہوتی ہین رہوار آنکھیں ہو گئیں

ہر کسی نے آنکھ جب ڈالی گلوے صاف پر
ہنس کے فرمایا گلے کا ہار آنکھیں ہو گئیں

تول لیتے ہین سد النظرونمین جنس حسن کو
پلۂ میزان مری ای یار آنکھیں ہو گئیں

ہی تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
چشم نرگس کیطرح زردار آنکھیں ہو گئیں

کہتے ہو سب دیکھتے ہین تیری آنکھونسے مجھے
سچ کہو غنار کی بیکار آنکھیں ہو گئیں

چلیے اب صحرا سے کوی یار انھین دکھلائیے
آبلون سے پاؤنمین دو چار آنکھیں ہو گئیں

پھول نرگس کے بنائے کب یہان معمار نے
یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھیں ہو گئیں

ای خدا اشا ہد ہمارا ثم وجہ اللہ ہی
جب نگہ کی بت پہ تجبسی چار آنکھیں ہو گئیں

ایسا انکو بنایا عشق تیر یار نے
ہی مری تار نگہ سوفار آنکھیں ہو گئیں

بیش نرگس ہاتھ پھیلاتی ہین شاخو نسی درخت
کسکو دیکھینگے جو اب درکار آنکھیں ہو گئیں

پانی پانی ہین ترے آگے حسینان جہان
اب بھی کہتا ہی اوسے کچھہ نلکھا شوق جمال
چشم جانانکی اگر دشت مین ہم بھولے ہین پا
مسی آلود نہین تیرے لب آتش رنگ
متصف دو صفتو نسے ہین وہ دونو عارض
کھینچکر اوسکی تصاویر کہے صورت گر
لکھہ دیا ہی مرے سینے پہ شہادت نامہ

دست و پا تک عرق شرم سے فوارے ہین
پشت قاصد پہ دلانا مونکی پشتارے ہین
ڈھیلے آنکھون کے ہمین آہوون نے مارے ہین
اپنی نظرو نمین وہ دھوان دھار انگارے ہین
پھول خوشبو مین جلا دینے مین انگارے ہین
یہ کسی مصحف رخسار کے سیپارے ہین
صنعتین کہین ہین تیر اوسنے نہین مارے ہین

١١٢

الفت چاہ زنخدان مین لاغر ہون وزیر
روزن مور مری نظرون مین اندارے ہین

٣١

عاشق زلف و رخ دلدار آنکھین ہوگئین
سرخ پلکین ہو گئین خونبار آنکھین ہوگئین
دیکھکر محو جمال یار آنکھین ہوگئین
آئیوا ہی اشک اب بہنے لگا ہی خون گرم
لڑ گئین تمسے جو آنکھین ہو گئی اکبار صلح
کشتی مے لے کے ای ساقی او پہنچ بہر خدا
ہی تصور اسکا آنکھون مین خط رخسار کا
ای بت کافر ہی بس بے عیب ذات اللہ کی

مبتلائے کافر و دیندار آنکھین ہوگئین
دیکھہ لو اب زخم دامن دار آنکھین ہوگئین
جا بجائے شربت دیدار آنکھین ہوگئین
بھیجیو پانی کہ آتشبار آنکھین ہوگئین
کیجیے دو تین باتین چار آنکھین ہوگئین
بے ترے محفل مین دریا بار آنکھین ہوگئین
آئینے کیطرح جوہر دار آنکھین ہوگئین
لب ترے عیسی ہوے بیمار آنکھین ہوگئین

خط پہ خط روز بہا کر اوسے پونہچاتی ہین
اشک کا ہیکو ہین ڈیہ اک کی ہرکاری ہین

آب جاری کیا اعجاز سے ای بحر کرم
اونگلیان کا ہیکو ہین لوہ کے فواری ہین

مصحف رخ کو وہ دکھلائین اگر تیسون دن
نئی بہبتی مجھے سوجھی کہون سیپاری ہین

ہاتھہ اگر چھونے سے عمل جاے ید بیضا ہو
لعل لب اوس بت کافر کے وہ انگاری ہین

رونگٹے کب ہین ان آئینونمین پڑ گئے بال
ہاتھہ رانو پہ کبھی یار نے دے ماری ہین

پشت پر ہی جو سپر خم ہوے ہو تیغ کی طرح
چار پھول اوسکے تمہین پھولونکے پشتاری ہین

روبرو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز
ابتو بے منت خلق آپ کے نظارے ہین

دیکھکر تجکو حسین گڑتے ہین لیے ہین بناو
کنگھیان کرتے نہین سر پہ وان آری ہین

١١١

دل پہ جو گذری خبر اشکون نے دی آکے وزیر
لائق خلعت رومال یہ ہرکارے ہین

١٥

سب کو رخسار مخطط یہ ترے پیارے ہین
بید ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین

منہ نظر آتا ہی آئینے وہ رخسارے ہین
اپنی بھی دید ہی اور اونکے بھی نظارے ہین

زہر ان کالونمین ایسا ہی جو دیکھے مر جاے
سیکڑون سانپ ترے گیسوونے مارے ہین

شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر
کوس رحلت یہی بس صبح کو نقارے ہین

صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہی
رونگٹے جسم مین کا ہیکو ہین فوارے ہین

آہ مین دلکا غبار اشکونمین ہین لخت جگر
باد مین خاک ہی اور آب مین انگارے ہین

منہ چھپائے ہوے ہین نازسے طفلان حسین
ای معلم ابھی جزدان مین سیپارے ہین

پھری ہی فرقت جانان مین چشم دختر رز
یہ گردش آنکھہ کی ساقی ہی دور جام نہین

ندیکھا نقش قدم کا صدا آیا نہ سنے
سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین

برہنہ رہتی ہی شمشیر ابرو قاتل
مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین

بندھین وہ ہاتھ حنا سے کیا ہی جن سے شہید
کچھہ اور یار سے منظور انتقام نہین

نہ داغ دو شب فرقت کا دنکو نام نہ لو
ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین

جگر سے سینے سے دل سے گذر گئی دم مین
تری طرح تری تلوار کو قیام نہین

ستارہ فلک حسن کیسے کم سن ہی
ابھی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین

پھرے طلب مین جو دنیا کی وہ نہین بندہ آ
مثال دانہ جو گردش مین ہر امام نہین

۱۱۰

نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین

۱۶

ہی غلط گر ترے دانتونکو کہون تارے ہین
کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین

اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین
شام کو ذرے ہین اور صبح کو ہم تارے ہین

کیا ہی ہرجائی حسینان جہان سارے ہین
یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین

ذائقہ ہونٹون کا بدلےگا نہ مسی ملیے
ہونگے یہ قند سیہ اب تو شکر پارے ہین

بادشاہونکی طرح پھرتے ہین ڈنکے دیتے
خار پا چوب ہین اور آبلے نقارے ہین

چھپ چلے ہین خط سبز رنگ سے رخسار صبیح
دن ہی کم شام کے آثار عیان سارے ہین

ساغر چشم کے سو دینے پڑینگے بوسے
شیشۂ دل کبھی توڑا تو یہ کفارے ہین

نہ ہنس رولائے گا تجکو خمار بادۂ عیش
مے نشاط تو اس بزم مین مدام نہین

پھنسے نہ قید تعلق مین جو کہ ہے آزاد
چمن مین طائر نکہت اسیر دام نہین

وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین
نگین وہ ٹوٹے محبت کا جسمین نام نہین

رہے گا ہجر کا دن کب کٹی اگر شب وصل
مدام روز قیامت کو بھی قیام نہین

بنے جو بال کا پھندا تمھاری تیغ کا بال
تو مرغ جان کے لیے بہتر اس سے دام نہین

مے دو آتشۂ کفر و دین سے خلق ہے مست
مگر شراب یہ ہم مشرب حرام نہین

۱۸	پکارا اپنا گدا کہکے مجکو اے شۂ حسن فقیر ہون ترے در کا وزیر نام نہین	۱۰۹

عذار یار پہ زلف سیاہ فام نہین
مگر یہ حشر کا دن ہے کہ جسکی شام نہین

فراق یار مین دونو سے ہمکو کام نہین
ہوس سحر کی نہین آرزوے شام نہین

ولاے کعبۂ ابرو سے مُنہ کو کیا پھیرون
نماز ختم نہو جب تلک سلام نہین

یہ سیف آب کی مثل پری سہی قد ہے
مگر یہ عیب ہے چلتی نہین خرام نہین

کہو نہ سرو کو اک زر خرید ہے اپنا
کیا جو بندے کو آزاد پھر غلام نہین

نہین اعادۂ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہین

کسی طرح شب فرقت بسر نہین ہوتی
کچھ اسکو گردش ایام سے بھی کام نہین

جو اوسنے بات نکی ہو گیا مجھے اثبات
دہن وہ تنگ ہے گنجایش کلام نہین

بجھی ہے آب سے کیا تیری تیغ تیز کی آنچ
کہ خونفشان مرے دل کا کباب خام نہین

ہاتھ میرا ای گل تر سو گھلکر کانٹا ہوا
ضعف سے نے ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا
دونو اپنے کام مین ایجان جاں بمصروف ہین
دوش پر رکھا و لٹکر گسنے دامان قبا
تھمگئے آنکھو نمین آنسو آتے ہی ابلے دماغ
اونکی زلفون کیطرح ہر عضو دشمن ہو گیا

ہی ترے دامن کے چھٹ جانے سے خار نشین
خار دامنگیر اشر وزون ہی خار آستین
روح دامن کے تصدق دل نثار آستین
ہو گئی دامن کی کلیون سے بہار آستین
دیکھنا کیا کر رہے ہین انتظار آستین
بنگیا ہی آستین مین ہاتھ مار آستین

۱۰۸	دامن گلزار ہاتھ آیا ہی اپنے ای وزیر اشک گلگون سے ہی اشر وزون بہار آستین	۱۶

جو خاص بندے ہین وہ بندۂ عوام نہین
بھلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق
گلا ہی چشم سخن گو سے خامشی کا نہین
تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو
عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو
بس ایک ہاتھ مین دو ہو گی پڑھ دوگانۂ عشق
یہ سر جھکانا یہ منہ پھیرنا ہی مانع دید
وہ مجھپہ مرنے لگے جو ہی میرے درپے قتل
فراق یار مین دست سبو اڑاتی ہین خاک

ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین
کبھی جلانے کے قابل چراغ خام نہین
دہن کے ہونے نہونے مین کچھ کلام نہین
چراغ روز کو کچھ احتیاج شام نہین
نگین وہ ہاتھ مین رکھتا ہی جسمین نام نہین
جو بے نماز ہی وہ قابل سلام نہین
مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین
الٰہی اسکے سوا اور انتقام نہین
یہ گرد باد ہی گردش مین اپنا جام نہین

ای مسیحا تیری زلفون کی درازی دیکھکر — کہتی ہی عمر خضر مین گیسو کوتاہ ہون
آسمان پر بھی سیہ بختی مین ہی میرا دماغ — خال روے مہر ہون داغ جبین ماہ ہون
کہ رہی ہی آسمان سے یار کے گھر کی زمین — طور ہون صحراے ایمن ہون تجلی گاہ ہون
بیٹھنا کیسا ادھر آیا ادھر راہی ہوا — دن جو ہون تو مختصر ہون شب جو ہون کوتاہ ہون
اللہ اللہ کیا ہی اوسکے پاؤنکی ٹھوکر کا لطف — ہی ہر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہون

۱۰۶	روز محشر سے وہ زیادہ افزون ہی اس کافر کا طول اب بھی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہون	۷

گوہر اشک سے لبریز ہی سارا دامن — آج کل دامن دولت ہی ہمارا دامن
ای جنون باد بہاری ہی نہین جنبش مین — کچھ گریبان سے کرتا ہی اشارا دامن
وصل کی رات ہی بگڑو نہ برابر تو رہے — پھٹ گیا میرا گریبان تمھارا دامن
جامہ چین نے نہین یہ پھول چنے نرگس کے — سیکڑون آنکھون سے کرتا ہی نظارا دامن
بہت ای دست جنون تنگ نظر آتا ہی — باندھ دے دامن صحرا سے ہمارا دامن
خوب پہنچا دیا ای دست جنون ہاتھون ہاتھ — لگ گیا آج گریبان سے سارا دامن
آمد آمد مرے اشکونکی مگر سن لی ہی — جھاڑ کر گرد جو صحرا نے سنوارا دامن

۱۰۷	ولہ	۹

مثل اشک اک روز دل ہو گا نثار آستین — تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین
ای صبا پہنچا دے ہاتھون ہاتھ تک دست یار — خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

کسکے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے
شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے مین

مرون تو شیشۂ ساعت مین میری خاک بھرے
فلک دکھاے مجھے انقلاب شیشے مین

وہ مست ہین کہ دم مرگ بھی دعا ہی یہی
ہماری روح پہ ہووے عذاب شیشے مین

سواے روز مرے میکدے مین رات کہان
فلک کیطرح سے ہی آفتاب شیشے مین

١٠٤	وله	٩

میرے نالونسے تہ و بالا ہوی اکثر زمین
زیر پا آیا فلک اور بار ہا سر پر زمین

ہی دیار ماہ رو کا بس یہی قاصد نشان
آسمان تجکو نظر آئیگی وانکی سر زمین

کسطرف جاؤن کہ ہین دو بلاؤن سے نجات
آسمان گھر گھر یہی ہی اور یہی گھر گھر زمین

بار ہی بار ہی یہ مجھے پیسین برنگ آسیا
آسمان دن بھر رہے گردش مین تو شب بھر زمین

مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سے
کانپتی ہی ٹھنڈی سانسون سے مری تھر تھر زمین

جس جگہ ہین دفن قاتل تیرے مژگان کے شہید
وان عوض سبزی کے پیدا کرتی ہی نشتر زمین

سیکڑون اس مین گئے محبوب جاے رشک ہی
رکھتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین

آتش فرقت سے عالم کورۂ آتش ہوا
آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین

عشق خال یار نے ایسا کیا زار و نحیف
بیٹھہ رہنے کو مرے کافی ہی اب تل بھر زمین

١٠٥	وله	٨

مین سراپا مظہر اسم خدا و اللہ ہون
ہمصفیر و اس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون

کس طرف جاؤن دکھا دو یا محمد راہ حق
یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

ہو نہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر اوسے
شیشے نازک ہین بہت زاہد کی تھر اونگلیان

آینہ عارض نہین یوسف ہے دکھلاتین نہ آپ
کاٹ ڈالینگے ابھی حضرت سکندر اونگلیان

خط نہین اینہ قیامت کا ہے کچھ تحریر حال
پاس رکھتے ہین بیاض صبح محشر اونگلیان

کون پھاڑیگا گریبان آئی گر فصل بہار
تل ہتیلی کے بنین اے ضعف کھلکر اونگلیان

مشورت کچھ قاتلون مین ہے ہمارے قتل کی
بیطرح اوٹھنے لگین ہین جانب سر اونگلیان

ہر رگ تار گریبان سے ہوا جاری لہو
کرتی ہین اے دست وحشت کار نشتر اونگلیان

چل رہے ہین پاؤن نکلے بچھو اچھی ہنگامہ رقص
کرتی ہین خونریزیان ہر ہر قدم پر اونگلیان

ایک ہو تو کیجیے مین یہ سب کے سب مشتاق قتل
ہاتھہ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر اونگلیان

اپنے یوسف کو مرے یوسف سے تو نسبت نہ دے
اے زلیخا اسیر کٹتے ہین وسر اونگلیان

۱۰۳

شعر تر لکھے ہین وصف ساقی کوثر مین آج
اے وزیر اب تو ہین موج آب کوثر اونگلیان

۱۰

بھری ہے تو نے جو ساقی شراب شیشے مین
پری اوتاری ہے اپنے حساب شیشے مین

نہین نمود یہ درد شراب شیشے مین
ہوا ہے صرف کسوف آفتاب شیشے مین

ہے پاس ساقی مہوش شراب شیشے مین
بغل مین ماہ ہے اور آفتاب شیشے مین

سوائے شیش محل وہ کہین نہین سوتا
پری کیطرح سے کرتا ہے خواب شیشے مین

غروب چار پہر آفتاب رہتا ہے
نہان ہے آٹھ پہر کیون شراب شیشے مین

گر آدمی ہے نہو زیر آسمان غافل
پری کیطرح نہو مست خواب شیشے مین

۱۰۲	خط مین لکھتے ہین شوق دید و زیر آج ہم قسمت آزماتے ہین	۲۵

قوت بازو ہوی ہین ای سیمین بر اونگلیان — طائر رنگ حنا کو ہو گئین پر اونگلیان

پار گذرین دل کے جب رکھدین جگر پر اونگلیان — تیر دستی بنگئی ہین ای ستمگر اونگلیان

کیا ہی نس و روان پر چڑھی ہین ای ستمگر اونگلیان — پھیرتی ہین نبض خورشید محشر اونگلیان

کہہ تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا — جب بلائین جھک کے ہوین پانچون برابر اونگلیان

لون بلائین مین تو وہ گل کھل کھلا کر ہنس پڑے — گل کھلاتی ہین صورت غنچہ چٹک کر اونگلیان

او جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکھنا — کانپتی ہین کسقدر رعشے سے تھر تھر اونگلیان

ہاتھ مین لیجا تن لاغر مرا نامے کے ساتھ — ڈر نہ ای قاصد کہ چھبتی ہین اکثر اونگلیان

بل بے مستی ٹپکتی ہی پسینے کی طرح — گردن مینا سے ای ساقی ہین بہتر اونگلیان

دست وحشت نے کیا ٹکڑے گریبان قرار — جھانکنے مین کسکی تھین دیسے باہر اونگلیان

ہوگا صحبت کا اثر زر دحنا سے ربط ہی — دل چرا لیجائینگی اب چور بنکر اونگلیان

جام خالی پر رکھا کیون دست گلگون ساقیا — کیا گلابی کیطرح بھردینگی ساغر اونگلیان

طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چھلون پر ترے — کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر اونگلیان

رکھدیے کیا پاؤن گستاخی سے دست سرخ پر — لال ہمدرجہ کمان تھین ای کبوتر اونگلیان

واہ یا استاد کیا لکھا مخمس آپ نے — دست و پا مین پانچ پانچ اک جا بنا کر اونگلیان

کم کسے سمجھین ترے دست حنائی کے شہید — سب مین انگشت شہادت کی برابر اونگلیان

دونو آنکھون کا تری شاید پڑا ہی اپنے عکس		مغز بادام اسی پر ہی بے سبب توہم نہین
١٠١	بوسۂ شمشیر قاتل کی تمنا ہین وزیر عمر گذری ہی لب زخم جگر باہم نہین	١٥

تیغ وہ آبدار لاتے ہین	دیکھیے پیاس کب بجھاتے ہین
پاؤن پڑتی ہی اپنے جب زنجیر	طوق کو ہم گلے لگاتے ہین
زخم پر میرے کیون نہ چھڑکین نمک	عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین
زلف پرخم کو کب چھوا مین نے	آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین
شکل آئینہ اوسے صاف ہین ہم	جو ہمین خاک مین ملاتے ہین
حشر برپا ہوا خرام نکر	مردے قبرون سے نکلے آتے ہین
ہی کبوتر جو نامہ بر میرا	چٹکیون مین اوسے اوڑاتے ہین
عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل	دیکھنا کیا کنوین جھنکاتے ہین
خنجر آبدار سے قاتل	میرے دل کی لگی بجھاتے ہین
ہم خریدار تو ہین مژگان کے	کیون وہ خنجر گلے لگاتے ہین
گل زخم اب کھلین گے تیر سے کب	بلبلون کے وہ پر لگاتے ہین
وعدہ دیدار کا کیا ہی اگر	لن ترانی کسے سناتے ہین
تو بھی دکھلا دے کعبۂ ابرو	ہم بھی دست دعا اوٹھاتے ہین
جو کبوتر گیا ہوا وہ گلی	اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتے ہین

خاک گرد اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گرد باد
بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہین

دیکھکر تیرے گل عارض کو ایسے ہین خجل
پانی پانی ہین گل تر اے پری شبنم نہین

پر تو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین

ہون وہ مشتاق شہادت ہو گا پیدا کسکے سر
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سے مین کم نہین

آتی ہی اوس مہروش کے یہ ہوا رنگ چمن
ہر گل تصویر سر گل نام کو شبنم نہین

چہرہ ہی ملک سلیمان سو وہ ہی زیر نگین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین

دیکھہ اوسر کش نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز
فرق اصالت مین ہی جوہر تو اضع خم نہین

جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
ساقیا یہ می کے قطرے آبلو نسے کم نہین

تیغ رہتی ہی گلے پر فرقت دلدار مین
جز دم شمشیر بران اب کوی ہمدم نہین

دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین

وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جسپر ہی چاک
دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلون مین دم نہین

ہی گلو شادی زیادہ مورد اندوہ ہی
نکلے ہین آنسو بہت ہنسنے سے یہ شبنم نہین

تو نہ آیا ہو گئین فرقت مین یان آنکھین سفید
صبح تو ظاہر ہوی پر نیر اعظم نہین

اوسکے گلتکیے کو رکھہ دو سینۂ مجروح پر
مرہم کافور کے پھاہے سے مجکو کم نہین

کانکے پردے مین آواز اوسکی آکر چھپ گئی
یار سے شرم و حیا کی گفتگو بھی کم نہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
میرے زخمونکے لیے غیر از نمک مرہم نہین

شرم سے ہی پانی پانی روے گلگون دیکھکر
آئینہ بھی روبرو تیرے کم از شبنم نہین

رہتی ہے میری کیا کیا دلمین کچھ ہین عدو
ورنہ کاٹ اوس تیغ مین کم ہی کہ جسمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میرے نام کی تاثیر سے
مہر مین سنگ فلاخن سے نگین کچھ کم نہین

خشک آنسو ہو گئے گرنے لگے لخت جگر
نکلے ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین تکھ نگریان ای فلک
گلشن تصویر کو آتش سے کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی واہ ری شوخی تری
دست نگین کی بھی مچھلی کو قرار اکدم نہین

تیری آنکھون کے تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہوونکو بھی مرے صحرا مین جا رم نہین

۱۰۰	کھاتے کھاتے غم بھی ہو جائے گا راحت ای وزیر سم اگر کھانے کی عادت ہو گئی تو سم نہین	۲۸

ای پری مرنے کا مجھ وحشی کے کسکو غم نہین
حلقہ ماتم سے زنجیر ون کے حلقے کم نہین

یار تنہا گھر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کے قبضے مین انگشتر رہی
حلقہ گیسو جو دست غیر مین ہی غم نہین

گردش چشم سیہ نے یہ بھلائی چوکڑی
آہوونکو روبرو تیرے مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہی صاف نالہ صور کا
گر یہی ہی بد دماغی دیکھنا پھر ہم نہین

آتش حسن اور بھڑکی منہ پہ جو آیا عرق
منہ چراغ برق کو روغن سے ہرگز کم نہین

بے زبانی سے مین دعوائے سلیمانی کرون
مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

اوس بھبھوکے نے چمن مین جاکے کین ہین گرمیان
آگیا ہی عارض گل پر عرق شبنم نہین

اوڑ چلی ساقی بط مے پر ہمی موج شراب
بزم مے سے ہجر مین کسکو خیال رم نہین

خواب مین دست تصور بھی کبھی محرم نہین
ای پری عنقا سے کچھ انگیا کی چڑیا کم نہین

بیدماغ ایسا ہون بزم مے مین بھی خرم نہین
دور ساغر ساقیا دوران ہی سے کم نہین

ہاتھ مین اب اک پری کے کاکل پر خم نہین
وہ سلیمان ہے کہ جسکے قبضے مین خاتم نہین

ہو چکی تم سے مسیحائی دل بیمار کی
دیکھو تو بالے کی مچھلی کو کہ اسمین دم نہین

اوسکی صورت کو سلیمان دیکھکر کہنے لگا
سچ تو یہ ہے آدمی بھی کچھ پری سے کم نہین

کیا کرون گلگشت گلشن اے جنون فرقت مین
خار ہے یہ گل نہین ہے آبلہ شبنم نہین

ہے مری بزم عزا مین وہ مہ تابان شریک
ہالۂ مہتاب ہے یہ حلقۂ ماتم نہین

مثل گوہر ہے مہیا آب و دانہ غیب سے
مین قناعت پیشہ ہون منت کش حاتم نہین

اپنے آگے سرفرازی ہے دلا سرگشتگی
گر زمین پھرنے لگے تو آسمان سے کم نہین

تب مزا ہے یار ہر اک زخم پر چھڑکے نمک
لطف کیا ہو پھول تو ہین قطرۂ شبنم نہین

سیل بھی آئے تو آئینہ سے بے دیوار کا
گھر مرا معمور حیرت ہے مجھے کچھ غم نہین

منعمون نے صرف کی تعمیر مین عمر عزیز
یہ نہ سمجھے خانۂ تن کی بنا محکم نہین

گل جو ہنستے ہین تو کیون روتی ہے شبنم باغ مین
گلشن عالم مین گر شادی ہے غم توام نہین

طور سنگ آستان ہے ہر شرر ہے برق طور
لن ترانی سے صدا زنجیر در کی کم نہین

آب خنجر بھی گوارا ہے پلائے خود جو وہ
یار قاتل ہو تو زخم اے دل کم از مرہم نہین

اک پری پیکر کی گردن مین پڑے رہتے ہین ہاتھ
دست خم گشتہ ہین خاتم کے سلیمان ہم نہین

دیدۂ تر سے نہ دیکھون سوئے آب زندگی
سامنے مجھ خشک لب کے قدر جام جم نہین

خط عاشق سے جو نفرت تھی نکل آیا خط		کونسا جرم ہی جسکے لیے تعزیر نہین

٩٥

برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتے وزیر
دہن زخم مگر قابل تقریر نہین

١٤

ہسقدر ہم ناتوان وزار ہین	بازو اپنے پھپھلیون کے خار ہین
چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا	اندنون دست جنون بیکار ہین
روتے ہین اشکون کے بدلے خون گرم	ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین
جاتے ہین گلشن سے لے او باغبان	ہم اگر تیری نظر مین خار ہین
آستین سے پوچھیے کا ہے کو اشک	ابتو منہ پر زخم دامندار ہین
دیکھکر تجھکو مگر حیران ہوئے	آئینے جو پشت بر دیوار ہین
لے اوڑا ای وحشت کہ اپنے پاؤن کے	منتظر خار سر دیوار ہین
آنکھین ہین خونخوار تیری ای مسیح	کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین
خود بخود اپنا جنازہ ہی روان	ہم یہ کسکے کشتۂ رفتار ہین
سایۂ خنجر مین آیا خواب مرگ	واہ کیا طالع مرے بیدار ہین
ہم ہین رنجور اپنے اشک و آہ سے	ہی بری آب و ہوا بیمار ہین
ابتو اہی منہ کا برسنا اپنے ہاتھ	آستینین ابر دریا بار ہین
سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین	نقشہ ہاے قامت دلدار ہین

٩٩	کون ہی بیزار ان وزرون وزیر	ہم جو اپنی زیست سے بیزار ہین	٢٤

دکھاؤن دیدۂ حیران کا اوس خود بین کو آئینہ
دل صد چاک سے شانہ کرون مین وسکے گیسو مین

مرے تار کفن نالان رہینگے بعد مرنے کے
کہ بیتابی سے ہی مضطرب کا عالم ہر اک مو مین

٩٧ — ١٥

وزیر آغوش ہان فرقت مین بھی خالی نہین رہتی
نہین ہی یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو مین

ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین
زور دیوانہ ہون ہین بستۂ زنجیر نہین

فاختہ کی ترے دیوانون مین توقیر نہین
طوق گردن مین ہی نہ پاؤن مین زنجیر نہین

قتل ہونگا مین تری تیغ سے یہ لکھا ہی
خط تقدیر ہی یہ جو ہی شمشیر نہین

دیکھ اے چشم مرے نقش تصور کا اثر
کون ہے اشک مین اوس طفل کے تصویر نہین

دہن یار کو دیکھا ہی یہ کس منھ سے کہون
ہی یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین

ہون وہ دیوانہ گردن مثل گریبان ٹکڑے
صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین

سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید
نوجوان ہی وہ ابھی جان جہان پیر نہین

قتل کو شمع صفت مین ہون سراپا گردن
پر وہ کہتا ہی مری تیغ تو گلگیر نہین

گالیان دیکے وہ قائل ہوے مین چپ جو رہا
خامشی سے کبھی بہتر کوئی تقریر نہین

سامنا کیا کرے دل اوس مژہ و ابرو کا
صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین

تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تکے منہ بلبل
دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین

کونسا طائر مضمون ہی نہین ہی جو ہدف
اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین

استخوان کا مرے چوکا نہ نشانہ اک بار
ای کماندار رہا ہی یہ ترا تیر نہین

بغل میں یار ہی اور جام مے بھر بھر کے پیتے ہیں
ہمارے ہاتھ میں ہی آفتاب اور ماہ پہلو میں

میں وہ ہون دشت پیما ذکر میرا گر کرے کوئی
پڑیں کانٹے زبانمیں آبلے پڑجائیں تالومیں

سمجھ کر دام تڑپے کیون نہ بلبل میرے بازو کی
کئی ہیں بال زلف یار کے تعویذ بازو میں

تو وہ خوش چشم ہی طفلی میں تیرا دل لبھانے کو
کیا کرتی تھی اکثر رقص پتلی چشم آہو میں

تسلسل اشک کا ہو جاے تسبیح سلیمانی
اگر روؤن میں یاد سرمہ چشم پریرو میں

اگر کعبہ بھی تم ہوتے کبھی سجدہ نکرتے ہم
بتو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنے قابو میں

جو خال چشم جانان دیدۂ انصاف سے دیکھے
ندامت کش یہ ہو ٹھہرے نہ پتلی چشم آہو میں

صفائی جسقدر اسمین ہی اوتنے پیچ ہین اوسمین
پھسل کر تیرے چہرے سے نگہ پھنستی ہی گیسو میں

جبین والفجر ہی واللیل گیسوے معنبر ہی
خط رخ سورہ یوسف ہی اونکے مصحف رو مین

تلین اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستو نکے
براے وزن ہون سنگ صنم اک سو ترازو میں

یہ سمجھا ہر منجم برج میزان مین قمر آیا
جو تل کیو اسطے بیٹھا کبھی وہ مہ ترازو مین

میں وہ ہون آبلہ پا روز محشر بھی آئی خواہش ہی
مرے اعمال کانٹے مین تلین سبکے ترازو مین

زمین جو میں نکالون آسمان سمجھیں اوسے شاعر
کہیں سب ماہ نو مصرع کہوں گر وصف ابرو میں

تری پاپوش گلگشت چمن کو ای صنم جائے
کہ تیری کفش کے گل ہین فزون پھولوں سے خوشبو مین

چھڑی پھولونکی ہی تلوار اثر سے دست گلگون کے
ہر اک گل سے زیادہ ہین سپر کے پھول خوشبو مین

کہیں مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہونچے
خدا کا نام لیکر نامہ باندھا بال آہو میں

جو ہیں خوش چشم اونھیں کیا احتیاج زیب و زینت ہی
کوئی سرمہ لگاتا ہی بھلا کب چشم آہو میں

کسی پری کی جدائی مین ہون یہ کاہیدہ
سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتے ہین جب
جو کعبے جاتے ہین تجانے سے کبھی اٹھکر
لکھین سمجھ کے گناہونکو کاتب اعمال
ذرا ہماری وفا دن پہ بیوفا تو نہ بھول

کہ لوگ شبہہ مردم گیاہ کرتے ہین
زمین کو نقش قدم سے سیاہ کرتے ہین
تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتے ہین
بشر تو کیا ہین فرشتے گناہ کرتے ہین
کہ ہفتہ دوست سے دو دنکی چاہ کرتے ہین

۹۶	بجائے تاج تو رکھ اپنے سر پہ داغ جنون وزیر آج تجھے بادشاہ کرتے ہین	۳۰

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اوس چشم جادو مین
اسیر و نکے لیے دانے تو ہین زنجیر گیسو مین
بجا ہی رہتے ہین تیوری سے بل جو اوسکی ابرو مین
وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سے
تجھے کیا طعن سے زاہد یہ اپنی اپنی قسمت ہی
نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتھ آتا ہی
اوبھنے سے مرے تو بیچ و تاب نے شانہ کھایا کس
حنائی ہاتھ سے شانہ نکیجے پیچ ہی اسمین
تجھے جب دیکھتے تھر شانہ بین چھٹین مین کہہ رکھیے
گرے قد مو نپہ مہندی اور دکھائی شبنم آئینہ

اشارے سے کرے گی رحم پتلی چشم آہو مین
ارے بیداد گر کیا اب بھی ہی تیغ ابرو مین
ہی آہو چشم کیونکر بل نہو ئین شاخ آہو مین
کرونگا سجدے اے قاتل تری محراب ابرو مین
کوئی سجدے کرے محراب مین اور کوئی ابرو مین
مہینے مین کہا کرتا ہون مصرع وصف ابرو مین
کرون کیا دل مرا اولجھا ہوا ہی تیرے گیسو مین
کف رنگین کی مچھلی پھنس نجائے دام گیسو مین
دل صد چاک سے ہوئیگا شانہ اسکے گیسو مین
کرے کنگھی چمن سے لیکے سنبل تیرے گیسو مین

دکھاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا
دہان زخم سے ہم واہ واہ کرتے ہین

بنایا مثل صبا ہمسکو ناتوانی نے
کنار باغ سے روزن کی راہ کرتے ہین

نکیون ہو سرمے یہ گردِ سپاہ کا دھوکا
مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتے ہین

چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ ای دربان
مگر وہ روزن در سے نگاہ کرتے ہین

یہ کسکے منہ سے جھڑتے پھول باتین کرنے مین
چمن کا غنچے یہ سب اشتباہ کرتے ہین

نہ آؤ خوش رہو جسبجا رہو مرے صاحب
ملو و یا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین

لکھی ہی حسن نے فارغخطی یہ خط نہ سمجھ
جو تل نکلتے ہین مہرن گواہ کرتے ہین

برنگ اشک نہین خوف دوری منزل
کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتے ہین

دلا دلا کے کسی بت کی یاد کرتے ہین قتل
مدام راہ زنی سنگِ راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہون فریاد میری سن سن کر
چٹک کے غنچہ یہ گل آہ آہ کرتے ہین

ہمارے خون کی گواہی کو جاتے ہین جو وہان
قبول اپنی شہادت گواہ کرتے ہین

جو دیکھے سرو تو ای گل ہوا مجھے ثابت
ترے فراق مین گلشن بھی آہ کرتے ہین

مزا فرشتون سے پوچھو آدمی کے چاہنے کا
کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتے ہین

نہین ہی تجھسے ہمین کچھ بھی ای فلک شکوہ
ستم جو کرتے ہین یہ سنگ راہ کرتے ہین

ذرا سے جرم پہ جھانکے کنوین فرشتون نے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین

جنون ہی سینے سے آنکھو نمین آمد آمد دل
مژہ کے خار کو اب فرش راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہین گلشن قفس کو ہم کردین
کہ پھول جھڑتے ہین جسوقت آہ کرتے ہین

روے روشن سرخ رو ہی زلف پیچان و سیاہ
مژدہ ای بلبل کہ آپہونچاہی صیاد بہار
پھرتے ہین ہستی مین مکیش گرد پرانونکی طرح
ہو جواب تخت سلیمان تختۂ تابوت ہی
جس زمین پر پاؤن رکھون وہ زمین شعر ہو
یار کی جانب جو دیکھین یہ صیبت ہی صبا
دیکھ لے گلزار عالم مین ہی کم ظالم کو عیش
کردیا زندان کو گلشن مین وہ ہون رنگین خیال
اپنے پاؤن کبھی ہم ای ضعف شرمندہ نہین

منہ یہ کہدون فرق جو ہی کافر و دیندار مین
بجھ گئے گلدام مرج بوے گل گلزار مین
ہی خم می شمع روشن خانۂ خمار مین
سو رہا ہون اک پری کے سایۂ دیوار مین
مثل خامہ نقش پا میرے ہین اشعار مین
خاک میری ڈال دینا دیدۂ اغیار مین
پھول کتنے ہین سپر مین ایک پھل تلوار مین
آشیان بلبل نے باندھا روزن دیوار مین
جب خود رفتہ ہوے جا پہونچے کوے یار مین

۹۵	وہ پریرو حور سے بہتر کہین ہی ای وزیر ناز مین انداز مین رفتار مین گفتار مین	۲۹

اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین
ثواب جانکے زاہد گناہ کرتے ہین
تو وہ ہی گل کہ جو تجھپر نگاہ کرتے ہین
حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتے ہین
اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتے ہین
لگا کے سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتے ہین

ہمارے دلمین وہ در پردہ راہ کرتے ہین
ہی دل بھی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتے ہین
شکست رنگ سے گل واہ واہ کرتے ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کے ماہ کرتے ہین
کبھی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتے ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتے ہین

پاؤن پر مہندی گرے گر تو گرے جانیکا عزم
خوبرو بےتقید رہو جائین اگر ہون ہرزہ گرد
اوسنے دروازہ کیا تھا بند اگر ای تیر آہ
سلسلہ رکھتا ہی میرا کفر کچھ اسلام سے
یاد مین اک بت کے جب بہنے لگا دریاے اشک
ای صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
ہاتھ منہ پر رکھکے وہ بت کھل کھلا کر ہنس پڑا
اور قاصد سے نہ خط مجھ دل جلے کا جائیگا
شمع کشتہ جنبش دامن سے روشن ہو گئی
رات تو ہوتی ہی بھاری مردم بیمار کو
جوہرون پر اوسکے ہو جاتا ہی موجونکا گمان
کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے
چشم کی گردش مین ہی اب دشت پیمائی کا رنج
کیون نہ ٹانکی فصل گل مین ٹوٹین ای وحشت کہ ہی
چبھ گیا کانٹا فلک کے پاہ نو اسکو نہ جان
غیر کے دلمین بھی اب رہنے لگی ہی یاد دوست
میری گردنمین گریبان طوق قمری بن گیا

گل کہین نالے شکست رنگ سے گلزار مین
پھول دو دو کوڑیکے ہون جائین اگر بازار مین
سیکڑون روزن بنانے تھے تجھے دیوار مین
ہین کئی تسبیح کے دانے مری زنار مین
موج کا عالم نظر آیا مری نار مین
دین ہین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین
مل گئے موتی سے دندان معتیا کے ہار مین
نامہ باندھا ہین نے بال مرغ آتشخوار مین
کسقدر ای جان گرمی ہی تری رفتار مین
کیون سبک ہو نمین سیہ بختی سے چشم یار مین
کسقدر ہی آب ای قاتل تری تلوار مین
عشق پیچان بن گئی کنگھی ترے گلزار مین
اشک گویا آبلے ہین ہر مژہ کے خار مین
جیب کے تارونسے بخیہ زخم دامندار مین
یہ بھی ساتھ اپنے پھر اتھا وادی پر خار مین
کیون نہ کھاؤن خار مین ہی نکہت گل خار مین
سر جھکا یا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

آسیا ہی ہمین وہ گردش چشم		یعنی ہم اوسپہ بسپا کرتے ہین
جستجو مین تری او صیاد فگن		طائر رنگ اوڑا کرتے ہین
صدقے ہونے کو تری ابرو کے		صورت چشم پھرا کرتے ہین
نقد دل دے کے لڑتے ہین ہم آنکھ		قصے یون مول لیا کرتے ہین
سب اونھین کہتے ہین رشک ادریس		تیرے کپڑے جو سیا کرتے ہین
کو ہی زنار پہنتے ہین ہم		بت عبث دھاگے دیا کرتے ہین
سنکے بیتین مری ہوتا ہی جنون		نکتہ چین تنکے چنا کرتے ہین
ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے		ایسے ہم مول لیا کرتے ہین
کسی دل سوختہ کو ٹھکرایا		کہتے ہو تلوے جلا کرتے ہین
رشک ہی بات نہ قاتل سے کرے		دہن زخم سیا کرتے ہین

۹۴	دیکھنے پاتے نہ تھے جنکو وزیر اب وہ آنکھون مین رہا کرتے ہین	۳۲

کسقدر ہی فرق یوسف مین اور اپنے یار مین		گھر خریدار اسکے آئین وہ بکے بازار مین
آنکھ اوٹھا کر جسنے دیکھا مجکو وہ نالان ہوا		تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کے تار مین
تھی جو یاد زلف و رخ تو خط مین بھی مین نے لکھیں		خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین
سنگ طفلان کھا چکے لیچل سو صحرا جنون		سیکڑون پتھر پڑے ہین دامن کہسار مین
عشق گلرویان ہمین بلبل نہین ہی رضی		ہی خط تقدیر بھی لکھا خط گلزار مین

ہو غنی بوسۂ لب دے ڈالو		ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین
جنس دل جانچ کے لیتے ہین یہ شوخ		نظرون مین تول لیا کرتے ہین
عاشق اوس سرو کے ہین کیا صوفی		ذکر قمری جو کیا کرتے ہین
کوے قاتل کا یہ قاصد ہی پتا	قطعہ	نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
پڑے رہتے ہین خطون کے پر نرے		پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین
تیری زلفون سے اوسے کیا نسبت		مشک کہتے ہین خطا کرتے ہین
نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے		چاہ یوسف مین رہا کرتے ہین
مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ		میرے زخمون کو ہرا کرتے ہین
اوسکا خط دیکھتے ہین جب صیاد		طوطے ہاتھون کے اوڑا کرتے ہین
ہی وہ بازار مرے یوسف کا		مشتری جس مین بکا کرتے ہین
صبح کو ہم عوض آئینہ		منہ ترا دیکھ لیا کرتے ہین

۹۳	کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر دہن زخم ہنسا کرتے ہین	۱۵

ستم ایجاد جفا کرتے ہین		ستم ایجاد کیا کرتے ہین
جو ترے کوچے سے آجاتا ہی		پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین
دو زبانون سے سدا مار سیاہ		صفت زلف دوتا کرتے ہین
زلف کو کالی بلا کہتے ہین غیر		ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

بس دلا ضبط فغان کر کہ بہت رنج دیے — کوئی دم شاد کن خاطر یاران ہون مین
اپنے جامے سے ہون باہر دم جوش گریہ — یہ نہو مجھسے کہ منت کش داماں ہون مین
ہند مین ہوئے نہ برباد مرا مشت غبار — ای خدا خاک در شاہ شہیدان ہونہین
ای فلک اب تو شب وصل کا ہونا معلوم — صبح محشر کیطرح چاک گریبان ہونہین
استخوان کا مرے سوفار بنایا اوس نے — جاے گریہ ہی کہ اسطرح سے خندان ہونہین
کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسے ہی اللہ اللہ — اتنی تقصیر ہوی ہی کہ مسلمان ہونہین
کیون ہوا ہونہین تیرے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے — نہ تو دامن ہون ہین قاتل نہ گریبان ہونہین
کیا اک بات مین تسخیر پریزادون کو — زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہونہین

۹۲	میرے شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر کیا ہی پروا نہ اگر صاحب دیوان ہونہین	۱۹

وصف اک گل کا کیا کرتے ہین — منہ سے یان پھول جھڑا کرتے ہین
ذبح کرنا تو ہمین ای صیاد — یہ نکہنا کہ رہا کرتے ہین
اپنے گلزار محبت مین صبا — ہوش بلبل کے اوڑا کرتے ہین
کھول دیتا ہی تصور در یار — آنکھہ جب بند کیا کرتے ہین
یہ ترے عہد مین ہی ظلم کی رسم — نیمچے خون مین بجھا کرتے ہین
سن لین کافر جو ہون گوش شنوا — سارے بت حمد خدا کرتے ہین
کبھی ہوتی ہی جدا اون سے رنجش — آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

کہتے ہین لامکان جسے ہی فنائے ذات	دونون جہان ہین حلقہ زلف دوتائے دل

راحت گئی اگر تو گیا رنج سے گذر
خالی رہے وزیر نہ مہمان سے اے دل

جسکا کھٹکا تھا وہی آیا ہی غارتگر گل	ہوگئے غش گرنے لگے خاک پہ گل بر سر گل

۹۱ ردیف نون ۲۱

اے بتو شیفتہ کاکل پیچان ہون مین	آج سر حلقہ زنار پرستان ہون مین
مین جو کافر ہوا تو ضد سے مسلمان ہوا	اب تو کافر ہو تو پھر ضد سے مسلمان ہون مین
جلد یارب کہین پھر جائے گلے پر خنجر	دیر سے منتظر جنبش مژگان ہون مین
کیا محبت ہی جو چھیڑے اوسے ضد ہو مجھے	وان جو ہو زلف مین کنگھی تو پریشان ہون مین
دوسرے تیسرے تلوار کا پانی دینا	ہر گل زخم سے قاتل چمنستان ہون مین
ناتوانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ	اے اجل آ کہ لب گور سے نالان ہون مین
کیا خالق نے قد عاشق و معشوق مین فرق	یار ہی سرو روان سرو چراغان ہون مین
کب یہ کہتا ہون کہ گل ہو کے رہون گلشن مین	کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین
شکل سوفار جدا لب سے رہے لب یارب	یادن تعز سر جدائی مین جو خندان ہون مین
شور محشر ہوا بدنام فغان ہونے کی	باعث برہمی بزم خموشان ہون مین
چاہیے تھا ہی یوسف سے زلیخا کہتی	تو رہا قید سے ہو قابل زندان ہون مین
آدمیت تری دیکھے تو ٹھہر جائے دم	یہ تمنا ہو پری کو بھی کہ انسان ہون مین

پہلو مین میرے دیکھے جو پیکان بجای دل
میری طرح کہے لب سوفار ہائے دل

ہر عضو تن کو درد محبت بنائے دل
وہ نی ہون بند بند سے آئے صدائے دل

ای حور اپنا جذب جو تجکو دکھائے دل
جنت سے چار باغ عناصر مین لائے دل

پائے نگاہ یار پھسلتا ہی بار بار
پیدا اگر سے نہ گرد کدورت صفائے دل

دکھلا رہی ہی شعلۂ آواز برق طور
کیا لحن ترانون یہ ہی بانگ درائے دل

جوبن ہی آج کر لو جگہ دل مین کتنے ہین
کل ڈھونڈتے پھروگے کدھر ہی سرائے دل

کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجت روا اسے
کعبے کا ہو غلاف جو اوترے قبائے دل

یہ سات آسمان جو دن رات پھرتے ہین
ہین گرد باد وادی بے انتہائے دل

جانا ہی سہل کوچۂ گیسوے یار مین
دست دعائے عاشق مضطر ہی پائے دل

اک تار آستین ہین یہ نہ اطلس سپہر
دامان حشر سایۂ جیب قبائے دل

گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندھ گئی
آئی شکست رنگ چمن سے صدائے دل

ساقی یہ جام آپ چلے سوے میکدہ
دست سبو کی طرح سے پیدا ہو پائے دل

بہنے لگے ہین چشم دل مضطرب سے اشک
دانے اوگل رہی ہی مری آسیائے دل

بیتابیون سے رات پھرا جو ادھر اودھر
داغ درون سینہ بنے نقش پائے دل

آنکھین لہو بہائین جو ساغر سے می گرے
شیشہ جو گر پڑے تو مرا ٹوٹ جائے دل

کشتے کو میری تیغ کے لائی ہی گھاٹ پر
ای دوست وہ ہی باد مخالف ہوائے دل

پیسی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سیکھ گئی آسیائے دل

مقصد بر آئے سیا لنسے لی تیغ یار نے — او ترا غلاف کعبہ حاجت ردائے دل

آتی ہی اونکے کوچۂ گیسو سے یہ صدا — آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرائے دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا — وسعت نثار تجھپہ ہو اتی تنگنائے دل

بو ہوکے گل مین کیا دل بلبل سما گیا — توڑا کسی نے پھول تو آئی صدائے دل

جانا پری رخون مین بلا کا ہی سامنا — قاصد ٹھہر کہ ساتھ کرون مین دعائے دل

مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہون صاف — آئے غبار اگر نہ چھپائے صفائے دل

دنیا کو چھوڑ دے سگ دنیا کیواسطے — یہ استخوان پسند کرے کب ہمائے دل

بنکر پیالہ ہو لب میگون سے آشنا — ساقی ملا کے خاک مین دیکھے صفائے دل

جگر مین ایک آہ سے ہی گرد باد جسم — اللہ رے زور شور ترے ای ہوائے دل

رہتے ہین گرد اونکے ہوادار کے رقیب — اب شمع زندگی کو بجھادے ہوائے دل

ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتے ہین — تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنائے دل

مین سبز بخت دل کے تڑپنے سے مر گیا — چھاتی پہ مونگ دلنے لگی آسیائے دل

کاہیدہ ہو ریاضت باطن سے جسم اگر — لیجائے سوئے خلد اڑا کر ہوائے دل

۹۰	عزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر باخلق آشنا نشود آشنائے دل	۷۱

ہی عرش آستانۂ دولتسرائے دل — اللہ رے رتبہ حرم کبریائے دل

بھنتا ہی کیا کباب کے مانند ہائے دل — خونبار ہی جو نالۂ درد آشنائے دل

ہون جو شاعر دل گم گشتہ کا یون حال کہا		پڑھ دیا آگے ترے مصرع بیدل قاتل
ضد یہ عاشق سے ہی گلزار مین پھولونکی عوض		توڑے گا غنچۂ منقار عنادل قاتل
دل مین ہی عشق ترا یاد تری غم ترا		رہرون سے ہوی آباد یہ منزل قاتل
تھی بسمل پہ پھڑک جاتا ہی تلوار کا دم		ڈھال سے آتی ہی آواز جلا جل قاتل
کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھے چین		دشمن جان ہی تری طرح جگر دل قاتل
جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دے		بیڑیان پاؤن کی کاٹے یہ سلاسل قاتل
کھینچے تلوار تو ہو جاے دو چندان جوبن		تیغ خم گشتہ ہلالی ہے کامل قاتل
سر سے سینے مین اوتر آے جگر سے دل مین		تیری تلوار کرے قطع منازل قاتل
پاؤن گر خانۂ زنجیر سے باہر رکھون		رگ پا بنکے لپٹ جاے سلاسل قاتل
کب پھڑکتا تھا ترا دست حنائی ایسا		طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل
چار آئینہ عناصر کا اوتارون بھی کون		زخم کھانا مجھے ہو جائیگا مشکل قاتل
یہ پیالہ ہی بنا گردش کردی سے		دم شمشیر سے اوڑ جاے مرا دل قاتل

۸۹	زار ایسا غم بیتابی دل سے ہی وزیر بنگیا ہی نگہ دیدۂ بسمل قاتل	۱۷

نالان فراق دل مین ہی ماتم سرا دل		سینے سے آرہی ہی صدا ہا ہاے دل
ایسا کیا ہی تذکرہ نالہاے دل		آنے لگی زبان سے ہماری صداے دل
حاضر ہی لیجیے یہ اگر کام آے دل		کچھ اور پاس ہم نہین رکھتے سواے دل

جان دیں کیونکہ مرین عاشقِ جانباز ان پر
تیغ خون ریز پری ہی حور شمائل قاتل

ضعف ہی جائینگی کیا خون کی چھینٹیں اڑکر
آستین کا ہی تری کوس انھیں منزل قاتل

پاؤن رکھا جو حنائی تو یہ تھوکے گا لہو
دہن زخم بنے گا لبِ ساحل قاتل

پھیر دے گردن عشاق پہ مقتل مین چھری
رقص بسمل ہی کے قابل ہی یہ محفل قاتل

تونے زلفِ عرق آلود دکھائی جو مجھے
مار آبی نظر آئی یہ سلاسل قاتل

جاے کوچے مین رگ گل ہی کے پھینکو کسی سمت
ناوکو نہین ہو جو ہر پاے عنادل قاتل

اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلی
خاک ہو جاے ستمگر تو بنے گل قاتل

دانت پر تونے لگائی نہین تیغ پر آب
آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل

پی گیا مین دہن زخم سے پانی ایسا
ہو زبان تیغ کے مثل لب ساحل قاتل

کیا تری تیغ نے جوہر کا چمن دکھلایا
آشیانون سے نکل آے عنادل قاتل

سخت جان ہو مین مری گردن پہ چھری پھیر آکر
تیز کرنے کے لیے خوب ہی یہ سل قاتل

نیک ساعت سے چلی تھی یہ تری تیغ دوسر
سر تک آئی مرے پونہچی سر منزل قاتل

۸۸	بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہی **وزیر** دہن زخم سے ہم کہتے ہین قاتل قاتل	۱۶

دل ترا قتل پہ کیونکر نہو مائل قاتل
آب شمشیر عناصر مین ہی داخل قاتل

ہی بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا
خون لگا لے تو شہیدونمین ہو داخل قاتل

عید قربان ہی یہی دن تو ہی قربانی کا
آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

کیا ہم رسن چاہ گلستان سے بندھے تھے
بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
ہوتے ہین خجالت سے سفید آب کے آگے
کیا دیکھون بہار شفق شام غریبان
برسون گل خورشید و گل ماہ کو دیکھا
بلبل کے لبھانے کو نیا راگ ہین لائے
کوچے مین رگ گل کے کرو شوق سے گلگشت
جو بھی کو سوم سمجھین اگر پھول دکھین پائین
پیارے ہو سبک وزن ہین قیمت مین گران ہو
ہین صبح شہادت کے گریبان کیطرح چاک
ارباب تعلق کا تعلق نہین جاتا

جب فصل بہار آئی ہوئی زخم رسن پھول
پتے ہین اگر برگ تو ہین پھول کرن پھول
چاندی کے ہوے جاتے ہین سونے کی کرن پھول
یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بے صبح وطن پھول
تازہ کوئی دکھلائے ہمین چرخ کہن پھول
لو رام کلی گانے لگے بنکے دہن پھول
بالیدہ ہین ایسے کہ فضا مین ہین چمن پھول
مرجائین مگر پہنین نہ دولھا نہ دولھن پھول
نظروں مین تمھین تول لیا ہی یہ بدن پھول
کیا مانک کے لائے ہین شہیدون کی کفن پھول
مرنے پہ بھی درکار ہی کافور کفن پھول

۸۷	گلریز ہی کیا کلک وزیر اب دم تحریر پیدا تو کرے ایسی بھلا شاخ سمن پھول	۱۷

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل
کیون نہ انگشت شہادت سے ہون بسمل قاتل
دست نازک کی نزاکت جو سبرے دیکھی
جی مین آتا ہی تری تیغ کو دل مین رکھ لو

دہن زخم پکار اٹھے قاتل قاتل
تیر دستی ہین نہین تیرے انامل قاتل
ایسی ہیٹی کہ ہتیلی کا بنی تل قاتل
ایسی لیلی کو بھی چاہیے محمل قاتل

کیونکر نہ جھڑین منہ سے ترے وقت سخن پھول | چپ رہنے مین غنچہ ہی تو ہنسنے مین ہین پھول

مستانہ بہار آئی ہی لا مشفق مین پھول | ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول

نظرون سے گرون مین تو وہ آنکھونسے اٹھائین | کیا ضعف سے مثل گل بازی ہی بدن پھول

پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پر | توڑے گا مگر آنکھ کے ڈھیلے سے ہرن پھول

شاخونسے گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالے | چلدین نہ کہین کود کے دیوار چمن پھول

آئے جو صبا کوچۂ گیسو سے چمن مین | بنجائین ابھی نافۂ آہوے ختن پھول

پرتو سے گل رخ کے ہوا روغن گل تیل | جھڑتے ہین چراغونسے اجی سیکڑون من پھول

کیا گڑگئی تھی آنکھ کسی گل پہ تمھاری | کیون سونگھتے ہین باغمین آکے ہرن پھول

دیکھا ہی جو بلبل نے ترے نقش قدم کو | نظرونسے گرے جاتے ہین ای رشک چمن پھول

پھبتی ہی نئی رخکو کہون پھولونکی ڈالی | گل عارض گلگون ہی دہن پھول ذقن پھول

جسطرح کنوین مین کوئی گرنیکا کرے عزم | یون دیکھتے ہین یار سوی چاہ ذقن پھول

سودے نے تری زلف کے کس پیچمین ڈالا | دھاگے سے چھٹے تو ہوے مشتاق رسن پھول

آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتے ہو نرگس | کیا سحر سے بنجاتے ہین ای جان ہرن پھول

آتی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری | اب وحشت مین شاخونسے نکالینگے ہرن پھول

گرتی جو تری برق نگہ خرمن گل پر | جلتے دل بلبل کیطرح سیکڑون من پھول

پڑجائے ترے روے مخطط کا اگر عکس | پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پھول

ای حب وطن کہتے ہین غربت مین یہ رو کر | نظرونمین ہین خار چمنستان وطن پھول

سیلا ہوا نگاہ سے تیرے بدن کا رنگ
ایسا لطیف کب ہی گل و یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر
کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سے نگاہ کے اللہ رے نازکی
نیلو فری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سے
لاتا ہی رنگ روز ہمارے بدن کا رنگ

جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح
کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب ردا سے شفق مین ہی
یا ہی حجاب تن ترے پیرہن کا رنگ

ہوئے حنائی رکھے برہنہ جو کوی پاون
فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم سہیل کو
آتا ہی یاد جبکہ کسی کے ذقن کا رنگ

ای گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان
گلگون ترے شہید کے کیا ہی کفن کا رنگ

چہرے پہ تیرے آنکھین تری کیون نہو سیاہ
ہوتا ہی آفتاب سے کالا ہرن کا رنگ

او ترانہ زہر افعی گیسوے عنبرین
نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بھلا وزیر
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنے دہن کا رنگ

دیکھ بے بادہ کیا ہی اپنا رنگ
رحم ای آسمان مینا رنگ

زور دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ
واہ وا ای جہان رنگا رنگ

ہو گئے ضعف سے سبک ایسے
لے اوڑا ہمکو بھی ہمارا رنگ

وہ دل لگا کے سنین داستان کہ صورت
بیان کیجیے اس حسن سے فسانۂ عشق

وزیر تخم محبت کو دل مین بو لیجیے
زمین وہ شور ہی جسمین اوگے نہ دانۂ عشق

۸۴ ردیف کاف عربی ۱۰

پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہی ایک
جل گیا جو نخل اوسکو برق اور باران ہی ایک

دیکھنے دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہاے
ہو نہین وہ محروم جسکو وصل اور ہجران ہی ایک

ناتوانی سے ترے بیمار کے رخسار پر
سیلی دست ستم اور سایۂ مژگان ہی ایک

پیرہن مین یون بدن ہی جسطرح تنمین روح
چشم بد دور اب لطافت مین وہ جسم و جان ہی ایک

ماہ سے تشبیہ پھر تجکو نکیونکر دیجیے
چاندنی اور سایہ تیرا اے مہ تابان ہی ایک

آپ سے بہتر کے آگے خودنمائی ہی زبون
روبروے مہر ماہ و ابر بے باران ہی ایک

چاہیے ہنسکر چھڑکنا اے لب جانان نمک
آتش غم سے کباب اور یہ دل سوزان ہی ایک

عاشقون کے آگے مشرک اے بت یکتا ہو نہین
گر کہو نہین حسن مین تو اور مہ کنعان ہی ایک

سیکڑون طوطی زبان ہین یان اسیر دام غم
خانۂ صیاد اور یہ گنبد گردان ہی ایک

ایک ہی یہ نور ہی دلمین ہر اک کے جلوہ گر
شیشے ہین لاکھون پری سب مین دلے پنہان ہی ایک

ولہ

گذرا فلک سے پار گیا لامکان تلک
او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک

۸۵ ردیف کاف فارسی ۱۳

ظاہر ترے گلے سے ہی رنگین سخن کا رنگ
کیا صاف پیرہن سے عیان ہی بدن کا رنگ

بس ایک ہاتھ مین دو ہو کے مین زمین پہ گرا
قضا جو آئی ادا ہو گیا دوگانہ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم
مگر ہی سرمے کا دنبالہ تازیانہ عشق

جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر
شرر فشان جو ہوا سنگ آستانہ عشق

ہو خانہ صدف دل نہ کسطرح پر نور
کہ آپ ہی گہر شب چراغ دانہ عشق

بتو خدا نے کہا فی السماء رزقکم آپ
ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سے دانہ عشق

یہ سچ مثل ہی بتو سبکا ہی خدا رزاق
نصیب طائر دل ہی ازل سے دانہ عشق

جو خال بنکے خط رخ مین دل رہے میرا
کہو نمین خرمن مہ مین ملا یا دانہ عشق

صداے ماتم دل سنکے خوش وہ ہوتے ہین
نواے سینہ زنی ہی کہ شادیانہ عشق

جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایک نہ سن
کہ لن ترانی محبوب ہی ترانہ عشق

نقاب اودہر وہ اوٹھائین ادہر مین آہ کرون
سمند حسن پہ پڑ جاے تازیانہ عشق

جو تو لیے اسے کونین کی ترازو مین
گران ہو وزن مین نہ آسیا سے دانہ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد پستان کی
حباب حسن بنے ہین چراغ خانہ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتے ہین
سرشک دیدہ تر ہی در یگانہ عشق

ہی میرے دل کیطرح اس سے یہ پریشان حال
ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانہ عشق

چڑھا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا اسرار
جدا ہی خانہ عالم سے کارخانہ عشق

خدا کا گھر ہو جو ٹوٹے جہاد نفس سے دل
خراب ہو تو بنے لامکان خیانہ عشق

کسیکی ابرو پر خم کا دھیان رہتا ہی
ہمارا کعبہ دل ہی سیاہ خانہ عشق

ہم بھی لپٹے جاتے ہین دلبر سے مثل گرد راہ
ناز سے دیکھا تو ہوتا پھر کے دامان کیطرف

بعد مردن ہر وصیت بس یہی اے دوستو
قبر مین منہ پھیر دینا کوی جانان کیطرف

آئیو دامن اوٹھائے مدفن عشاق پر
ہاتھ لیجائے نہ کوئی تیرے دامان کیطرف

میری جانب یون وہ کرتا ہی حقارت سے نگاہ
کوی ہندو جسطرح دیکھے مسلمان کیطرف

سبزۂ بیگانہ مین پاتے ہین کچھ اپنا سا حال
آنکلتے ہین جو اے بلبل گلستان کیطرف

دیکھنا تاثیر گریہ کر دیا لبریز آب
رو کے جب دیکھا کسی چاہ زنخدان کیطرف

ہی اگر منظور لطف برق و باران دیکھنا
دیکھیے ہنس ہنس کے میری چشم گریان کیطرف

غمزدہ جیسے کنوین مین گرنے کا رکھتا ہو عزم
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہ زنخدان کیطرف

ہو کے غافل اس ادب سے ہم نہ سوتے اے وزیر
پاؤن ہو جائین نہ اپنے کوی جانان کیطرف

۸۳	ردیف قاف	۲۶

خدا نما ہی بت سنگ آستانۂ عشق
چلو نگاہ پاے نگہ بن کے سوے خانۂ عشق

نہ کم ہون سکۂ داغ دل یگانۂ عشق
بھرا پرا رہے یارب سدا خزانۂ عشق

جبین قیس سے ہے سنگ آستانۂ عشق
جنون ہی خیمۂ لیلی سیاہ خانۂ عشق

مدام دل مین رہے داغ الفت ساقی
نہ بیچراغ ہو یارب شرابخانۂ عشق

یہ محفل طرب حسن ہی نہین مقتل
صدا گلوے بریدہ کی ہی ترانۂ عشق

یہ کہکے پھرتی ہی دن رات آسیای فلک
ملے تو خرمن مہ دے کے لون مین دانۂ عشق

ہی آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خم فلک ہی سبوے شرابخانۂ عشق

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ میں رخسار یوسف سے ہے اور روشن چراغ

سوز غم سے بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبوں کی لحد پر یوں ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو میں رکھتا ہی فروغ
طاق کعبہ میں نظر آتا ہی یار وشن چراغ

اژدہا بتی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان
کفچۂ مار سیہ فرقت میں ہی روشن چراغ

گر میان کرتا ہی پروانوں سے جب وہ شمع رو
مثل شعلہ رشک سے سر دھنتے ہیں روشن چراغ

حلقۂ گیسو سے افشان رخ کی دیکھی سوز و جل
دنکو ملک شام میں آئے نظر روشن چراغ

تم جب بے پردہ دکھاؤ گے عذار آتشین
پردۂ فانوس میں چھپ جائیگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کے تل کا تھا مجھے جانسوز عشق
ہوں سر مدفن بھی میٹھی تیل سے روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سے جلگیا ہوں ای وزیر
اس سے میرے عرس میں کرتے ہیں سب روشن چراغ

پھولوں سے تیرے ہجر میں ہی داغدار باغ
طاؤس بن کے نالے کرے گا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سے یہ رشک ہزار باغ
پھولا پھلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکھاؤ اگر ابروؤں کی تم
شاخ دو تا کے صدقے کرے ذوالفقار باغ

۸۲	ردیف فا	۱۲

دیکھ ادب آ کر مرا کو رغریبان کی طرف
قبلہ رو میں پاؤں سر ہی کوی جانان کیطرف

دونوں ہاتھ اپنے نہیں بیکار ای دست جنون
ایک دامن کیطرف ہی اک گریبان کیطرف

قید یوسف کو کیا پر تھا زلیخا کو نہ چین
نالے کرتی تھی وہ جا جا کے زندان کیطرف

کیا فروغ عارض پر نور ہی نام خدا
داغ چیچک کے بنے ہین ہای بت پرفن چراغ

دانت مسی ملنے مین چمکے دہان تنگ سے
یا شبستان عدم مین ہو گئے روشن چراغ

کیا حرارت ہی ترے مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی بتی بنی ہی شعلہ زخم تن چراغ

گو چہ زخم سیہ بختان مین کھاتا ٹھوکرین
جوہرون سے گر نرکھتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی ای شعلہ رو
جل بجھے غیرت سے گر دیکھے ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانہ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتے ہی کرنے لگا شیون چراغ

یون مرے موئے سپید سر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح بے نور ہون روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سے دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہو جو ن بعد مرگ بھی
بنگیا ہی صاف ہر اک رخنہ مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلے مین اوسکے ای کلال
گر بنا تو لیکے خاک وادی ایمن چراغ

عشق لف خانہ برباد آیا کھینچون آہ گرم
کالی آندھی آگئی جلدی کرو روشن چراغ

سبزہ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین
یا لیے ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چھپ گیا جب پھول تو نمین کوئی ای عندلیب
ہم یہ سمجھے ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

۸۱	داغ عشق شعلہ رویان پھونک دیگا ای وزیر اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ	۱۱

اشتعال آتش غم سے ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یاروشن چراغ

دیکھتا ہون سارے عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین | سب عاشقون مین چاہیے توقیر پاے شمع
زنہار بزم مین نہ ٹھہرتی ترے حضور | ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پاے شمع
دیکھے اگر وہ روشنی نقش پاے یار | کرنے لگے پتنگ بھی تحقیر پاے شمع
کچھ ساق یار سے جو کرے ہمسری تو دود | ہر لطمۂ صبا سے ہو زنجیر پاے شمع
شب عذر لنگ کرکے نہ اوس بزم سے ہٹا | اللہ ری عقل و فطرت و تزویر پاے شمع
ہی گرم وصف پاے نگارین جو بزم مین | منظور کیا ہی یار کو تحقیر پاے شمع
پروانہ رات مر کے لگن مین جو رہگیا | لوح مزار بنگیا گلگیر پاے شمع
زلف دراز چلنے مین لپٹی ہی ساق سے | ایماہ یاکہ شب ہوی زنجیر پاے شمع
ثابت قدم وہ ہون کہ لکھا ہی جو وصف پا | ہر سطر مین ہی عالم تصویر پاے شمع

ولہ

روبرو تیرے کہان وہ رونق بازار شمع | ہوگئی کافور ای مہ گرمی بازار شمع

۸۰ | ردیف غین معجمہ | ۱۹

سوز غم سے یان جلا کرتے ہین بے روغن چراغ | بنگئے ہین مو فتیلے و اعضاے تن چراغ
یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ | آنکھ دکھلاتا ہی شب بھر صورت رہزن چراغ
چین گیسو سے نمایان یون ہی عارض کا فروغ | شام کو جسطرح سے کردے کوئی روشن چراغ
کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہی | افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ
ہو جنون دیکھے جو اوسکے آتشین رخ کا فروغ | چاک کرڈالے حریر شعلہ کا دامن چراغ

تھا ہمدم کو جو سوز و گداز عشق کا
شام سے رو رہا تا صبح میں دل تنگ و شمع

جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا
روئے شب کو دیکھکر فانوس مینا رنگ و شمع

ہجر کی شب کاروان اشک کے ہمراہ تھے
نالہ و لخت دل سوزان برنگ زنگ و شمع

لڑکے ہاتھ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا
وصل کی وہ رات یاد آتی ہے اور وہ جنگ و شمع

۷۹

کھینچتا تصویر اگر مجھ دل جلے کی اے وزیر
سوز میں پھر ایک ہوتا خامۂ ارژنگ و شمع

۲۰

ہو مثل شمع طور جو تنویر پائے شمع
اون پاؤن کے نہ آگے ہو توقیر پائے شمع

ثابت ہوئی ہے کون سی تقصیر پائے شمع
جو موج اشک بنگئی زنجیر پائے شمع

کیونکر ہو تیری ساق بلوریں کا ہمسے وصف
کب ہو سکے پتنگ سے تقریر پائے شمع

رتبہ ہے آگے شمعون کے یون پائے یار کا
پروانون میں ہے جیسے کہ توقیر پائے شمع

پہنچا ہے اب تو شعلۂ سر اوسکے پاؤن تک
اے اشک شمع کیجیو تدبیر پائے شمع

لغزش قدم کو کچھہ نہوئی سر کٹا دیا
رکھتے ہیں اپنے پاؤن بھی تاثیر پائے شمع

رکھنا قدم جو بزم میں تیری گناہ ہے
سر کو نہ کاٹ چاہیے تعزیر پائے شمع

ہمتو قدم نہ رکھہ سکیں اور وہ ہو بزم میں
بہتر ہے اپنے پاؤن سے تقدیر پائے شمع

یہ آرزو ہے پاؤن ترا کر کے روبرو
کچھہ کرتے ہم پتنگ سے تقریر پائے شمع

دیتا ہے اپنی جان عبث جلکے اے پتنگ
لے سیکھہ شمعدان سے تسخیر پائے شمع

دل جلتے جلتے سینے میں کچھہ بچ رہا جو ہے
کھینچی ہے سوز عشق نے تصویر پائے شمع

بے ترے پرولے بھاگین مرغ وحشی کی طرح
اوس بھبوکے کو اگر دیکھے قبا پہنے ہوے
دلکو کر خالی خدا تا بخشے اپنا داغ عشق
مثل فانوس خیالی وہ بھی گردش مین رہے
ہون کسیکی چشم مست و روے روشن کا شہید
کیون نہ مین دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکھکر
ایسی تاریکی شب فرقت کی ہی ملتا نہین
گر نہ موج اشک کی زنجیر سے پابند ہو

گو دکھائے آنسوؤن سے اپنے آب و دانہ شمع
جائے فانوس پھاڑے بصورت دیوانہ شمع
جب نہو کوئی جلائے آپ صاحب خانہ شمع
ہون وہ سرگردان سنے میرا اگر افسانہ شمع
میری تربت پر چڑھانا چاہیے پیمانہ شمع
جاے مشعل منہ مین رکھتا ہی سگ جانانہ شمع
ڈھونڈتی پھرتی ہی کاشانہ مرا کورانہ شمع
بے ترے محفل سے بھاگے صورت دیوانہ شمع

۷۸	آتش غم بعد مردن اپنے کام آئے **وزیر** استخوان میرے جلائے جان کر جانانہ شمع	۱۲

ہی یہ دو دن بزم می ساقی و مطرب چنگ و شمع
ہون کسیکی فندق و ساعد کا مین یارو شہید
روشنی خط سے ہوی زائل نہ روے یار کی
شمع کا مثل چراغ صبح تھا کافور رنگ
اشک کا قطرہ کبھی گرتا نہین کیا ضبط ہی
چشم سرخ و دل نالان و داغ پاس ہین
مثل پروانہ جلین کیون نہ اہل بزم کے

ایکدن چھاتی ہی اور بالین ہی اور ہی سنگ و شمع
قبر پہ پھر نشان رکھنا گل و رنگ و شمع
ابتلک یکسان ہی وہ آئینہ بیرنگ و شمع
رات یکجا تھا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع
گرچہ سوز عشق سے یکسان ہین ہم دلتنگ و شمع
ہجر مین ساقی ہین جام شراب و چنگ و شمع
ہی مشابہ اوس نگارو کے آتش رنگ و شمع

بھڑک دون گل گرکے مین پیش رخ جانانہ شمع
بلغ بزم یار مین ہی سبزۂ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہی
ہی بجا کہیے سراپا ہی قد جانانہ شمع

گئس بھبھوکے نے اوٹھائی رخ سے محفل مین نقاب
گر پڑی ہی برق کی صورت جو بیتابانہ شمع

ہین دھوان دھار اوسکی زلفین قد ہی سانچے مین ڈھلا
پنجۂ گلگون ہی شعلہ ساعد جانانہ شمع

آگئی شعلے سے گل ہونے مین قلقل کی صدا
پھونک کر منہ سے بجھائیگا جو وہ مستانہ شمع

اک ترے آنے سے ایساقی ہی بزم آراستہ
ہین گلو و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہی یار بزم آشنا و غیر مین
ایک ہے ہو روشن ہی میان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم مین گر روے روشن سے اوٹھائی تو نقاب
شرم سے چھپنے لگے زیر پر پروانہ شمع

بیٹھی ہے نور چشم مست ساقی دیکھکر
کہتے ہین ہم جلتی ہی پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہی سر کو کیون اولٹی یہان تعزیر ہی
تیری محفل مین قدم رکھتی ہی گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم مین لیکن رہی ثابت قدم
ہی تو زن رکھتی ہی لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا ہوین شعلے سے اک آفتاب
آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع

کرتی ہی تیار بالش فکر خواب صبح ہر
بھرتی ہی فانوس مین شب بھر پر پروانہ شمع

ہی جنون سوز غم کا ہی اثر مرنے کے بعد
جانتا ہی ہڈیون کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کرے احسان ظالم پر ہو کیا اوسکا گوہی
کب کرے روشن بھلا زنبور کا کاشانہ شمع

ہوگیا روشن حسینونکی ہی بس بنیاد ظلم
گر نہو زنبور اہی شماع ہو پیدا نہ شمع

شانہ جب اوسنے لیا اپنے حنائی ہاتھہ مین
ہوکے روشن بنگیا کنگھی کا ہر دندانہ شمع

دے گی خط حال زبانی کہے اوس نوخط سے
جائے طوطی سخنگو جو کبوتر کے عوض

مر کے کہتے ہین لب گور سے ہم حسن پرست
آئینہ لوح کو درکار ہے پتھر کے عوض

یاد پستان جو مجھے کرتی ہے دیوانہ فریہ
سنگ تیرے پڑتے ہین گلزار مین پتھر کے عوض

۷۶	ردیف ظاے معجمہ	۱۰

سے چلے بتخانے لو خدا حافظ
تم بھی زاہد کہو خدا حافظ

تیرے کوچے سے ہیچ اوٹھا کے چلے
گیسوے مشکبو خدا حافظ

دم عیسی سے بھی شفا نہوی
لو بس اے ہمدمو خدا حافظ

ہے بہت زود رنج دل میرا
یار ہے تندخو خدا حافظ

اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون
ہے سخن گو مگو خدا حافظ

دل کو بتخانہ کر کے کعبے چلے
زاہدو راہدو خدا حافظ

ہے فرنگن کے گورے ہاتھ مین دل
جان کا صاحبو خدا حافظ

دیر سے مثل نالۂ ناقوس
جاتے ہین اے بتو خدا حافظ

بات بھی کی تو یہ کہا شب وصل
جائین ہم تم کہو خدا حافظ

شہ خوبان کے غم مین جان چلی
اے وزیر اب کہو خدا حافظ

۷۷	ردیف عین مہملہ	۲۸

شعلۂ رخسار اگر دیکھے بنے پروانہ شمع
دود سان پھرنے لگے گرد سر جانانہ شمع

آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع
کرمک شب تاب سان بنجائے پروانہ شمع

مرگئے ہم تو یہ اوس بت نے کہا دربان سے ‌ ‌ ‌ نگئے اللہ کے گھر آج مرے گھر کے عوض

مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو ‌ ‌ ‌ زر تو نگر کو دیا صبر مجھے زر کے عوض

٧٥	جنکو بے بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر سوتے ہین خاک پہ وہ پھولون کے بستر کے عوض	١٦

ساقیا آب جو مانگون مرا جمر کے عوض ‌ ‌ ‌ کاسۂ عمر کو بھر دیجیو ساغر کے عوض

سر مرا کاٹ کے تلوار گلے پر رکھدی ‌ ‌ ‌ دی ہی شمشیر دو سر یار نے اک سر کے عوض

تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی ‌ ‌ ‌ او جھنے زخمونکے جو خط پڑگئے مسطر کے عوض

ناتوان ہین جو اوٹھے اوسکے تو یان آبیٹھے ‌ ‌ ‌ دی جگہ روزن دیوار نے لو در کے عوض

فارغ البال کیا مجکو پریشانی نے ‌ ‌ ‌ رہتی ہی پیش نظر زلف معنبر کے عوض

زر کو لکھے کوئی اولٹا تو وہ رز ہو جائے ‌ ‌ ‌ زر ملے طالع واژونکی سبب زر کے عوض

میرے نالونسے شب ہجر زمین کانپ اوٹھی ‌ ‌ ‌ آسمان ٹوٹ پڑے آج نہ اختر کے عوض

ابر دیار پہ قطرے یہ پسینے کے نہین ‌ ‌ ‌ گوہر اس تیغ مین پیدا ہو جوہر کے عوض

یادگار گل نوخیز خزان مین ہی یہی ‌ ‌ ‌ شاخ گل ہین دل بلبل ہر گل تر کے عوض

کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑھا اشک کا تار ‌ ‌ ‌ عیب پوش تن عریان ہوا چادر کے عوض

ساقیا مژدہ کہ آگو پہنچی ہی مستانہ بہار ‌ ‌ ‌ شاخ مین اب تو گلابی ہی گل تر کے عوض

آج اسواسطے روتے ہین یہ طفل نادان ‌ ‌ ‌ دامن خاک ہی گل دامن مادر کے عوض

خواہش اسبابکی بس عالم اسباب مین تھی ‌ ‌ ‌ سو رہے بعد فنا خاک پہ بستر کے عوض

رم کرے جلد یہ آہوے سیاہ شب ہجر
جلوہ افروز ہوا ہی شیر سوار عارض

٤٧

خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر
یوسف روز سے افزون ہی وقار عارض

١٧

آب شمشیر بلا دو مے احمر کے عوض
بھر دو قبضے کی کٹوری کبھی ساغر کے عوض

آبلے پھوٹ بہے دل کے بھر آئین آنکھین
سیپ مین آب گہر اتبو ہی گوہر کے عوض

دست نازک جو ترا دیکھے تو فصاد کہے
رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کے عوض

جانب باغ کمان کیون ہین اوڑا جاتا ہون
تیر کے پر مرے بازو مین ہین کیا پر کے عوض

ساقیا بھول گیا کیا ہی دریا نوشی
خم لگا دے مرے منہ سے کوئی ساغر کے عوض

گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج
پھول کیون مجکو لگاتے نہین پتھر کے عوض

وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجھین
سنگ سرمہ جو لگاؤ انھین پتھر کے عوض

رشک کی جا نہین پھر کچھ پہ مجھے وسواس نہین
مرغ دل نامہ جو لیجائے کبوتر کے عوض

کشور حسن ملا پر تو رخ سے تیرے
سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کے عوض

مثل شبنم عرق آجاے رخ گلگون پر
غنچۂ گل جو اٹھیتی ہین ہون اخگر کے عوض

سنگ رہ ہو گئے بت کعبے چلے تھے ای خضر
ملگئے راہ مین رہزن ہمین رہبر کے عوض

سوے دریا نگہ گرم سے دیکھا کس نے
آبلے سیپ مین پیدا ہوے گوہر کے عوض

دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی
کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کے عوض

اوسنے خط دست حنائی سے لکھا ہی مجکو
مرغ یاقوت پہ آئے گا کبوتر کے عوض

کیونکر ای حسرت دیدار تجھے سمجھاؤن		پاسِ نظارہ نزاکت سے ہی بارِ عارض
ناز بیجا نکرے خطِ سیہ تک صبیح		دیکھہ ڈالے ہین بہت لیل و نہار عارض

۷۳	کیا تجھے دے وہ بھلا رخصت نظارہ وزیر رنگ رخسار نزاکت سے ہی بارِ عارض	۱۵

کیا ہی دلچسپ ہی ای یار بہار عارض		کہ نگہ بیٹھہ رہے جا کے کنارِ عارض
تیغ ابرو نکھنچی تیر مژہ بھی نچلے		گھر گیا ہو رخنہ خط سے حصار عارض
آتی ہی کوچہ گیسو سے پریشان ہوا		نہ بھڑک جائے کہین اور بھی نارِ عارض
آیا پیشانی گردون پہ ستارون سے عرق		دیکھیے آپ ذرا گرمیِ نارِ عارض
رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر		رنگ بدلا کیا وہ شعلۂ نار عارض
خالِ رخسار دکھائے تمھین اعجاز خلیل		نخل گل ہو جو بڑھے شعلۂ نار عارض
کوچہ زلف سے کیا آئی صفا بیز ہوا		اوڑ گیا تھا جو خط یار غبار عارض
یاد رخسار مین بوسے لیے منہ رکھہ رکھکر		رات گل تکیے سے لیتے رہے کار عارض
شست و شو اشکون سے کرون ٹھہر ای حسرت دید		گرد دامان نگہ ہو نہ غبار عارض
اونکے ہر عضو پہ شیدا تھا ملی ویسی سزا	قطعہ	تھا فقط ایک نہ مین عاشق زار عارض
ٹکڑے ٹکڑے ہو ہو کے گرے ہاتھہ کہین پاؤن کہین		آنکھین ہین کسی جا ہی مزار عارض
گر جدا کرتے ہو ہر عضو وصیت بھی سنو	قطعہ	عاشق چشم ہون اور عاشق زار عارض
نخل نرگس کے تلے آنکھین مری دفن کرو		کیجیے سایۂ گلبن مین مزارِ عارض

کیونکر وہ ملین ہمسے جب اتنے ہون انداز ‌ ‌ جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز

ولہ

قامت سوزنسے کیون ہی رشتۂ سوزن دراز ‌ ‌ بدنما ہوتا ہی قد سے ہو جو پیراہن دراز

۴۲	ردیف ضاد معجمہ	۱۷

سبزۂ خط سے بڑھا اور وقار عارض ‌ ‌ خضر آباد ہوا نام دیار عارض

نہ رہا حسن گئی صبح بہار عارض ‌ ‌ خطِ شب رنگ ابھی ہی شب تار عارض

او جوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید ‌ ‌ صبح ہو جاے گی اک دن شب تار عارض

اے گلو کرتے ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور ‌ ‌ عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض

دولتِ حسن پہ یہ خاک اوڑا رکھی ہی ‌ ‌ غازہ عارض پہ ہی ای واے غبار عارض

اوس رخ صاف پہ کیا روے مخطط رکھون ‌ ‌ پھول سے گالو مین چبھ جائین گے خار عارض

دولتِ حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا ‌ ‌ زلف او سیم بدن کیون نہو مار عارض

صاف ہو آئنہ سان پھر خط مشکین منڈ جاے ‌ ‌ پھر جلب ہو مرے اللہ تتار عارض

ہی کہان خطِ سیہ صدمے سے اسکے ہی کبود ‌ ‌ سایۂ زلف نزاکت سے ہی بار عارض

ہی تری زلفِ سیہ دودِ رخ آتش رنگ ‌ ‌ رونگٹے پھوٹے ہین عارض پہ شرار عارض

موجۂ نکہت گل ہی پے بلبل گلدام ‌ ‌ عندلیب دل نالان ہی شکار عارض

قطعہ

گال پر گال فرا رکھ کے تماشا دیکھو ‌ ‌ اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض

کرے قالب کو تہی شوقِ ہم آغوشی مین ‌ ‌ وا ابھی شکل مہِ نو ہو کنارِ عارض

گل کھلاے ہین پسینے نے رخ رنگین پر ‌ ‌ بھر دیا پھولونسے دامان بہارِ عارض

موشگافی سے ہی فرسودہ مرا ناخن فکر | نہ کھلا عقدہ کمر کا گرہ مو ہو کر
پاے نازک مین نظر آتے ہین بوسونکے نشان | آئے ہو کیا چمنستان سے لب جو ہو کر
ساقیا ہمنے شب وصل مین پی تھی جو شراب | روز فرقت نکل آتی ہے وہ آنسو ہو کر
ہم تو اس شرم رہائی سے ہین پانی پانی | دیدۂ چاک قفس سے چلے آنسو ہو کر
دیکھکر چہرۂ بت بہتے ہین ہادی کے اشک | پانی سورج کو دیا کرتے ہین ہندو ہو کر
یار کی گرمی رفتار نے اعجاز کیا | اوڑ گئی فندق یار رات کو جگنو ہو کر

۱۷ | ہون وہ غم دیدہ گرا نظرون سے اک پل مین وزیر
کی جگہ بھی جو کسی آنکھ مین آنسو ہو کر | ۵

قبر کا ساتھ بس مرگ نچھوڑے پتھر | تہہ بر انسانسے فرقت مین ہین پڑے پتھر
قبر مین بھی سر شوریدہ کو پھوڑے پتھر | قل کے ڈھیلونکی عوض چاہیین تھوڑے پتھر
لاے اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے | کہہ دو جراح سے یان سر کے ہین پھوڑے پتھر
ابکی کچھ فصل بہاری مین یہ ہے جوش جنون | سر نکالے جو ثمر شاخ سے پھوڑے پتھر
اب تو عاشق ہوے ہم تجھ پہ لگا جو چاہے | تیر تلوار تبر برچھیان کوڑے پتھر

ولہ

منہ آے نظر صاف وہ ہے یار کی تلوار | آئینے کا آئینہ ہے تلوار کی تلوار

ردیف زاے معجمہ

جانے نہیں دیتا مجھے دربان در انداز | ہان لیجیو اے اشک مرے خانہ برانداز

عاشق زار ہوں مین صبح ہوئی تو ڈھونڈو
چھپ رہونگا گل قالین مین ابھی بو ہوکر

شیشۂ دل مین ترے تیغ اوتر آئے کہین
میان سے نکلی ہی محبوب پری رو ہوکر

شوق سے حکم کرے سجدے کا پیغمبر حسن
آیتین سجدے کی نازل ہوئین ابرو ہوکر

ہم بھی تجانے سے جا نکلین کبھی بہر طواف
حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہوکر

ساغر چشم کی ہم فکر مین یہ محو ہوئے
سر بھی زانو پہ رہا کاسۂ زانو ہوکر

اسقدر ریس گئی تجبر کہ نظر آتے نہین
اب تو گلزار مین گل رہنے لگے بو ہوکر

ناتوانی سے ہوا خون کا بھی رنگ سفید
کیا بہانہ ہی جو بہ جائے اب آنسو ہوکر

جسم سے روح نکل آئے پے استقبال
چلتے ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہوکر

جان پڑ جاتی ہی زیور مین پہننے سے ترے
کہین اوڑ جائے نہ جگنی تری جگنو ہوکر

چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازے کا
نجد مین قیس کو دیکھہ آتی تھی آہو ہوکر

جنس دل جانچ بھی لے تول بھی لے حاضر ہی
رہ گیا سینے مین کیون تیر ترازو ہوکر

ناک بھون ایسی چڑھائی کہ ہوا ناموزون
یار موزون پہ ترا مطلع ابرو ہوکر

آدمیت یہ خداداد ہی اللہ اللہ
انس انسان سے کرتے ہو پری رو ہوکر

رشک سنبل ہوئی بلبل کی پریشان نظری
زینت چہرۂ گل ہوگئی گیسو ہوکر

ٹھہرا ہی جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائے
آب شمشیر نکل جائے نہ آنسو ہوکر

نہ ہٹی باغ سے آمد جو مرے گل کی سنی
رہ گئی صبح بہاری گل شببو ہوکر

تم نہا کر جو چلے غم سے سمٹ کر دریا
آگیا دیدۂ گرداب مین آنسو ہوکر

یہی سمجھ کے گلے کاٹو سخت جانوں کے
ہم اپنی تیغ کو کرتے ہیں تیز پتھر پر

نتوڑ پاؤں سے مینائے مے کو اے زاہد
فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہے کاسہ سر پر

گلوری کھاؤ کہ ہو جائیں سرخ دانت سفید
دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پر

نثار کرتے ہیں آ دیکھو جان نثار کر پاس
گلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر

نمود خط یہ وہی ہے صفائے عارض یار
غبار آئینہ ہے خاطر سکندر پر

بنا ہے خواب اجل انکو نام سونے کا
ہمیشہ طالب زر جان دیتے ہیں زر پر

لگے گا موذیوں کے ہاتھ مال موذی کا
کہ سانپ بیٹھتے ہیں دولت تونگر پر

لڑیں نہ بہر خدا مجھسے منکر دیدار
یہ فیصلہ تو ہے موقوف روز محشر پر

حباب وار ہے آمادہ فنا دریا
صدف کو ناز عبث ہے طلسم گوہر پر

نہ پوچھو حبشیوں سے کیوں کھلی ہے فصد یہ
یہ خون چکان ہے حکایت زبان نشتر پر

تمھارے قصر صفا کی واہ کیا ہے صفا
پھسل کے سایہ یہ دیوار گر پڑا در پر

نیاز نامہ جلا لیکے ناز پرورده
کہ منتوں کی ہے چوٹی سر کبوتر پر

زمیں پہ دوڑ کے اتنا بھی آدمی نہ چلے
یہ شوخیاں نہیں اچھی ہیں دوش باد پر

لگائی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نے تیغ
خضر نے ناؤ چڑھائی ہے آب گوہر پر

۷۰	وزیر بعد نبی مرتضی نبی ہوتے نہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پر	۲۵

ہوں وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر
روح میری گل عارض میں رہے لو ہو کر

ہان زخم گلو سے اگر ذرا چوسون — سمٹ کے آب ہو قطرہ زبان خنجر پر

قیر خانے زمین جو آئے بس یہین بیٹھے — گلیم سایہ دیوار ہی بچھی در پر

ہارے یوسف رخسار کو اگر دیکھے — درود آینہ پڑھنے لگے پیمبر پر

دھر او دھر رہے گھر سے ترے کبھی نہ گرے — برنگ سایہ ہین دیوار پر کبھی در پر

ہی کیطرح جو شیشے سے نکلی دختر رز — گمان بد سے رکھا ہاتھ چشم ساغر پر

ہ گرم خون ہی میرا اگر ذرا ابھر جاے — پسینا بن کے نکل آئے آب خنجر پر

و آیا جا نہ سکا ہی یہ گھر ترا دلچسپ — پڑی ہی سائے کے مانند چاندنی در پر

یا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے — کہ اپنے پاؤن کو جا دی ہی آنکھون پر سر پر

طاب شاہ شہیدان عطا کر او ظالم — ہماے تیغ کا سایہ پڑا مرے سر پر

سی نے انکھین بچھائی ہین کیا تمھارے لئے — گمان تار نگہ ہی جو تار بستر پر

ہی مژہ کی صفت لکھکے خط مین چھپائے — پھری ہی اجل کی چھری گردن کبوتر پر

ہ بدگمان ہون کہ خط دیکھے بند کین آنکھین — پہنا ہی باز کی ٹوپی سر کبوتر پر

وٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے — بنی ہی چادر آب اوس رخ منور پر

عیان جبین سے رگ گل ہو مثل چین جبین — جو پاؤن رکھو تم اے جان جان گل تر پر

غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا — خدا بچائے کہ شیشہ گرا ہی پتھر پر

گاہ قہر ہی اے جان نامہ بر یہ کرو — کبھی تو باز کو چھوڑو مرے کبوتر پر

دا پرست سے کہدو ہو این سنگ پرست — نشان پاے نبی پڑ گئے ہین پتھر پر

بناوٹ نے بگاڑا باتین سنو ہین خموشی نے | نپوچھو ہمنے کیا ہی منہ کی کھائی بے زبان ہو کر

کھلے کا راز الفت گر یہ چپ بیٹھے کے چرچے ہین | کر گئی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہو کر

نہین ہی گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سے | مسیحا ہوتے ہو مشہور ابھی معجز بیان ہو کر

در غلطان نکل آیا صدف سی عشق دندانین | مگر گرد یتیمی لے چلی ریگ روان ہو کر

یہی کہ کہکے شب بھر یار کو پیش نظر رکھا | دکھائین گی تماشا تمکو آنکھین پتلیان ہو کر

دہان حلقہ در سے مکان یار کہتا ہی | نکالون تجکو آدم کیطرح باغ جنان ہو کر

جہاز ہی تیغ قاتل کی جو کشتی بنکے آلو پہنچی | اڑا لائی مگر باد مخالف بادبان ہو کر

نہ توڑے پھول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل | پھرے گا طائر رنگ چمن بے آشیان ہو کر

سفر مین میری آنکھونسی گرے یوسف دیکھنے کو آیا | غبار دامن نظارہ گرد کاروان ہو کر

رخ گلگون کا نقشہ اور گرد ہی ہیبت ابرو کی | بہار نظم دکھلائے گلستان بوستان ہو کر

تری آنکھون کے نظارے کا سودا ایسا ہو جائے | رہین پاے نگہ مین انکے حلقے بیڑیان ہو کر

وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب سینے او جب کھینچی | نکل آئی دہان زخم سے سوکھی زبان ہو کر

زمین پر نقش پا سے خط یہ خط تحریر ہون قاصد | جو تو پہنچائے نامہ صورت خامہ روان ہو کر

لب بام آگئے گر دیکھو تماشا تمکو دکھلاؤن | کمند آسا چڑھون تار نگہ پر ناتوان ہو کر

٦٩	کہین گر زندہ در گور ہی وزیر اب وہ تو زیبا ہی کیا ہی مینے پیدا سنگ مرقد سخت جان ہو کر	٣٣

وصال مین تو کرو رحم مجھسے لاغر پر | کبھو تو لیٹ رہون ایک تار بستر پر

کمان ابرو کی ایسی نرم ہی آئیگا جو ناوک
رہیگا استخوان مین اپنے مغز استخوان ہو کر

چھڑائی جو سکر ہمنے مسی تو کیا ہی شرمایا
لب اوس محبوب کا چھپنے لگا منہ مین زبان ہو کر

فلک میری طرح آخر تجھے بھی پیس ڈالیگا
اوڑیگا ای ہما اک روز گرد استخوان ہو کر

ہما سے ہیر کر اپنی سگ جانان جو کھائے
ملائم استخوان ہو جائین مغز استخوان ہو کر

جہان جو چاہیے ویسے بنے دکھلای نیرنگی
بصر آنکھوں مین گویائی زبانمین دلمین جان ہو کر

ستم کو اوسکے بد کہیے تو خونریزی پہ مائل ہو
گرے سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہو کر

نہانے مین جو لہراتی ہی زلف یار دریا مین
تڑپنے لگتی ہین پانی مین موجین مچھلیان ہو کر

ادا سے جھک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کمان ہو کر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کے در سے
گرینگے پا ترے پاؤن پہ اپنے بیڑیان ہو کر

کہا جو اوسنے چاہا ضعف سے یان لب نہین ہلتے
سبک کر دیتے ہین حرف سخن بار گران ہو کر

اثر باقی رہا بل بے شب فرقت کی تاریکی
چراغ روز سے شعلہ نکل آیا دھوان ہو کر

خط نوخیز مین عارض جو تیرے چھپتے جاتے ہین
پری بنجائینگے اس سبز شیشے مین نہان ہو کر

گرا قدمون پہ صید ناتوان تھا ہاتھ سے چھٹکر
جگہ دے اے تو نقش پای صیاد آشیان ہو کر

ترے وحشی کو برسون ہی پڑی کب نیند آتی ہی
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہو کر

۱۶	وزیر اوسکا ہون مین شاگرد جسکو کہتے ہین منصف لیا ملک معانی پادشاہ شاعران ہو کر	۶۸

گذر جا عالم امکان سے ایدل نور جان ہو کر
گرا دے چار دیوار عناصر لامکان ہو کر

صاف ہی مثل حنا رنگ کفِ پا سے عیان
سرخ دستار جو تم باندھے ہو جانان سر پر

دل عشاق بہت گیسو وں مین نالان ہین
گرد و آواز کہ ہی شور اسیران سر پر

جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹھالے مزدور
اے جنون تو نہین اوٹھالو نہین بیابان سر پر

غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین
صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر

دامن دشت مین جیب اونکے پھاڑ پھینکا ہمنے
جو مگر قیس نے رکھا وہ گریبان سر پر

۶۷

ناتوانی نے خمیدہ یہ کیا مجکو وزیر
زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر

۲۵

چلا ہی او دل راحت طلب کیا شادمان ہو کر
زمین کوے جانان رنج دیگی آسمان ہو کر

کیا ویران چمن کو آے ہو کیا تو باغبان ہو کر
ہوے گل پانی پانی یہ جلے آب روان ہو کر

اسی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتے تھے
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہو کر

جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی
گیا یانسے کبوتر وانسے آیا مرغ جان ہو کر

غضب ہی روح سے اس جامۂ تن کا جدا ہونا
لباس تنگ ہی اوتریگا آخر دھجیان ہو کر

اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس
صدائے جنبش لب دیتی ہی صدمے فغان ہو کر

عذار آتشین خط سیہ اکدن نکالے گا
رولائیگا یہ شعلہ میری آنکھونکو دھوان ہو کر

مکدر ہو اگر تو مجکو گاڑو اسطرف دیکھو
کہ زیر خاک ہون گرد نگہ سے ناتوان ہو کر

کیا غیرونکو قتل اونسے ہوی ہم رشک کے مارے
اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر

پھرا صد چاک ہو کر کوچہ کاکل سے دل اپنا
عزیزو یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہو کر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہی
روز لاتی ہی بلا زلف پریشان سر پر

سر بجیب آج کل ای جوش جنون بیٹھا ہون
ہاتھ دوڑائیو پہنچا ہی گریبان سر پر

قد ترا صاف ہی سلجھے ہین ڈھلا شمع صفت
شعلۂ رخسار دھوان کاکل پیچان سر پر

آئینگے وقت خزان چھوڑ دے آئی ہی بہار
لے لے صیاد قسم رکھدے گلستان سر پر

ہون وہ مزدور کہ مرکر نہوا چھٹکارا
لیچلا بار غم فرقت یاران سر پر

٦٦ | یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر
آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پہ | ١٦

داغ سودا سے ہوئی چشم نمایان سر پر
تیر پر تیر لگے بنکے مژگان سر پر

سرخ دستار ہی ای قاتل دوران سر پر
سچ کہو یا ہی چڑھا خون شہیدان سر پر

سر جھکا کر تجھے ای رشک پری دیکھینگے
حشر کو ہوینگے جب دیدۂ انسان سر پر

قید یوسف تھا جہان جا کے زلیخا نے کہا
اوٹھ سکے تو مین اوٹھالون ابھی زندان سر پر

گل جو ہین کفش مین تیرے پھول ہین تیرے پی ہین تری
بوستان زیر قدم ہی تو گلستان سر پر

ذکر رخ کرتے ہین آکر سر بالین مزار
روز پڑھ جاتے ہین کس لطف سے قرآن سر پر

ای جنون نوچ نہین پیرہن کیون مجھ سے سفید
صاف دھوکا ہی کہ ہین تار گریبان سر پر

پھر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پھر زنجیرین
پھر تری زلف ہوی سلسلہ جنبان سر پر

مدت قید اسیران کہن کیا کہیے
گل کے سو بار گرے تختۂ زندان سر پر

دام کاکل مین نہ مچھلی کف رنگین کی پھنسے
ہاتھ یون رکھکے نہ بیٹھا کرو جانان سر پر

کاندھے پہ اوسکے زلف شب ماہ ہنگبی
پرتو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر
رہنے لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مرے گلے پہ تو رکھہ دیجیو اوسے
گر نازکی سے بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کرکے ہوے ایسے بیحواس
ترکش مین تیغ رکھنے لگے تیر دوش پر

٦٥

کاندھا دیا جنازے کو قاتل نے ای وزیر
کیا میری لاش کی ہوی توقیر دوش پر

١٧

تیغ رکھدی مرے قاتل نے جو عریان سر پر
جوہر اون کے ہوے پیدا چمنستان سر پر

ہی جو ٹوپی کے ستارون سے چراغان سر پر
نظر آتی ہی دھوان کاکل پیچان سر پر

جاتے ہو باغکو پہنے ہو گلابی ٹوپی
بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ ایجان سر پر

رات صیاد نے یہ کہکے سرافراز کیا
رہین لٹکے قفس مرغ خوش الحان سر پر

ناوک غم سے ہی غربال مرا کاسۂ سر
خاک چھانون جو پڑے گرد بیابان سر پر

ای جنون نالے کرون دشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابھی آجاے بیابان سر پر

جاکے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھرکر
کوچۂ زلف ہی یا بھول بھلیان سر پر

نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارون سے چراغان سر پر

اک پری کے اثر نقش قدم سے بھاگی
آگئی تھی جو بلا سے شب ہجران سر پر

ہم ترے پانون پہ سر رکھنے نہ پائین اسرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سر پر

گردش بخت کی تاثیر اسے کہتے ہین
سر کی دستار ہوی گنبد گردان سر پر

ای ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر
قاتل نے کب یہ رکھی ہی شمشیر دوش پر
آنے لگی بڑھ کے پاؤن تلک کاکل دراز
طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین ہمکو یاد
یان تک کھنچا ہی ضعف کہ ہاتھونکو ہی گران
قاتل نے میرے بعد کیے ترک اپنے ظلم
ساقی مرا بنای مکان تو ہر ایک مست
تمثیل دون جو یار کی زلف سا سے مین
دوش سحر پہ آئے نظر آفتاب حشر
تاخیر میرے قتل مین ہوتی نہ اسقدر
کیا سر چڑھا کے اسکو بگاڑا ہی یار نے
اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکھکر
تو ہاتھ سے چھوے تو ابھی شمع بزم مین
جا بیٹھینگے اوڑکے تیری طرف وہ ہما ہین ہم
گھر کر کسیکے دل مین نہ بیہودہ خاک چھان
بل کر رہی ہی زلف جدا تیغ بت جدا
اس شک سے کیا نہ کبھی مین نے ذکر یار

یا مجھہ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر
ہی ابروے خمیدہ کی تصویر دوش پر
رہنے نہ دے گی اب سے تقدیر دوش پر
کیا دن تھے وہ جو کرتے تھے تقریر دوش پر
پھرتا ہون رکھکے یار کی تصویر دوش پر
خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر
لیجائے خشت خم کی تعمیر دوش پر
چڑھ جائے میرے پاؤن کی زنجیر دوش پر
اوس طفل کو چڑھائے اگر پیر دوش پر
کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر
بل کر رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر
پھبتی کہون یہی کہ ہی گلگیر دوش پر
رکھے اوٹھا کے پاؤن سے گلگیر دوش پر
پر بنگیا جو آکے لگا تیر دوش پر
مٹی اوٹھا نہ تو بے تعمیر دوش پر
ہوتی ہی میرے قتل کی تدبیر دوش پر
کرلین کہین فرشتے نہ تحریر دوش پر

گرانی ہی کہ نہ خلق خدا کچھ نہین کہتا		وقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمد

۶۳	ردیف رائے مہملہ	۱۳

ذرا تو دیکھ لے وہ ہمکو آکر	کوئی دم اور بھی اہی دم دلاکر
اگر پوچھے وہ بربادی ہماری	صبا کہدیجیو کچھ خاک اوڑاکر
ہزارون ہوگئے ٹکڑے گریبان	چلے اس ناز سے دامن اوٹھاکر
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین	تو کیا کہتا ہی مجھسے اہی دوا کر
مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع	اجل پھر جائے گی بالین تک آکر
گریبان صبح محشر نے کیا چاک	قیامت کی ہی کیا قامت دکھاکر
جو ان کا چھپ کے جانا یاد آیا	تو کیا رونے لگے ہم منہ چھپاکر
یہ یاد آتی ہی کسکی اچپلاہٹ	جو گر پڑتی ہی بجلی تلملاکر
جو یاد آیا خم محراب ابرو	کیے سجدے کئی سر کو جھکاکر
نہین اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے	کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھ اوٹھاکر
ترا گیسو بہت بل کر رہا ہی	بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھاکر
مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجھکو	لگا جب کوسنے وہ ہاتھ اوٹھاکر

۶۴	وزیر اب تا کجا یہ بت پرستی کسی دن تو بھلا یاد خدا کر	۲۳

کرتے ہو باتین رکھکے جو شمشیر دوش پر		سیکھے زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین
چھوڑ کر بیخواب مجکو آپ سو جاتی ہی نیند

کہتے ہین سونا اسے چونکا نہ روز حشر تک
اس ہمارے بخت خفتہ کی قسم کھاتی ہی نیند

کیا غلط سمجھے وہ آئیگا پھڑکتی ہی جو آنکھ
آنکھ مین خوف شب فرقت سے تھراتی ہی نیند

فرقت دلدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی
وصل مین آتے ہوے آنکھون مین شرماتی ہی نیند

منتظر رکھتی ہی غمزے کرتی ہی آتی نہین
او بت ترساتی ہی فرقت مین ترساتی ہی نیند

کوہی جانانسے جو اوٹھتا ہون تو سو جاتے ہین پاؤن
دفعۃً آنکھون سے پاؤن مین اوتر آتی ہی نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہی جب
ٹھنڈی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند

تیغ کا پھل کھایا آب تیغ پی کر سو رہے
کثرت آب و غذا سے واقعی آتی ہی نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
قبلہ مین کعبۂ مقصود دکھلاتی ہی نیند

اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
آنکھ کے ڈھیلے لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند

واہ ری تاثیر الفت بلبے فرط اتحاد
غش ہی غش آتے ہین مجکو جب اونھین آتی ہی نیند

سوتے ہو تو چشم بد دور آنکھین ہنستی ہین کھلی
فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونے کی ایسی ہی تمنا ای وزیر
دیکھتا ہون اوسکو حسرت سے جسے آتی ہی نیند

اللہ رے حسن رخ نیکوے محمدؐ
ہی چشم خداوند جہان سوے محمدؐ

نظرونمین شفاعت نے عمل تول لیے ہین
پلے پہ ہی امت کی ترازوے محمدؐ

بخشش مین وہ مصروف ہے یہ گرم شفاعت
اللہ سے ملتی ہوی ہی خوے محمدؐ

یاد مین اک ماہ کے روتے تو چھٹکی چاندنی
پھاڑ کے پھینکے ہین او وحشت گریبان اسقدر
دیدۂ خونبار سے دیکھون اگر اہی رشک گل
بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی بہر میکشی
ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دیدۂ سوزان مین دیکھو شکھا ہی گرم کو
دید کا مانع ہوا ہی پرتو حسن صبیح

ہجر کی شب کا ہوا اشکو نسے منہ کالا سفید
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید
سرخ ہو جائے ترے دالان کا پردا سفید
بھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید
گل جو او سکے آگے خجلت سے ہوا سارا سفید
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارا سفید
پڑ گیا آنکھون پہ او محبوب اک پردا سفید

۶۲	کی وزیر اشکون نے یونہین ہجر مین گرشست و شو دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید	۲۱

وصل مین رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند
یاد چشم سرمگین مین شبکو گر آتی ہی نیند
فرقت دلدار مین سہوًا اگر آتی ہی نیند
عین بیہوشی ہی ہشیاری نہ سمجھا چاہیے
کروٹین لے لیکے کہتے ہین شب فرقت مین ہم
اونکی فرقت مین نپوچھو سرگذشت خواب چشم
سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتے ہین

آج کن اٹکھیلیون سے آنکھو مین آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکھون سے اوڑ جاتی ہی نیند
آنکھہ سے باہر ہی باہر آکے پھر جاتی ہی نیند
اہل غفلت کی تو بیداری بھی کہلاتی ہی نیند
کس طرح ای خفتگان خاک آجاتی ہی نیند
آج کل باہی نگہ کی ٹھوکرین کھاتی ہی نیند
تب قفس مین کوہی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند
عاشقو نمین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

هو گئین زلفین سفید اب نازنینا چهوڑیے — صورت کافور عنبر هو گیا سارا سفید

میکشی منظور هی اب اک گل رعنا کے ساتھ — ساقیا هو سبز ساغر سرخ مے شیشا سفید

۲۳	تار بستر هو گیا میرا تن لاغر وزیر یا نظر آتا هی بستر پر کوئی دهاگا سفید	۶۱

هی بهار اک یه بهی گر هو خط سبز ورس کا سفید — خوشنما هوتا هی کیا گرد قمر هالا سفید

ضعف سے اپنا تن لاغر هوا ایسا سفید — بستر غم پر پڑا هی ایک مو گویا سفید

تم جو کہتے هو نه هو گا خط سبز اپنا سفید — واه سچ کہیے کبهی دیکها نهین طوطا سفید

کیا چمکتا هی پیالا ماه تابان کا سفید — لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاند کی صورت هی اوس مهر کا نقش پا سفید — چاندنی کی طرح آتا هی نظر سایا سفید

شکل مرجان سرخ موتی پر تو لب سے هوا — مثل گوهر عکس دندان سے هوا مونگا سفید

چشم اشک آلود پر دامن وه رکهکر کہتے هین — کیون بہا دون تیرے طفل اشک کو کرتا سفید

اشک کیا دامن سے پوچهے لگ گیا ملبوس خاص — برهنه تها طفل اشک اسکو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسے هین گل جنکے آگے هین سیاه — کیا سیه هی چشم جسکے آگے هی سرما سفید

آ گئی صبح اجل ساقی نه آیا میکشو — هو گئین آنکهین برنگ پنبهٔ مینا سفید

روبرو اعلی کے ادنی کو نهین هوتا فروغ — مهر کے آگے هی مه اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ هو مثل قبا هی گل بدن کے رنگ سے — سینے شبنم کا اگر وه رشک گل کرتا سفید

وه جو انکا نهین هری مین رهتا رنگ روپ — هو کے خاکستر دلا هوتا هی انگارا سفید

قطعہ

خیال قد مین ہی قد قامت الصلوۃ فغان — غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابرو مین ہی خم قامت — سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

۸۰	ولہ	۱۷

خطہ شبگون ہی یہ مثل صبح ہی جہرا سفید — ہین طلسم حسن سے موجین سیہ دریا سفید
ناتوانی سے ہی اے قاتل لہو میرا سفید — نیمچہ ہو جائے گا بھر کر ہلال آسا سفید
کیا لگائی ہی گلوری گورے گورے ہاتھ سے — ہو گیا چونے کی صورت یا نمین کتھا سفید
یہ زحل مریخ زہرہ ہین فلک تو حسن کا — نشا ہی سے ہی آنکھہ سرخ اور تل سیہ مکھڑا سفید
گورے گورے پانئے گا لونکو اگر چھو لیجیے — ہو حنائی ہاتھہ ابھی مثل ید بیضا سفید
گوش زد ہو جائے گر وہ شہرہ حسن صبیح — ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید
تیری پیشانی سے او مہ وعرق ٹپکا نہین — آسمان حسن سے ٹوٹا کوی تارا سفید
واہ کیا ہی جلد آئے تو بھی ای صبح وصال — ہو گیا مین ہیر اور زلف شب بلدا سفید
تیرہ بختو نکو نہو کچھہ فائدہ منعم سے بھی — جسم اگر چاندی کا تیرہو نہو سایا سفید
رنگ بدلے تھا جو خط مین مصحف رخ الف دزیر — ہو گیا اگر ز کبوتر بھی ہر انیلا سفید
نازکی سے خاک پر گر کے ہوا ہی یہ کبود — ورنہ تھا مہتاب سے بھی یار کا سایا سفید
روبرو خورشید کے ہو جاتے ہین کالے ہر ن — تو اگر آنکھین دکھا آئے ہو ہرن کالا سفید
دامن اوس مہ کا چھوے یارب جو غیر روسیہ — آستین کی طرح اوسکا ہاتھہ ہو سارا سفید
پرورش منظور ہی آنکھو نسے طفل اشک کی — شیر بنجائے لہو ای ضعف ہوا لیا سفید

گھٹا اگر مرے اس دود آہ کی چھائی | کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد
عدو جو لاش پہ آئے نہ رنج ہو بس مرگ | چراغ مردہ کرے آپ ہے کہان فریاد
ہین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل | کہین جلون کہین کرتا پھرون فغان فریاد
چھپی ہے کانکے پردے مین شرم کے مارے | جو بے اثر کبھی آئی ہے تا زبان فریاد
خیال لعل و رخ آتشین مین نالان ہون | عجب نہین ہے زبان شعلہ ہو دھوان فریاد
کہین خوشی سے زیادہ ہے غم مرا مشتاق | ہنسی سے بیشتر آئی ہے تا زبان فریاد
جفائین انکی بیان کیجیے وفاونکے ساتھ | ہنسی بھی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد
صدای پاشنی اوس سرو کی جو وقت خرام | گمان ہوا مجھے کرتی ہین قمریان فریاد
بس اک گھڑی مین بنا دیجیے انھین گھڑیال | وہ کیجیے آہ کرین ساتون آسمان فریاد
برنگ غنچۂ سوسن دہن کبود ہوا | لبون پر آئی جو یاد مسی مین یان فریاد
فزون ہی نالون کے باعث سے قیمت بلبل | زیادہ کیون نکرے قدر عاشقان فریاد
نہ آئی اپنی قفس تک صدائے خندۂ گل | ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد
بگوش دل سنے بلبل تو دم بھڑک جائے | ہی موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد
سنا ہی کرتے ہین وہ درد گوش انکا شکوہ | لو پہنچ گئی دل پر درد کی وہان فریاد
ترے خیال گلستان رخ مین ہم او طفل | چمن مین کرتے ہین پڑھ پڑھکے بوستان فریاد
پھٹے ہین کانکے پردے دم آیا ہونٹون پر | وبال گوش ہے نالہ بلا سے جان فریاد
زبان پر آتی ہے اب بے صدا برنگ نفس | ہوئی ہے بر سو نمین اپنی مزاجدان فریاد

ہمارے ساتھ کرے کیون نہ آسمان فریاد
صدا نکلتی ہی گنبد مین تو اَمان فریاد

ٹھہر کے آتی ہی ہر استخوان پہلو پر
ہوی ہی ضعف سے محتاج نہ زبان فریاد

میان ارض و سما یون ہون آہ مین نالان
کہ جسطرح سے ہو دو لب کے درمیان فریاد

مثال نَے ہوے سوراخ ناوک غم سے
تمام جسم کے کرتی ہین استخوان فریاد

دکھایا پھول سا رخ کسنے اور سرو سا قد
کہ نالے بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد

ہما ہی آے سگ یار اگر نہین آتا
کہان تلک کرین یہ مشت استخوان فریاد

کوی بھی دیر و حرم مین نہ داد کو پہنچا
دعائین مانگین بہت کی یہان وہان فریاد

تمہارے دل مین خلل اجانے ہوا اثر کہ نہو
بتو کہو تو کرون بہر امتحان فریاد

کہے فلک وقنا ربنا عذاب النار
وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکھے ہلال ابروے یار
کرے زبان مہ نو سے آسمان فریاد

چمن مین غنچے چٹک کر جو پھول بنتی ہین
زیادہ کرتی ہی کیا حسن گلرخان فریاد

ترے جلے بھنے کب سوز غم سے نالان ہون
کباب خام کرے آگ پر فغان فریاد

زبان تک آنہین سکتا ہی ایک حرف خوشی
ہوی ہی اپنے درلب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کے ساتھ آئیگی فراق کی صبح
کریگا شام سے مرغ سحر یہان فریاد

جو روؤن دیدۂ روزن سے روئین دیوار بنا
کرے فغان لب بام سے مکان فریاد

ہی میرے قہقہے کے ساتھ ساتھ نالہ بھی
صداے خندہ سے رہتی ہی توامان فریاد

زمین پہ ہی دم رقص اونکے گھنگرونکی صدا
کہ تارے کرتے ہین بالاے آسمان فریاد

جہان مین شور ہے پھٹتے ہین کان کے پردے
ابھی تو آئی ہے سینے سے تا زبان فریاد

فغان وہ سنکے مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے
نکل کے منہ سے ہوئی شاخ زعفران فریاد

نہو وہ گل تو دل داغدار نالان ہو
کرے برائے گلستان یہ بوستان فریاد

ہوا اونھین دم رخصت جو رنج تنہائی
تو میرے ساتھ کیے درد غم فغان فریاد

دلا قسم تجھے زلفون کی دوپہر تو ہو جب
کہ آدھی رات سے کرتے ہین پاسبان فریاد

تمھاری تیغ نے کیا کیا زبان درازی کی
نکیون کرین دہن زخم کشتگان فریاد

لہو پیینگی نہ جبتک مرا بجھے گی نہ پیاس
کرین گین یار کے بالے کی مچھلیان فریاد

دکھائے گا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم
کیا کرین مرے بازو کی مچھلیان فریاد

جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کردے
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد

جو آتش گل تر سے سِتی ہوئی بلبل
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد

خموش شمع کیطرح ہون مین وہ رہی لب سے
جو منہ لگاؤ تو سن لو مری فغان فریاد

نہ رات دن تجھے دیکھین تو پھر جلا جل سا نکلن
کرین ہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد

کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
زبان تک آکے ہوئی ہے نہان فریاد

برنگ نے ہوے روزن جو خار چبھ چبھ کر
کرینگی اب مرے یاد انکی اونگلیان فریاد

ادا سے میری نہین اونگلیان وہ چھوکا دی
یہ اونکے ہاتھون سے کرتی ہین اونگلیان فریاد

۳۶	وزیر نالے صدائے شکست رنگ سے کر وہ بیدمن ہے کہ اب تو بھی بے زبان فریاد	۵۹

دون جو تشبیہ نہیں آنکھوں میں جو بی چھائی
ساق گلرنگ تری شمع کا اندام سفید

ہر اگر رنگ سے پیدا ہو تعجب کیا ہی
سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہوں در و بام سفید

مہ نو تجکو یہ دیتا ہی دعا پیر ہو تو
ہو مری طرح سے ابروے سیہ فام سفید

ہم اسیروں کی طبیعت میں ہی یہ رنگینی
کریں گلرنگ لہو سے ہو اگر دام سفید

کچھ تعجب یہ نہیں میری سیہ بختی سے
ہوں نہ پیری میں اگر موے سیہ فام سفید

اسقدر ضعف ترقی پہ ہی ان روزوں میں
لکھیں سرخی سے تو ہو جاے ارقام سفید

۲۵	چشم مخمور صنم دیکھے تو روے یہ وزیر چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید	۵۸

دہن کیطرح کریں گوش سامعان فریاد
بتو خدا نکرے آئے تا زبان فریاد

فلک سے گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
پہونچ گئی ہی کہاں سے مری کہاں فریاد

کروں میں پیر دم رخصت جوان فریاد
چلے جو تیر تو کرنے لگی کمان فریاد

شب فراق میں گیا کیا ملے انیس مجھے
رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد

فغان کروں کہ ہی سیب ذقن پہ طوطی خط
ثمر بچانے کو کرتے ہیں باغبان فریاد

گئی زمین سے فلک تک فلک سے عرش تلک
پھری تلاش اثر میں کہاں کہاں فریاد

دکھاے یار کرامت تو میں کروں اعجاز
وہ بیدہن کرے باتیں ہیں بے زبان فریاد

چھپا ہی گیسوے مشکیں میں رخ کروں نالے
ہوئی ہی رات کرے کیوں نہ پاسبان فریاد

کسیکے کوچہ کاکل میں دل ہی یوں نالان
تمام رات کرے جیسے پاسبان فریاد

ردیف خاے معجمہ

فقط لہو سے ہر گیا پیکر شہیدان سرخ
ہر استخوان بھی ہی مانند شاخ مرجان سرخ

عذار و گیسوے مشکین و لعل لب دیکھو
حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ

ہون سبز بحبیب جو یاد عذار رنگین مین
قباے گل کیطرح ہوگیا گریبان سرخ

۵۷	ردیف دال مہملہ	۱۹

بے سبب شمع کا ہی گل نہین اندام سفید
ہوگئی دیکھ کے یہ ساعد گلفام سفید

ابھی ہر چند نہین زلف سیہ فام سفید
ہی مگر موے کمر ای بت خودکام سفید

ہوگئے رونے سے اب دیدۂ ناکام سفید
جوشش باران سے ہوا ابر سیہ فام سفید

کس خرابی سے رہ عشق بسر کی ہی ضعف
رنگ اک گام پہ تھا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہون وہ میکش کہ مری محفل مین
سبز مینا ہی فلک ماہ ہی اک جام سفید

زلف و رخسار صنم دیکھ کے معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید

چشم میگون سے بہت دعوی ہمچشمی تھا
پوست کھینچا جو گیا ہوگئے بادام سفید

میکشی جام مہ و مہر سے کرتا ہون مدام
صبح ہی زرد پیالہ تو سر شام سفید

ہجر مین حلقۂ ماتم ہی مجھے حلقۂ بزم
نظر آتے ہین سیہ مجھکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہی عرق سرمے کی دنبالے پہ
شاخ بادام مین جیسے گل بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہی گس صبح سیاہ
پیش تاریکی گیسوے سیہ شام سفید

ہوچکی رات ہوی صبح بس ای غافل چونک
چھوڑ غفلت کہ ہوے موے سیہ فام سفید

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہی لطف باطنی
خوبرویونکو ضرر پونہچا سکے کیا انقلاب
آج سے روح الامین تجکو کہون پیغامبر
اوس بت کافر کو بیتابی مین کیا کیا کچھ لکھا
کیا مکان جسم ہی اپنے مکین کا شیفتہ
ایسے ہم قاتل پہ مرتے ہین کہ بے تایید دست
شیشۂ تن سے پری آئی نظر کیطرح
لو خدا حافظ کہ آ پونہچا ہی عشق کفر زا
کیون غضب مین آگے ہر دم رکھتے ہو قبضے پہ ہاتھ
بوسۂ لب لکو دیگا اک حسین سبزہ رنگ
سنکے اسم حور بے دیکھے ہوے مرنے لگے
تھی مسیر عرش یا اب ہی اسیر مشت خاک
پنبۂ گوش جوانی گر نہ ای پیری ہو تو
کھینچ سکا نقشہ نہ جب جسم لطیف یار کا
الامان ای رعب پیری ای جوانی الغیاث
چار دیوار عناصر گر پڑی ٹوٹے یہ ہم
جانکی کسکو خبر دل ہی نہین ہی ای [illegible]

نقد دل دیکر کہون قاصد یہ ہی انعام روح
حور ہو جائے جو لکھے کوئی الٹا نام روح
میری روح اللہ تک پونہچا دیا پیغام روح
دین و ایمان راحت دل جان جان آرام روح
پھر رہا ہی ساتھ قصر بے در و بے بام روح
کھینچ لیتا ہی نیام جسم سے صمصام روح
دختر رز ہوگیا مشہور ساقی نام روح
بھاگ جائے دل بغل مین دابکر اسلام روح
لو نکل آئی نیام جسم سے صمصام روح
خضر آب زندگانی سے بھریگا جام روح
اولٹی سیفی بنکے نکلا منہ سے اولٹا نام روح
واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح
قامت پر خم دہن بنکر کہے پیغام روح
کاغذ تصویر پر مانی نے لکھا نام روح
ڈر گیا رعشہ بدن مین کانپ اوٹھا اندام روح
رفتہ رفتہ بنگیا چورا ہا قصر خام روح
ہوگیا گم وہ نگین جسپر کھدا تھا نام روح

جسم سے نکلی تو پونہچی کعبۂ مقصود تک
د وہی دنمین نوجوانی رنگ پیری لاینگی
تیرے رہنے کے لیے جان نے کیا قالب تہی
جو بنی ہی جان پر کرو ون اشارون سے بیان
لو تن خاکی کو آب خشک نے تر کر دیا
بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکہیے
سوز غم سے آب و خاک و باد مین آتش مزاج
طائر جان صاف مرغ رشتہ بر پا ہو گیا
جسم سے حیرت نے پیدا کی نکلجانے کی راہ
کوی تو جان جہان بہانسر لے دلمین ہی
ہی بگڑنا ان حسینان جہان کا اک بناو
صدمۂ موج نفس سے ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا
اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک پرواز یان

ردیف الحاء

بے لباسی ننگ بی ہی جامۂ احرام روح
اے جہان جسم اک دن صبح ہو گی شام روح
ہی برنگ سایہ یا ہر جسم سے اندام روح
بے دہن سے بی زبان ہو کر کہون پیغام روح
گر پڑا تلوار کے پانی سے قصر خام روح
موج بوی گل ہوی اس باغ مین گلدام روح
چار عنصر کا بنا جو مجہہ چراغ خام روح
جسم فرط لاغری سے بنگیا ہی دام روح
ابتو ششدر ہے سرا بیدر و بی بام روح
دمبدم پونہچاتے ہین ہر یک نفس پیغام روح
پیچ و تاب روح ہی گیسوی عنبر فام روح
کیون یہ ہی گردش کرو حی بنا یا جام روح
پا بگل ہی جسم خاکی سے اوٹھے کیا گام روح

۵۶	مثل دل سینے سے میرے وہ لپٹکر کہتے ہین ہی وزیر اب تو نہین درد جگر آلام روح	19

پہر گئی تیری جو چشم مست او آرام روح
پہر غم فرقت ہوا ہی باعث آلام روح

جام سان گردش مین ہی اب بخت نافرجام روح
بیقراری دل کی پہر کہونی لگی آرام روح

آمد آمد ہی مرے رشک قمر کی شاید — رنگ اوڑا جاتا ہی کیون روے شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن پڑین طوق گلے سے لپٹا — ای جنون کچھ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جائیے گا ابر سیہ مست اوٹھا — پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوار وپر — لے اوڑا حسن مگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئے وصل کی ٹھہری ہوگی — خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کے تو آنے کا کہین عوق نہین — کیون وہ تڑپا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر ای ترک — ملک دل پر ہو قبضہ تری تلوار کا آج

۵۵	ردیف حای مہملہ	۲۴

زندہ در گور ابتو ہی بے تیرے آرام روح — بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی چین آیا ترے آنی سے ای آرام روح — اب نہین وہ رنج دل درد جگر آلام روح

کس مزے سے جاتی ہی یا دلبر شیرین ہی جان — میٹھی لو پی چل رہا ہی توسن خوش گام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہان آئینے مین — ہی عیان تیری لباس جسم سی اندام روح

غیر ساعد جسکو کہتے ہین وہ ہی عاشق کی جان — ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک مرنے لگے — چار جوہر ایک ہوکر بنگئے صمصام روح

رشتے کا آزار ہوگا گر اسیر کا ہی دوق — جسم ہی کرلے گا ای صیاد پیدا دام روح

اب خط صیاد کیون وہ کھلا رہا ہی باغ سبز — یہ تن پر داغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہو گئی بے آب جب تو نے لگائی دل پہ تیغ — دیکھ او سفاک پھوڑا بنا یہ جام روح

جو کچھ ہونا ہی فردا ے قیامت
دکھاوے دو قدم بس چلکے تو آج

دہان زخم کو سینا نہ تھا ہاے
ہوی قاتل سے قطع گفتگو آج

مرین ہم یار کے جانے سے پہلے
اجل رکھلے ہماری آبرو آج

گلے کاٹے ہزارون عاشقون نے
ہوے نادم دکھا کر وہ گلو آج

جدائی ہو گئی ای دوست تجھسے
برآئی دشمنون کی آرزو آج

پہونچ جاتے مرا سر پاے خم تک
ذرا کر دستگیری ای سبو آج

تڑپتا ہون مین درد استخوان سے
خبر لینا سگ دلدار تو آج

تجھے دیکھا ہوے گل پانی پانی
گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج

یہ کس کافر نے ابرو کو دکھایا
نہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج

حنائی پاؤن سے کس گل نے روندا
ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج

زبان تیغ سے پوچھا تو ہوتا
زیادہ گل سے ہی درد گلو آج

نہ دیکھون گا جو فردا ے قیامت
دکھاتی ہی شب فرقت وہ تو آج

ترے کوچے کی شاید راہ بھولی
صبا پھرتی ہی مضطر کو بکو آج

اوسے ای بیخودی کل ڈھونڈھ لینگے
پڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

۵۴	وزیر ایسے ہو کیون خاموش بیٹھے ہوی موقوف کس سے گفتگو آج	۸

دل اوٹھاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج
نشا ہی اسکو مے شربت دیدار کا آج

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہی
سر مرا پھرنے لگا کیا باعث

یان تو پیغام اجل آ پونہچا
وان سے قاصد نہ پھرا کیا باعث

کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے
دن شب تار ہوا کیا باعث

بوسۂ خال ذقن مانگا تھا
داغ دل تونے دیا کیا باعث

کیا پڑھایا اوسے کچھ غیرون نے
خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث

عشق مین کیون ہی مجھے ننگ سے عار
اوٹھہ گئی شرم وحیا کیا باعث

کھل گئے ہنسنے مین کیا دانت اوسکے
گر پڑی برق بلا کیا باعث

سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے
پھر ہین نظرون سے گرا کیا باعث

ایجنون دشت مین کانٹون نے مجھے
پاون پڑ پڑ کے رکھا کیا باعث

کسکو اب پیسے گا نظرون مین
سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث

جب کیے نالے زمین کانپ اوٹھی
آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

۲۰	ردیف جیم عربی	۵۳

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
کہ خون آلودہ ہی اے اشک تو آج

ہوی قاتل سے بیڈھب گفتگو آج
کرون زخم دہن کو مین رفو آج

بتون کو امتحان اپنا ہی منظور
خدا رکھلے ہماری آبرو آج

مرا سر دار مین لٹکا کے خوش ہی
ثمر لایا ہی نخل آرزو آج

لہو مین اشک خون نہلا رہی ہین
لیا کیون نام قاتل بے وضو آج

...ی غربال بھر بازی طفلان مری گل کی — فلک نے خاک چھنوائی نہ مرے پر بھی ہی غم
...صدای کاروان ہوش گم ہون مثل یوسف مین — نہین دیتی ہی مجکو ایکدم بھی بیہودی فرصت
نہین ذوق گلوگیری گریبان پھٹ چکا اپنا — ہوی بیکار اب دست جنون کو ہو گئی فرصت

۵۱	وله	۵

...نگی دہن سے ہی اڑی بات — چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑی بات
...کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی — لب تک آکر پھسل پڑی بات
...مطلب پہ اگر زبان دو تم — ہو منہ سے ابھی نکل کھڑی بات
...دل شیشۂ ساعت اپنا بن جائے — ساقی نکرے جو دو گھڑی بات
...ہین پیٹ کے ہلکے وہ صدف سان — موتی کی طرح نکل پڑی بات

وله

...قصد لے اپنی ہی زاہد کسکو سودائی بہشت — ہم بہ رنگ بلبل دے ڈالین جو ہاتھ آئی بہشت
...پاؤن دوزخکو نہ لون احسان دربان بہشت — وله — کچھ جہنم کا نہین مالک ہی رضوان بہشت

۵۲	ردیف ثای مثلثه	۱۹

...بھولے تم حرف وفا کیا باعث — ہاے خط بھی نہ لکھا کیا باعث
...زلف کو مشک کہا کیا باعث — ہو ہی ہمسے یہ خطا کیا باعث
...لس مسلمان کو بتو قتل کیا — کرتے ہو شکر خدا کیا باعث
...ہی خدا تو رگ جان سے بھی قریب — کیون وہ بت دور رہا کیا باعث

۴۹	ردیف تای فوقانی	۱۳

دیکھین گر سرو قد یار درخت — گڑین قدمون پہ سایہ دار درخت
سنگ کھاتے ہین بار بار درخت — اپنے پھل سے ہین زیر بار درخت
کب ہین مانند قد یار درخت — ہین شگوفون سے داغدار درخت
عشق پیچان کیطرح لپٹو نہین — دیکھون گر مثل قد یار درخت
داغ کھا کر نہ ہم نے پھل پایا — گل کھلا کر نہ لایا بار درخت
زلف مشکین کو کھول دے او سرو — تا کہون ہی یہ مشکبار درخت
وہ شجر ہی ترے نگینے مین — سیکڑون جسپہ ہون نثار درخت
وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بنے — نخل ماتم سر مزار درخت
پھل جو ہی مجکو پھل ہی برچھی کا — ہجر مین ہین یہ مثال دار درخت
کیون نہ پتھر لگاتے ہین لڑکے — ای جنون کیا ہون باردار درخت
سرو صدقے ہین ہو گیا آزاد — دیکھین اب کون ہو نثار درخت
چشم بد دور آنکھین ہین بادام — ہی قد یار میوہ دار درخت
شاخ شعلہ ہو پھول انگارے — جلین دیکھین جو قد یار درخت

۵۰	ولہ	۵

زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت — ہجوم بوسہ لبنے ندی اک بات کی فرصت
قد آدم ترے تعظیم کرتی اوڑ کے خاک اپنی — بس مردن جو دیتی ناتوانی ای پری فرصت

۴۸	ردیف بای فارسی	۱۴

بث چھوا ترے گیسوی عنبرین کا سانپ — ہوا ہی ہاتھ مرا میری آستین کا سانپ

شمن مین دیکھ کے زلف سیہ ہوا نادم — سفید ہو گیا اے جان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو بنا لے کرے دکھای وہ زلف — صدای نی کیطرف آے ہو کہین کا سانپ

لگی یہ پرورش زلف صبح عارض یار — پیے کا شیر سحر میرے مہ جبین کا سانپ

نہین ہی روی عرقناک پر وہ مشکین زلف — یہ اوس چاٹنے نکلا ہی ملک چین کا سانپ

خیال زلف مین رو کر جو شب کو چھپی ہین — ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمھاری آینہ رخ پہ زلف مشکین ہی — حلب مین رہنے لگا اب تو ملک چین کا سانپ

لھو نگا دیکھکے مین جبین زلف مین دو گوش — اگل رہا ہی یہ من زلف عنبرین کا سانپ

جو کھل گیا کبھی ہو باف تھر آئے گا — ابھی ہی کیچلی مین جعد عنبرین کا سانپ

دبا کے ہونٹون مین گیسو کو نار سے کو لے — بجا ہی شیر یہ عادی ہی انگبین کا سانپ

لہا جو ہنسکے نہین دونگا بوسہ کاکل — تو موج خندہ لب ہو گئے نہین کا سانپ

اوڑھا کے اب گل عارض سے زلف ہاتھ مین لو — چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمھارا گیسو انکا رہ بڑھ کے اگی ہو — طلسم حسن بنا دی نہین نہین کا سانپ

وزیر نیکو نکی صحبت سے بد بھی ہوتے ہین نیک
کسیکو کاٹے نہ زنہار یاسمین کا سانپ

افزون کہین ہین حسن مین شمس و قمر سے آپ — آئینہ لیکے دیکھیے میری نظر سے آپ

تا مرتے دم بھی حسرت دیدار ہی رہی | کرتا ہی بند آنکھون کو جلاد یا نصیب
دل یار سے لگاتے ہی نظرون سے گر گئے | کیا اپنے عشق کی ہے یہ افتاد یا نصیب
بھولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین | پر اوسکو اک ہمین نہ ہے یاد یا نصیب

۴۷

واقف کیطرح ہجر مین تڑپے نہ کیون وزیر
وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب

۹

کسکی شمع رخ سے ہے روشن چراغ آفتاب | اندنون کچھ آسمان پر ہے دماغ آفتاب
گر کہون مین راتکو کسے جا ملوگے تو کہے | ہے وہ نادان شبکو جو پوچھے سراغ آفتاب
شمع روے یار سے اوٹھے جو فانوس نقاب | مثل شمع صبح بجھ جائے چراغ آفتاب
ہون وہ میکش ساقی گردون سے لیتا ہون مدام | ساغر مہ راتکو دن کو ایاغ آفتاب
جبین گیسو سے ذرا دکھلا دے عارض کی چمک | یہ وہ شب ہے جسمین روشن ہو چراغ آفتاب
سیر کرتا ہے دل پر داغ کی وہ رشک مہر | ہے بجا کہیے اگر اب اسکو باغ آفتاب
دانت تارے ہین مسی ہے رات پیشانی ہے صبح | قد ہے شمع ماہتاب اور رخ چراغ آفتاب
خط کے بیچ سے نکل آئے ہین یون رخسار صاف | ہو گہن کی قید سے جیسے فراغ آفتاب

آسمان کو بھی ہے کیا عشق رخ جانان وزیر
دل کے داغون کیطرح روشن ہی داغ آفتاب

گر نگاہ دید سے قطع نظر خواب | تمنا وصل کی اور اسقدر خواب
شب فرقت کرے عزم سفر خواب | مری آنکھون نے لے پائی نظر خواب

آج مجھ سے بات اگر کرتے نہیں — دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب

بے دہن وہ ہے تو مین ہون بے زبان — یار کی صورت ہون مین بھی لاجواب

کہکے اک مصرع مہ نو رہ گیا — ہو سکا کب بیت ابرو کا جواب

بات سیدھی کی جو تھا مذکور قد — ذکر ابرو مین دیا ٹیڑھا جواب

کیجیے کیا بات اس کج طبع سے — دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب

باتین کرتا ہے جو پردہ چھوڑکر — مجکو دیتا ہے وہ در پردہ جواب

آگیا اے وای پیغام اجل — پر نہ قاصد لیکے کچھ آیا جواب

۴۶

سنکے بیتیں میری حاسد چپ رہے
اے وزیر اپنا سخن ہے لاجواب

۱۲

آئے ہو ہمپہ کرنے کو بیداد یا نصیب — بھولے ہو ہمکو تو نہیں کیا یاد یا نصیب

کتنے اسیر ذبح ہوے کتنے چھٹ گئے — ہمسے رہا تغافل صیاد یا نصیب

تصویر بھی نہ کھینچ سکی مجھ ناتوان کی — گر گر پڑا ہے خامہ بہزاد یا نصیب

پھریں چمن مین ہمتو کسی سرو کے بغیر — دیکھیں وصال قمری و شمشاد یا نصیب

قسمت یہ اپنی اپنی تجھے خندہ لب کیا — ہمکو عطا کیے لب فریاد یا نصیب

ایذائین وقت ذبح بھی کیا کیا نہین ہوئین — رگ رگ گیا ہے خنجر فولاد یا نصیب

دیکھا جو تجکو کہتے ہین حسرت سے خوبرو — ہم آدمی ہون اور یہ پریزاد یا نصیب

باقی رہا تھا جیب سو ٹکڑے اڑا دیا — دست جنون نے خوب کی امداد یا نصیب

	ولہ	
میکشی پر مستعد ای بت جو تو ہو جای گا		سنگ بھی قالب تہی کر کے سبو ہو جای گا
وحشیو نکے زخم کا جراح کیا جانے علاج		زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جای گا
حسن یوسف سے فزون تر ہی رسول اللہ کا	ولہ	ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا
نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا	ولہ	سلامت ہی اگر سایہ ہمارے دامن تر کا
خون میرا دیکھتے ہی سہم کر قاتل گرا	ولہ	پیشتر گرنے سے اوسکے کیون نہ مین بسمل گرا
چھپ گیا دوستی کے پردے مین	ولہ	دشمن جان نے کیا حجاب کیا
جا لگے گور کے کنارے ہم		کوچ کی ٹھہری یا تراب کیا
ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہی	ولہ	گرہ پڑ جاتی ہی جسوقت دھاگا توڑ کر جوڑا
جلا دیا نہو گلشن مین آتش گل نے	ولہ	دھوان سا آج جو بلبل کے آشیانے سے اوٹھا

۴۵	ردیف بای موحدہ	۱۴
بات کا اپنی نہ جب پایا جواب		ہم یہ سمجھے وہ دہن ہی لاجواب
باتین سنواتین لب خاموش نے		ورنہ ہم دیتے اوسے کیا کیا جواب
بے نشان ہی وہ کمر شکل دہن		کون سی شی ہی نہین جسکا جواب
سادہ کاغذ بھیجا نامے کی عوض		وان سے آیا بھی تو صاف آیا جواب
پوچھتا گر اوس کمر کا مین نشان		غیب سے ملتا مجھے اسکا جواب
تم جو کچھ کہتے زبان تیغ سے		مین دہان زخم سے دیتا جواب

۴۴	ای وزیرا اونکا دہن ہی چشمۂ آب حیات موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا	۵

یہ روی جرم مین جام شراب ڈوب گیا
لگا یا غوطہ جو اوس مہروش نے دریا مین
بڑھا یہ بارش ابر مژہ سے سیل سرشک
تمھاری آتش رخسار نے یہ گرمی کی
چھپایا جام جو ساقی نے گریبان مرا شک

نہان وہ مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا
تو لوگ کہنے لگے آفتاب ڈوب گیا
کہ خیمۂ فلک کے طناب ڈوب گیا
کہین پسینے مین اب ای جناب ڈوب گیا
ستارے آئے نکل آفتاب ڈوب گیا

وله

صدمۂ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
وحشی ہون نہ تصویر بھی لے راہ بیابان
آمادہ نہون پھر کہین توبہ شکنی پر
تعریف یہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کرو ے

ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا
مانی سے کہو پاؤن بنانا نہین اچھا
قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچھا
تم نیک سہی سارا زمانا نہین اچھا

وله

فہم کیا ادراک کا سمجھے جو شان مصطفی
خضر و عیسی کو ابھی مرجانے کا ہو اشتیاق
ہر سحر جاروب دیتا ہی پرون سی جبرئیل

ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی
گر کرے زندہ لب معجز بیان مصطفی
سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی

وله

برنگ شمع ہوا کٹ کے میرا سر پیدا
پلا ہون دامن صحرای بیقراری مین

وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا
ہوا ہون طائر بسمل کے زیر پر پیدا

کب دیا انگور نے شیشہ شراب پاک کا
نام ہی دھوکے کی ٹٹی دار بست تاک کا

ظلم ابھی تو دیکھنا ہی گردش افلاک کا
منتظر ہی شیشۂ ساعت ہماری خاک کا

قتل کو کافی ہی خنجر ناخن سفاک کا
جسم لاغر ہی مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہی پہننا ملگجی پوشاک کا
ہو گئے ڈھیلا ضعف سے اوتری یہ جامہ خاک کا

دور ہو دل سے الم اس ملگجی پوشاک کا
خوب ہو جاتی سفیدی ضعف جامہ خاک کا

اپنی خاطر شیشۂ انگور سے ٹپکی شراب
چاہیے بوتل بنے سایہ سمٹ کر تاک کا

آب خجلت مین نہائے دیکھکر تجکو حسین
ہاتھ مین دستانہ کیسہ بنگیا دلاک کا

آفتاب جام مے نکلا تو اوس مہ کے لیے
بنگیا سورج مکھی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتھ آے تو کر دیجیے ترک لباس
عیب پوشی ہی کہین تہ ہی کم پوشاک کا

کون ساقی ہی مے غم سے جو بہتا ہی سرو
ہاتھ مین کس کے ہی ساغر گردش افلاک کا

غیر سے ہنسکر جھکایا [illegible] سے سر
زہر خندہ نے اثر پیدا کیا تریاک کا

دامن زین سے لپٹ کر [illegible]اد کی
ہو گیا ٹکڑے گریبان حلقۂ فتراک کا

کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد
دیکھیے وان کسطرح ٹھہریگا تنکا ناک کا

پوچھ لینگے راہ وحشی کوچۂ زنجیر کی
ہر بگولا خضر ہی صحرای وحشت ناک کا

جسم کو جنبش نہین ہوتی ہی بے تحریک روح
پاؤن سی آگے چلتا ہی یہ مسکن [illegible] کا

زہر کھائین گل چمن مین خال جانان دیکھکر
داغ مین لالے کی پیدا ہوا اثر تریاک کا

جو شبکو خواب مین دیکھا رخ قیامت زا
سحر کو آئینہ حشر روبرو آیا

نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست
پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سبو آیا

خدائی جسمونکو جانین عطا جو کین ای بت
بجای روح ہمارے بدن مین تو آیا

جلایا طور کو جسنے وہی اگر ہی تجلی
کدھر سے شعلۂ آواز گفتگو آیا

دیے ہین چرخ نے چکر کہ چرخ ہو جای
تماشا دیکھنے میر او ماہ رو آیا

نہ ہمکو ہاتھ مین دل لو مرا پھر آنکھہ دکھاؤ
مزا ہمین ہی اگر جام بے سبو آیا

نہای خون مین ہم ہاتھ جان سے دھوئے
یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا

۴۲	برہمنو جو بھی کفر تازہ ہی	وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا	۹

خط سیہ ہی کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا
غمزہ تجھے سیب ذقن بیر ہو گیا

وہ چشم مجکو مار کے خونخوار بن گئی
آہو شکار کر کے مجھے شیر ہو گیا

زلفون نے دلکو چھین لیا رخ کی دید مین
لوٹا ہی دن دہاڑے یہ اندھیر ہو گیا

بڑھ جایگی جفا بھی ہوا نوجوان وہ طفل
نیمچہ ستم ہو اب شمشیر ہو گیا

یہ کیا جو آستین سے پونچھا ہی کوس تک
ای اشک کوس بھر کا تجھے پھیر ہو گیا

آنسو نکل نکل کے جو مژگان پہ تھم رہے
دریا کنارے موتیون کا ڈھیر ہو گیا

جھک کر ملے جو سب سے تو مرنے لگا جہان
قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا

بلبل چمن مین گل کی روش پر خموش ہے
مجھہ بینوا فقیر کا یان ڈھیر ہو گیا

درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا

۲۳	آئین نہ وزیر او سکو نظر رحم دل زار بنجاے اگر آنکھ بھی تیزاب کا پھاہا	۱۴۱

جو بہر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا	بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا
بیان ابروے قاتل سے منہ پہ کھائی تیغ	جو پیٹھ پیچھے کہا تھا وہ روبرو آیا
ہمیشہ گریہ و زاری رہی کہ خونباری	جو اشک تھم گئے تو آنکھ سے لہو آیا
نماز شکر پڑھی کعبے کو سلام کیا	جو حکم سجدے کا عاشق کو چار سو آیا
اگر زمین کی لو پوچھی فلک کی اونچی کہی	یہ اونکا آدمی اچھا فرشتہ خو آیا
سما گئی مرے سینے مین مثل دل شیشی	تمھارے محتسبو ہاتھ کیا کدو آیا
وہ حال پوچھتے ہین مین خموش ہون دم نزع	زبان جو بند ہوی وقت گفتگو آیا
زبان کٹ گئی دانتون سے ملگئی تعزیر	کبھی جو لب پہ مرے حرف آرزو آیا
گمان ہوا یہ مجھے چاند دھوپ مین نکلا	جو زرد کپڑے پہن کر وہ ماہرو آیا
پلا کے شیر سلاتی ہی طفل کو دایہ	دلیل خواب اجل ہی سفید مو آیا
غضب سے دیکھا جو پھیلائی مینے پیار سے ہاتھ	خدنگ جانب آغوش آرزو آیا
جفائین کیسی وفاؤن کے ذکر پر بگڑے	غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا
ہین احتیاج مین بے احتیاج عالی قدر	کہ چاک جیب سحر کب پئے رفو آیا
ہوے درختو نمین گلبرگ سارے پتے سبز	چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا
سفید ضعف سے کیا ہو گیا تن پر گرد	ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

چار آنکھیں ہوئیں زخم جدائی ہوا اچھا
پردہ ہے یہاں دیدۂ احباب کا پھاہا

خورشید قیامت یہی مشہور ہوا ہے
اوترا ہے اوداغ دل بیتاب کا پھاہا

چھپ چھپ گیا خورشید گریبان سحر مین
جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا

دکھلاتا ہے رہ رہ کی چمک داغ جگر پر
مہتاب ہے کیا کرمک شبتاب کا پھاہا

تیغا کیا ظالم نے در زخم جگر کو
جراح نے رکھا نہین تیزاب کا پھاہا

داغ دل سوزان ہے چراغ شب ہجران
رکھدو پہ پروانۂ بیتاب کا پھاہا

قطعہ

او تری ہی جو مرے زخم سے تو لا اوڑہی بلبل
ہمرنگ ہے برگ گل شاداب کا پھاہا

دیکھا تھا یہ خواب اوسکی نگہ نے کیا زخمی
اور حلقہ ہوا گیسوی پرتاب کا پھاہا

حسرت ہے کہ پھر طالع بیدار سلا دے
پھر زخم لگے پھر وہ ملے خواب کا پھاہا

گلتکیے کو اوسکے دل مجروح پہ رکھدو
خورشید نے بھیجا مجھے مہتاب کا پھاہا

ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے
اب جھانک کے رکھدیجیے جلباب کا پھاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا محضر
لو مہر شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا

کیا زخم کے کوچے مین یہی نقش قدم ہے
اوٹھتا نہین جراح سے تیزاب کا پھاہا

مجروح ہوا ہون طلب بوسۂ لب مین
رکھدے کوئی برگ گل عناب کا پھاہا

زخم دل وحشی پہ گریبان کیطرح سے
سو ٹکڑے ہوا رکھتے ہی تیزاب کا پھاہا

قاتل ترے مجروح کی نیند اور اوڑا دی
پردا اٹھا گر دیدۂ بیخواب کا پھاہا

جا پونہچے اگر سینۂ گردون پہ تڑپکر
سیارہ ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا

کان کی لو تری زلفون مین نہین — ہی چراغ تہِ دامان بلا
گرمی رخ سے عرق ریز ہی زلف — ہی گہربار یہ نیسان بلا
دل مرے سینے مین ہی محو مژہ — ہی یہی شیر نیستان بلا

۳۱	وله	۴۰

گردش مین ہی داغ دل بیتاب کا پھاہا — گرداب بنا چشمۂ سیماب کا پھاہا
چھٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کے پھاہا — رکھتا ہی اثر رات کو سرخاب کا پھاہا
تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا پھاہا — ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا پھاہا
بیتاب ہی داغ دل بیتاب کا پھاہا — اک شعلۂ جوالہ ہی تیزاب کا پھاہا
چکر مین ہی زخم دل بیتاب کا پھاہا — کیا رکھدیا جراح نے گرداب کا پھاہا
خورشید جہان سوز قیامت نکل آیا — لو ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا
گلکاریان کی ہین تہ زر داغ جنون نے — پھولام کا پھاہا ہی نہ کمخاب کا پھاہا
پرتو ترے عارض کا چمن مین ہی دم گلگشت — ہی داغ دل لالۂ شاداب کا پھاہا
قاتل کی صفت کرتی رہینگے دہن زخم — کچھ مہر خموشی نہین تیزاب کا پھاہا
او چرخ ستمگر ہی بڑا داغ جدائی — چھوٹا ہی بہت چادر مہتاب کا پھاہا
پھوڑے کی طرح پھوٹ بہین اور بھی آنکھین — رومال ہوا ہی انھین تیزاب کا پھاہا
ساقی تو مرے زخم کے انگور پہ رکھدے — اس غنچۂ مینائے مئ ناب کا پھاہا
وہ زخم لگا ہی کہ دکھائی نہین دیتا — درکار ہوا مرہم نایاب کا پھاہا

دیکھی کمر کہ جو مستون کی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ مین مری آشام ہو گیا

اوس گل نے منہ لگایا تو بوسی کیواسطے
شکل دہان غنچہ لب جام ہو گیا

کیا کیا غبار لیکے چلے سوی کعبہ ہم
اک گرد پوش جامۂ احرام ہو گیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہو گیا

دل ہی تو اونکو دور ہین بیٹھے ہین گو قریب
جور و برو سخن ہوا پیغام ہو گیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہو گیا

پیری مین او جوان ہوئی امید دید قطع
تار نگاہ ٹوٹ چلا احنام ہو گیا

چلتی ہی کفر و دین کی شراب دو آتشہ
کیا جانے کون ساقی گلفام ہو گیا

سیکھہ آب و نار و خاک و ہوا ہی ملاپ تو
اک دل جو چار ہو گئے اندام ہو گیا

٣٩	یا شاہ انبیا ترے در کا فقیر ہون مشہور گو **وزیر** مرا نام ہو گیا	٩

نہین کٹتا ہی یہ میدان بلا
مدد ای خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہی
ہی مہیا سر و سامان بلا

مر گیا گیسوی پرپیچ مین دل
چھٹ گیا قید ہی زندان بلا

ہار پھولونکے ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پھولا ہی گلستان بلا

بولے بکھرا کے وہ زلفین اپنی
ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ای یم حسن
کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا

گمنام مین ہوا جو ہوے آپ لے دہن راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا	گم اس نگین کے ساتھ مرا نام ہو گیا در کار اب بھی جامۂ احرام ہو گیا

٣٨	کیا جلد آیا حجر مین دون نقد جان و زیر پیک اجل تو قابل انعام ہو گیا	٢٣

سودائے عشق بادۂ گلفام ہو گیا	گردن مین طوق عکس خط جام ہو گیا
موقوف دور گردش ایام ہو گیا	روز سیاہ زلف سر شام ہو گیا
رحمت جو مجکو دی تو ہوا نیکنام یار	آرام دل بنا تو دل آرام ہو گیا
مژگان پہ آ گئے ہین مگر اشک ہائے گرم	خسخانہ چشم تر کا جو حمام ہو گیا
ساقی نے دی شراب تو کوتاہی اسنے کی	شکل دہان شیشہ لب جام ہو گیا
طاعت مری سبب ہے اطاعت کا یار کی	مین اوسکو پوچھتا ہون جو بت رام ہو گیا
آنسو بہا تو رشتہ بپا مرغ دل ہوا	دانے نے کی جو نشو و نما دام ہو گیا
صیاد اوڑ سکیگا نہ اب عندلیب حسن	خط پھول سے عذار پہ گلدام ہو گیا
درد فراق نے ہمین مار آلو کہتے ہین	کیا ہو گیا وصال جو آرام ہو گیا
رتبہ بڑھا یہ آپ کے قصر بلند کا	جھککر فلک کلاہ سر بام ہو گیا
ہذیان تپ فراق سے بکنے لگا رقیب	نکلا مرا بخار اوسے سرسام ہو گیا
دل شاد ہے تری عرق آلود زلف مین	مچھلی کو موج آب مگر دام ہو گیا
اے روح دیکھ صنعت پروردگار کو	مشت غبار جامۂ اندام ہو گیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہو گیا
زنار بڑھ کے جامۂ احرام ہو گیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہو گیا
دور پیالۂ گل بادام ہو گیا

کیا بنگیا بگڑ کے مرا خانۂ خراب
اوٹھا جو گرد باد کبھی بام ہو گیا

شیشہ کہان ہی دل کا جو پتھر او کرتے ہو
مدت سے نذر سختی ایام ہو گیا

ہی آب و خاک و نار و ہوا مین بھی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہو گیا

پونہچا یا تا بہ کعبۂ مقصود فقر نے
ترک لباس جامۂ احرام ہو گیا

ابتو رہائی ناخن خنجر کے ہاتھ ہی
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہو گیا

پتلا ہوا یہ حال اون آنکھونکی عشق مین
بادام کھل کے روغن بادام ہو گیا

ساغر یہ کسنے گردن مینا پہ رکھدیا
طوق گلوے شیشہ خط جام ہو گیا

دکھلایا جذب عشق نے کیا حسن انقلاب
لکھا کسیکا نام ترا نام ہو گیا

کیا بے نقط سناتا ہی تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہو گیا

کرتا ہی مچھلیون کی عوض موتیونکو صید
دھاگا تری خلال کا بھی دام ہو گیا

سچ کہتے ہو کہ مین رگ جانسے قریب ہون
تم روح بنگئے تو مین اندام ہو گیا

طفلی مین بھی لکھی تو الف بے شراب کی
ابجد مرے سبق کو خط جام ہو گیا

کب ہین حریص بحر توکل کے آشنا
موتی کا ایک قطرے ہی مین کام ہو گیا

جب ہاتھ خالی آیا وہ صیاد روئے ہم
کچھ ایسا تار اشک بڑھا دام ہو گیا

سمجھا اشارہ آنکھ کا زاہد ہیون شراب
شیشہ نگاہ کم سے تری جام ہو گیا

از نتائج طبع [illegible] زرافشان

چاہیے نقل مکان کرنا بہت بیمار ہون
قبر کو کھدنے لگی تیار گھر ہونے لگ

حسرت اے پیری کہ اب چلنے کی تیاری ہوئی
جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونے لگ

قد قیامت کا الف ہے میم محشر ہے دہن
اک جہان دو حرف سے زیر و زبر ہونے لگ

بڑھتے بڑھتے ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہے بدر
نیمچہ ہون دست قاتل مین سپر ہونے لگ

بلبلون نے آنکھ ڈالی ہے رگ گل جانکر
ٹکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگ

دو ہی باتو نمین ہوئے وہ دہن مین بے زبان
قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگ

پیار کسکو تیری آنکھون پر بھلا آتا نہین
سرمے کا دنبالہ آغوش نظر ہونے لگ

ہے روان ہر ایک عنصر اپنے مرکز کیطرف
پہلی منزل مین جدا ہر ہمسفر ہونے لگ

خندۂ دندان نما سے دو ہلال آئے نظر
رات مجکو شبہۂ شق القمر ہونے لگ

تجسے لڑکر ہم جو آئے باغ مین اے جنگجو
شاخ پر خم تیغ ہر پتا تبر ہونے لگ

اب کوئی رستا بھٹکتے ہین ہم اے خضر اجل
جادۂ راہ عدم موئے کمر ہونے لگ

کرتے ہین ہر روز گلگشت ریاض کوے یار
جیتے جی فردوس مین اپنا گذر ہونے لگ

تنگنائے دہر نے تاثیر سی تاثیر کی
روزن دیوار سے کوتاہ گھر ہونے لگ

جب پڑا دشت مین عکس گوہر ہر آبلہ
ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونے لگ

۳۷	ہوگئے تیمور پا سے حرص جب توڑا وزیر ہاتھ اوٹھایا جاہ سے سر پر چنور ہونے لگا	۲۳

ساقی سے آج نامہ و پیغام ہو گیا
ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

سخت جانی سے چھڑین چنگاریاں ہنگام ذبح
سنگ و آہن ملگئے پیدا شرر ہونے لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا اڑ گئے
صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونے لگا

کیون نہ ای شمشاد قد کہیے چمن آرا تجھے
سائے سے ہر ہر قدم پیدا شجر ہونے لگا

کاٹکر سر میرے قاتل کو ہوئی فرصت کہان
خون کا قطرہ جو نکلا بڑھ کے سر ہونے لگا

زور عریان ہون اگر دیکھے کوئی عریان نہین
لاغری سے پیرہن تار نظر ہونے لگا

دیکھ ای بت کیا دیا اللہ نے نعم البدل
گھر سے باہر تو جو نکلا دل مین گھر ہونے لگا

خاک مین ملنے لگا دریا جو آنسو تھم گئے
سوکھکر گرد یتیمی گہر ہونے لگا

وصف کرنا ہے ہمین کسکے طلائی رنگ کا
کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونے لگا

چشم و ابرو سے اشارے کیسے ای ساقی کیے
نیمچہ دست سبو ساغر سپر ہونے لگا

بڑھ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلفون کا ذکر
آج کل درس مطول مختصر ہونے لگا

۳۶ جب لگا لکھنے لب جان بخش کی مدحت فرید
موج آب زندگی ہر شعر تر ہونے لگا ۲۰

خط سے نہان عارض رشک قمر ہونے لگا
رات اب بڑھنے لگی دن مختصر ہونے لگا

کچھ خبر ایسی سنی دل بے خبر ہونے لگا
خط کو بڑھتے دیکھکر ٹکڑے جگر ہونے لگا

کیا ہی لپٹا ہے مرے دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونے لگا

بھر گیا جب خون مجھ بسمل کا تڑپے اسقدر
تیغ سے جوہر جدا مثل شرر ہونے لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہے شاخ سبز سے
ابر اوٹھکر تیغ قاتل سے سپر ہونے لگا

بے زبانی باتین سنوانے لگی
گالیون پر منہ تمہارا کھل گیا

تھا قلمبند ابھی آزادی کا حال
خط کو جب اوسنے لپیٹا کھل گیا

خط پہ خط لائے جو مرغ نامہ بر
بوسے ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

۳۵ ولہ ۲۴

نیمچہ سر تک پونہچکر تیز تر ہونے لگا
دیکھ او قاتل فسان دوران سر ہونے لگا

حال بیتابی دل پیش نظر ہونے لگا
اشک جو نکلا وہ عینک آنکھ پر ہونے لگا

سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونے لگا
آئی پیری استخوان شمع سحر ہونے لگا

یار کا نخل عداوت بارور ہونے لگا
بڑھ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونے لگا

سختی ایام دوڑی آتی ہے پتھر لیے
کیا مرا نخل تمنا بارور ہونے لگا

دیکھ او گلچین اسے کہتے ہین فرط اتحاد
تو نے توڑے پھول ہین بال و پر ہونے لگا

ہو چلا پانی سے پتلا روی تابان دیکھکر
آفتاب اک کاسۂ شیر سحر ہونے لگا

کیا چمن مین شاد ہو ہمین بلبل نازک مزاج
گر ہوا بھی چھو گئی بے بال و پر ہونے لگا

ہو گیا بے چین مین دشمن کی بھی فریاد سے
دل نے جب نالہ کیا ٹکڑے جگر ہونے لگا

جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہ چلے
ابر رحمت سا قبا دامان تر ہونے لگا

لن ترانی کی صدا زنجیر در سے آئیگی
گرتے گرتے لامکان بندہ کا گھر ہونے لگا

آسمان سمجھا جو دیکھا شب ترا قصر بلند
چاند کا دھوکا چراغ بام پر ہونے لگا

اوبت کافر خدائی کا تو اب دعوی نکر
ہو گئی قید مکان جب دل مین گھر ہونے لگا

٣٣	صفت مین انگشت نما ہو گیا	٩

آنکھو نمین تیرے کیا مین سبکبار ہو گیا — نظرون مین تولنے کے سزاوار ہو گیا
بیوجہ زلف کا مین گرفتار ہو گیا — بیجرم بال بال گنہگار ہو گیا
ہر دم کی تاک جھانک سے بیمار ہو گیا — روزن کو دید کا ترے آزار ہو گیا
آنکھین لڑائین تونے مین بیمار ہو گیا — اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہو گیا
رہتی ہی دید چشم تصور سے ہجر مین — نزدیک دور بین سی دلدار ہو گیا
برسات کے دن آئے تو جگنو نکل پڑے — رویا جو مین تو نالہ شرربار ہو گیا
میٹھی چھری سے تونے بنایا مگر قلم — خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا
مستی مین پا ہی ساقی [illegible]ش پر گرا — بیہوش کیا ہوا کہ مین ہشیار ہو گیا
کرنے لگا ہی شکوۂ جور و جفای یار — دشمن ہمارے دوست سی بیزار ہو گیا

٣٤	ولہ	٩

ابر کیا گھر گھر کے آیا کھل گیا — بس ثبات بحر دنیا کھل گیا
راز دل کتنا چھپایا کھل گیا — حال اس دولت سرا کا کھل گیا
حسن عارض عارضی تھا کھل گیا — خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا
آنکھ سے رومال سرکا بعد مرگ — چشم تر کا آج پردا کھل گیا
تم جو بولے ہو گیا ثابت دہن — یا تو نہین یا تو نمین عقدا کھل گیا
کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری — ناخن خنجر سی عقدا کھل گیا

آنکھون سے طوفان بپا ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا

ای قد خم گشتہ مرے مرحبا
ایک تھا کہنے کو دوتا ہو گیا

فرش آلی ہی زمین ای جنون
جان کے مین برہنہ پا ہو گیا

خط مین جو مضمون خط سبز تھا
تیرا کبوتر بھی ہرا ہو گیا

چھوتے ہی وہ زلف مرے روبرو
تجکو جنون باد صبا ہو گیا

ساتھہ کسی نے نہ دیا بعد مرگ
ہاتھہ جدا پاون جدا ہو گیا

پرتو رخسار بنا آفتاب
نقش قدم ماہ لقا ہو گیا

وصل ہوا جب تری شمشیر سے
بند سے بند اپنا جدا ہو گیا

بزم مین کس مست کی ہی آرزو
دست سبو دست دعا ہو گیا

لیکے بہنچ کشتی می ساقیا
اشکون سے طوفان بپا ہو گیا

کھل گئے بس شکوون کے دفتر ہزار
ایک مرا نامہ جو وا ہو گیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین
کی جو دوا درد سوا ہو گیا

کیا ہی حسینون کا تصور بندھا
سامنے پریون کا پرا ہو گیا

خوب ہوا تمنے جو چھڑکا نمک
زخم کے کھانے کا مزا ہو گیا

نامہ وہ بھیجا نہ کوئی پڑھ سکا
خط مری قسمت کا لکھا ہو گیا

دولت دیدار لٹاتا ہی یار
آج فقیرون کا بھلا ہو گیا

ہاتھہ وزیر اوسکو لگا یا نہین

بجز بحر طویل آئی نہ ہرگز چھوٹی بحر وہین
بڑا مضمون ہے ای چشم تر اشکو نکی دریا کا

بہار ایسا ہی چمن تلووں سے اپنے خار چبھ چبھکر
برنگ دامن گل اے جنون دامن ہے صحرا کا

کیا کشتہ مجھے عشق دہان تنگ نے ایسا
دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنا ناکا

بھلا کیا کوئی گل اپنا ہو اس گلشن مین اے بلبل
نہین جب آشنا پاؤن سے کوئی خار صحرا کا

لڑائی بے سبب کرنا بہانا کر کے کچھ ملنا
اوٹھاتی ہین مزا وصلت مین رنجش ہای بیجا کا

مرا صیاد دام زلف کو ہے تا کمر کھولے
شکار اوسکو ہو منظور شاید آج عنقا کا

اب آ آئے آفتاب اس بزم مین تیری ہی جا خالی
متہ بان ہے پنبہ چرخ مین عالم ہے مینا کا

مری وحشت بھی زلف یار سے ہے سلسلہ رکھتی
دھوان زنجیر ہے میرے چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی
ہماری ہاتھ مین جام ہے عصا شیشہ ہے صہبا کا

پر عنقا مسین ہین اور دہان تنگ عنقا ہے
دہن کے پاس خط نکلا نہین سایہ ہے عنقا کا

ہوا مثل صدف صحرا ہماری دشت گردی سے
کہ اوسمین گوہر یکدانہ ہے ہر آبلہ پا کا

عجب یہ رابطہ ہمسے کیا ہے رنج و راحت نے
کہ گل تو آشنا سر کا ہے اور کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہے تجھسے عیسی کو نہین نسبت
کہ باتین لے دہن کرنا نہین ہے کام عیسی کا

٣٢	وزیر ایسا ہون مین وحشی کرون گر غسل دریا مین بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا	١٩

شیفتہ زلف دوتا ہو گیا
خود مین گرفتار بلا ہو گیا

بیٹھے بٹھائے تمہین کیا ہو گیا
اوٹھ کے چلے حشر بپا ہو گیا

کھینچی تیغ اوسنے کیا مین نے مقابل دلکو
خشک آنسو ہوے ہیں ہیں وہ اب عشق نہیں
ہاتھہ دکھلاکے یہ بولا وہ مسلمان ادہ
جب وہان جاتا ہون تو ضد سے مری صورت چشم
دیکھنا حسرت دیدار اسے کہتے ہین
پیش از ین ہچکی تھے سن سنکے دلا پردہ گوش

دوست ہے اپنے لڑاتا ہو نہین دشمن اپنا
مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا
ہو گیا دست نگر ابتو برہمن اپنا
بند کر لیتی ہی دیوار بھی روزن اپنا
پھر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا
اتبو ہونٹون تلک آتا نہیں شیون اپنا

٢١

آج تک نوح کا طوفان اوسے کہتے ہین وزیر
ایک دن ہمنے نچوڑا تھا جو دامن اپنا

٢٣

مری وحشت سے عالم محفل میں ہے صحرا کا
ہمین سمجھ وہی تیرے دیکھنے ہی کی تمنا کا
قد خم گشتہ نے پونہچا دیا ہی سرکو قدمونپر
ہو استی ہین جو اپنا گذر گلشن ہین ایسا تی
کسی عنبر شن چشم کا وحشی ہون نخچیر اری پہ گراون
گلی سے سرخی پان ہورت مری جو نظر آئی
پریشان صورت سنبل ہی حیران شکل آئینہ
صراحی ار گردن ملکر اوسکی یہ جلتا ہی
اوڑھاین سمجھیان ہمنے تو اپنے جیب دامن کی

ٹپک کر مری کا قطرہ آبلہ ہو پاے مینا کا
ہوا زنجیر کے حلقونمین عالم چشم بینا کا
گل دستار وحشت ہین بنا گھٹا کف پا کا
ترے ہی تکنے والے تھے پہلے تاک کو تاکا
پیالہ ہوے حلقہ دیدۂ آہوے صحرا کا
ہوا شک میکشونکو گردن ساقی پہ مینا کا
کہین کیا حال ہے تیر گیسو و عارض کے شیدا کا
برنگ شمع سوزان بزم مین عالم ہی مینا کا
اجازت دی جنون نے ٹکڑے کر دین دامن بھی صحرا کا

پونچا ہین کیا ہی گھات سے دندان یار تک | کا ہیدہ ہو کے بنگیا تنکا خلال کا

غنچے چمن مین چٹکے چلی ناز سے نسیم | انداز اوڑا یا ہے نے تری بول چال کا

ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہوگیا | شہرہ ہوا بلند جو تیرے جمال کا

برسون زمین شعر مین ہو پامال ہی رہا | مضمون بندھ گیا جو کبھی تیری چال کا

ہم منہ کو دیکھ دیکھ کے رہجائین یا نصیب | لوٹے او گالدان مزا وصل و گال کا

جراح میرے زخمون پہ ٹپکائیو ضرور | روغن اگر ملے تجھے قاتل کی ڈھال کا

۳۲

برپا ہوا ہی فتنۂ محشر جو ای وزیر
کچھ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا

۱۶

اپنے محبوب کا کوچہ ہے مسکن اپنا | بلبلو تمکو مبارک رہے گلشن اپنا

شمع سان لسکہ ہر اک داغ ہی روشن اپنا | مثل فانوس ہوا ہی پیرہن تن اپنا

داغ دل گل ہین پریشانی دل ہی سنبل | ای گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا

یار کو ایسا چھپا تین کہ ہوا بھی نہ لگے | شکل فانوس ہوا اوس شمع کو دامن اپنا

کیون نہ صحرا ای قیامت ہو یہ دشت وحشت | کم نہین صور سرافیل سے شیون اپنا

ہمتو ای شمع رخو حسن پرست ایسے ہین | صرف فانوس ہو پھٹ جاے جو دامن اپنا

یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہی | دوست سے کم نہین اپنے لیے دشمن اپنا

اپنی تیغ ابی ہی قاتل ہی جو ہو اور کی ہاتھ | غیر کے پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا

خاکسارونکو بھلا چاہیے کیا زینت تن | جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

موے کمر ترا بنے پھندا جو بال کا — پھنس جاے مرغ جان دلِ نازک خیال کا

سایہ جو پڑ گیا ہی ہماے جمال کا — لون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پھر منہ دکھاے مجکو نہ فرقت ملال کا — یارب ہو روز وصل مرادِ وصال کا

تصویر کھنچ چکی تو لکھا حشر زیرِ پا — مانی سے جب کھنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہی یہ بھی اوسنے جو مسّی لگائی ہی — یعنی دہان تنگ پہ دھوکا ہو خال کا

تلوار کی سی آنچ ہی بتی کے شعلے مین — روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈھال کا

مردے جیے ہین سنکے یہ ہی طرز گفتگو — مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا

ازبسکہ ہین ترے دُر دندان سی منفعل — تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا

ہم سب سے پوچھتے ہین نشان دہان یار — ہرگز نہین جواب ہمارے سوال کا

گذری جو کوہکن پہ وہی یان ہی سرگذشت — ہی ایک حال قصۂ ماضی و حال کا

وحشت مین یاد جیب دلا کر دیے ہین رنج — ٹکڑے کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکھین مجھے دکھا کے جو دیوانہ کردیا — پہنا و طوق حلقۂ چشم غزال کا

کھولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ نلی کوئی — افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن نہو فلک سے کسی شب چراغ ماہ — روغن نہ ہاتھ آئے اگر تیری ڈھال کا

تو ہمکنار رہو تو بنے یہ مہ تمام — آغوش مین ہمارے ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیرے دانتونکی جانب نگہ مری — تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہی دنکو چاندنی کا ترے زخمیونکو خوف — پر توفگن ہین یہ جو ہی چاند ڈھال کا

قہر تھا محفل سے جانا ساقیِ گلفام کا
شیشے کیا اوڑا اوڑ گیا مینا بھی رنگ جام کا

ساتھ اوسکی مین بھی کھنچ جاتا ہون فرط ضعف سے
سایۂ دیوار ہو جاتا ہی زینہ بام کا

بیقراری دلکی کیا جانے کدھر کو لیگئی
ڈھونڈھتا پھرتا ہی مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جاکر جو بیٹھا پاؤن میرے سو گئے
کوچۂ محبوب بھی کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب تھی نہ مجکو بسکہ امیدِ سحر
صبح کے تارے پہ دھوکا تھا چراغ شام کا

زاہدا سب مبتلا ہین اپنے اپنے حال مین
مین مسخر جام کا تو نفس نافرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکھلا دو تم
دیکھنا پتھر سے پھر سر پھوڑنا بادام کا

لائی ہی کس دشت مین یارب مجھی سرگشتگی
جستجو مین ہی بگولا گردشِ ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپ کر مر گئین
بار ٹہر کا ڈورا تھا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکھیہ طفلی مین بھی گہوارہ تو کرتا ہو یاد
چاہیے آغاز مین رکھنا خیال انجام کا

جب خیال میکشی مین گرتے ہین آنکھون سے اشک
یاد آجاتا ہی ایساقی چھلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبانِ حال سے
حرف جو لکھتا تو اپنے بسملون کے نام کا

پاس اپنے وہ ستمگر بیٹھنے دے کب مجھے
حرف کاغذ سے اوٹھاتا ہی جو میرے نام کا

قاصدا یہ حال ہی صورت بین حالم میرس
ضعف سے مشکل ہی آنا لب تلک پیغام کا

۲۹	اور بھی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو قہقہہ شیشون کا ساقی اور چھلکنا جام کا	۲۵

مٹ گئی جب کہ تو نہ آئے گا
گل لالہ ہمارے مدفن پر
ہون وہ گریان کہ میری تربت پر
سر جھکائے رہا سدا گردون
فوج طفلان سدا رہی ہمراہ
شعلہ رخسار آئے راتون کو
صورتِ گرد باد گرد پھرا
اوٹھ گیا یار میرے پہلو سے
چلے ٹھکرا کے میری تربت کو
ناز نے دی نہ رخصت آگی اوسے

موت کا ہمکو انتظار رہا
دل کے داغون کا یادگار رہا
مدتون ابر اشکبار رہا
کیا کیا تھا جو شرمسار رہا
مین تو وحشت مین باوقار رہا
یون چراغان سر مزار رہا
ہو کے خاک اوسپہ مین نثار رہا
درد پہلو مین یادگار رہا
خاک سے بھی مری غبار رہا
دو قدم جب مرا مزار رہا

۲۸	چشم میگون کا مست تھا جو وزیر ایک مدت تلک خمار رہا	۲۰

صبح کا عالم ہی رخ مین گیسو ؤن مین شام کا
وصف وہ کرنے لگا چشم بت گلفام کا
مین نہین گھر مین نشان باقی ہی میرے نام کا
موت ہی زاہد کو پینا بادۂ گلفام کا
روز فرقت نے ہمارے منہ دکھا شام کا

طور ہی پھرنے مین تیرے گردش ایام کا
گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا
ایجنون مثل نگین عالم ہی میرے بام کا
ٹوٹنا پانی سے ثابت ہی سبوی خام کا
یون پھری ہمسے بھلا ہو گردش ایام کا

آسمان ہی وار گون خورشید بھی ہی واژگون
کسنی چھیری آنکھ جو بخت جہان واژون ہوا

نکلے ہین دو خال بالائے لب میگون یا
رتبہ مہ سے دو بالا رتبہ افیون ہوا

وصف چشم مست سی ہر دائرہ ساغر بنا
ساقیا شکل بطء مے طایر مضمون ہوا

حال اپنی بیقراری کا نہ ٹھیرا بیت مین
طایر رنگ پریدہ طایر مضمون ہوا

سرخ موباف اوسنے ڈالا زلف مین ہم مر گئے
دیکھنا اوسکا ہمارے واسطے شبخون ہوا

مر کے ہم زیر زمین بھی ساتھ اپنے لے گئے
یہ زر داغ جنون گنجینہ قارون ہوا

چشم و ابرو کو بنایا ایک جا استاد نے
صاد کے قابل ہی یہ تحریر اوس سے نون ہوا

گل کھلائی مین مری وحشت نے دیکھو ای عندلیب
سنگ جو آکر لگا وہ خون سے گلگون ہوا

خوبرو محتاج ہرگز غیر کے ہوتی نہین
چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا

آگیا اوس مہروش کے رخ پہ گرمی سے عرق
چشمہ خورشید مین ظاہر در مکنون ہوا

پاؤن پڑتی پر بھی ہرگز منہ وہ دکھلاتا نہین
گلشن شداد کافر کا رخ گلگون ہوا

۲۷	ہو گیا لبریز مے اعجاز ساقی سے وزیر جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا	۱۵

خواب مین تجھسے ہمکنار رہا
عین غفلت مین ہوشیار رہا

خوش نگاہون سے مجکو کار رہا
تیر بیداد کا شکار رہا

طوق و زنجیر پہنی طفلی مین
عشق تب بھی گلے کا ہار رہا

سبکی نظرون مین ہو گیا مین سبک
خاطر یار ہی پہ بار رہا

دیکھتے ہی مجکو بس ٹھہر گئی چشم رقیب
آج ای تاثیر وحشت مین تر امضمون ہوا

وصف ابرو مین مہینا بھر فلک نے فکر کی
ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا

ہم سے کا ہیدہ ونکو اس دسے اوٹھایا سپہر
آسمان تنکے لگا چننے مگر مجنون ہوا

جو سہی قد تھا جوانی مین ہوا پیری مین خم
یہ وہ مصرع ہی کہ موزون ہو کے ناموزون ہوا

عاشق معشوق اک ہی خاک سے پیدا ہوے
یہ بھی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

۲۶

یہ ہمین ہین سیکڑون ہی بیتین کہ ڈالین ورزیر
وصف قد مین ایک مصرع سرو سے موزون ہوا

۲۲

دم بھی نکلا ساتھ جب انکو نسی جا بی خون ہوا
شہسوار رہ کو خون روان گلگون ہوا

جلوہ گاہ قد موزون دیدہ پرخون ہوا
بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا

اونگلی جب رکھی الف پر شرم سے وہ نون ہوا
تو وہ ہی شاگرد جو استاد سے افزون ہوا

وہ پری ہی دختر رز دیکھکر مجنون ہوا
محتسب کو توڑنا شیشے کا بس افسون ہوا

ہو نہین وہ مجنون نہ اس سے طی مراحل ہون ہوا
پھرتے پھرتے صاف شکل آبلہ گردون ہوا

بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
استخوان کھائی سگ لیلی نے جب مجنون ہوا

اپنا ثانی دیکھکر شمشاد کو وہ سرو ناز
ہنسکے بولا کیا توارد مصرع موزون ہوا

اسقدر مین پرحم دل ہون جھکی ٹوٹی نہین جو خار
آبلہ ہر ایک شکل دیدہ پرخون ہوا

واہ ری وحشت ہوا جب و حکا اپنی گذر
ماہ نو کا ٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا

ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہی لیکن ساتھ ہی
مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہمین افزون ہوا — حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا — آہ تی قمری مرگئی بلبل کا ادھر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا — ہو گیا جب قتل وہ دامنگیر میرا خون ہوا

سوکھکر کانٹا ہوئی ہر اک مری انگشت پا — اے جنون خار بیابان کا نہ مین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ — ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد وا ہی لیکن اڑ سکتا نہین — طائر رنگ حنا بھی طائر مضمون ہوا

صاف بندش ایسی دی ہر بیت آئینہ بنی — دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سی پہلے ہی مرجا پھر تو بیڑا پار ہی — جسم جب بیجان ہوا کشتی اوسی جیحون ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت — دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنے گھر مین خوف رسوائی سی دفن اوسنے کیا — حور نے گاڑا مجھے فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑھنے کو جب آیا وہ رشک آفتاب — گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سی ایسی شمع سان جلتے ہین خار — دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہو گیا — ضعف میرا حسن تیرا دن دن افزون ہوا

پاؤن جب رکھا ہمارے غیرت مہتاب نے — فرش با انداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین — جب اڑا چہرے سے اپنے رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان پاتے نہین دنیا مین ہم — سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابروی قاتل ہر رخ مژگان مدام — یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بھی مفتون ہوا

کسی جانباز کی گردن پہ نظر آئیگی پھر | یار کے دوش سے جبدم ہوئی تلوار جدا
سایہ سان ہم بھی ترے ساتھہ تڑپتے جائین | نہون قدمون سے ترے کشتۂ رفتار جدا
تیغ ابرو ہی یہ کچھہ زلف نہین ای شانے | اونگلیان چھوتی ہی ہوجائینگی دوچار جدا
حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا | یاران دونون سے ہین تیرے طلبگار جدا
ہون مین وہ ہجر نصیب آکے جو ٹھہرون کوئی دم | تیری دیوار سے ہو سایۂ دیوار جدا
باڑھہ بندوق کی ہی قلقل مینا مجھکو | موج می ہجر مین دکھلاتی ہی تلوار جدا
وردلب تذکرۂ خال رہا تا دم مرگ | استخوان سے نہین اب زاغ کی منقار جدا
ساتھہ لیجاؤن گل داغ فراق گلشن | ہون وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا
زخم آئینہ بنین دیکھین جو روے قاتل | بولے طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا
جذبۂ شوق شہادت مرا دیکھہ ای قاتل | ہوگئی میان سے ازخود تری تلوار جدا
مارڈالی یہ ہزارون کو نہوا وس سے گزند | جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا
اوسکے گھر جاؤن تو صدمے سے مجھے زبان گو ہوے | آنکھین دکھلانے لگین روزن دیوار جدا
ہو وہ دلچسپ تن یار کہ اوتری نہ قبا | تار سے جب تلک اوسکا نہوا تار جدا

۲۵

حشر کے دن بھی تری زلف ہی اور دست وزیر
اس سلاسل سے نہوگا یہ گنہگار جدا

۲۵

مرگیا لیکن نہ ہین منت کش گردون ہوا | خاک سی پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا
ایک بھی مصرع نہ اوسکی وصف مین موزون ہوا | صورت عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

کیا باغ مین گل ذکر ہوا وس عیسی کا — ہم جدا رونے لگے نرگس بیمار جدا

ری باتو نسی جو چھوڑو مین تجھی کیا ہی عجب — لب سی لب کو ترے کر دیتی ہی گفتار جدا

یسا تیر اوسنے لگایا کہ صفت کرنے لگا — دہن زخم جدا اور لب سو فار جدا

وٹھہ گیا کون کہ ہی گھر مرا ماتم خانہ — اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ری یہ دلچسپ مکان اوسکا پڑی جسکی آنکھہ — صورت دیدۂ روزن نہوز نہار جدا

ل مچایا ہی جو زنجیر و نے ای زندان بان — آج زندان سے ہوا کون گرفتار جدا

ہ صنم چشم سے پتلی کیطرح دور نہین — آنکھہ کے ڈور یکی صورت نہین زنار جدا

چھہ کشش تیغ نے کی اور کچھہ اوسنی جلدی — آخر کار ہوا تن سے سر اکبار جدا

بلا وہ ہی کہ سایہ بنے اور ساتھہ رہے — دنکو بھی ہجر کی شب مجسے نہین یار جدا

یری آنکھونمین شب و روز پھرا کرتی ہو تم — چشم بد دور زمانے سے ہی رفتار جدا

سل کا شوق یہ ہی پہنے مرے کپڑے جو تو — مثل پیراہن گل پھر نہون زنہار جدا

۲۴	ای وزیر اسپہ ہی اب نگمک تجمی شاہ کہ محمدؐ سے نہین حیدرؑ کرار جدا	۱۸

ر ہی جائے جو ہو گیسو سے دل زار جدا — یہ وہ شب ہی نہو اس ہی کوئی بیمار جدا

ان جدا اشک رو ان قص مین ان یار جدا — تارے سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

رشہ جنبش مین جدا ابرو خمدار جدا — نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل روز کھلا رکھتے ہین گل کھا کھا کر — یان خزان مین بھی نہین ہین گل بیخار جدا

حنائی ہاتھ مین گیسو کو لیکے بولا یار
دم شکار جو گیسو کو اپنے کھول دیا
کوئی فسون سے چلا آیا اوسکے دم مین مین
جو کھایا زہر تو یاد دہان شیرین مین
کرے غرور نہ طاعت پہ کچھ وہ زاہد سے
فسانہ لب شیرین جو تا فلک پونہچا
اب آگے دیکھیے اسی طفل کیا پڑھائیگا
ہدیہ آیا سگ یار نذر کیجیے کیا

یہ میرے دزد حنا کے لیے کمند ہوا
سمند ناز کو اوسکے شکار بند ہوا
پری کی طرح سے شیشے مین آپ بند ہوا
زبان تک آتے ہی آتے مثال قند ہوا
مرے کریم کو عذر گنہ پسند ہوا
یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا
الف ابھی سے ترے ناز کا سمند ہوا
اک استخوان تھا سو وہ اوسکے ناپسند ہوا

۱۹	جو روئے ہم تو گرے ٹکڑے استخوانکے فزیہ جنون مین سنگ سے یہ جوڑ بند بند ہوا	۲۳

حسرت ای جان کہ ہو دلبر سے دل زار جدا
در پی قتل زمین پر وہ ستمگار جدا
چشم سے چشم ہی ہو جو یہ دلدار جدا
ہو یہ الفت مجھے سفاک نے جب وار کیا
اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہی آمرزش پہ
تیغ کہسار سے کیا کبک گلا کاٹ ہوا
جو خریدار گیا آپ بکا ای یوسف

مژدہ ای موت کہ عیسی سے ہی بیمار جدا
ماہ نو چرخ پہ کھینچے ہوئے تلوار جدا
چاہیے تھا ہے بیمار سے بیمار جدا
شکل ابرو نہ جبین سے ہوئی تلوار جدا
کبر زاہد ہی جدا کبر گنہگار جدا
ابھی سر کتنے کریگی تری رفتار جدا
تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

۲۴	مری غزل کی صفت کر کے یار کہنے لگا سخن وزیر کا اب پادشہ پسند ہوا	۲۲

بس از فنا اثر سوز دل دو چند ہوا
جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا

فروتنی سے نہ دست دعا بلند ہوا
دعا بھی سجدے مین کی عجز پہ پسند ہوا

نہ آیا محفل مے مین گر ایکدن ساقی
دعا کے واسطے دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سے مکھڑے کا عکس بولا یار
سپہر کے چاند کا اب مرتبہ دو چند ہوا

تجھے جو بام پہ اے ماہرو کھڑے دیکھا
فلک سے آج ستارہ مرا بلند ہوا

کھلایا ایسا مجھے عشق خال جانان نے
کہ میرے سائے پہ بھی شبہۂ سپند ہوا

گرا ہی دیکھ کے اوس زہرہ وش کا چاہ ذقن
فرشتہ خو تھا دل آخر کنوین مین بند ہوا

پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا مین
ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا
شہید دیکھ کے اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی دار
بلائین لینے کو دست سبو بلند ہوا

تری ہے آہ اسیرون کی دیکھ اے صیاد
تو اپنے گیسوون سے بستہ کمند ہوا

یہ آرزو ہے ترے دیکھنے کی آنکھونکو
دعا کو پنجۂ مژگان تلک بلند ہوا

یہ تیرے افعی گیسو مین زہر ہے قاتل
پڑا جو سانپ پہ سایہ اوسے گزند ہوا

قطعہ

مٹایا دل سے مرے آج رنج عریانی
کیا شہید جو تو نے نیاز مند ہوا

بنے ہین صورت دامن یہ زخم دو منہ دار
گلے کا زخم گریبان تیر بند ہوا

خمیدہ ضعف سے ایسا ہین دردمند ہوا — کہ سایہ پاؤن کا ہر سے مرے بلند ہوا

کیا پسند خلائق نے اسقدر اوسکو — کہ رفتہ رفتہ گئی دنمین خود پسند ہوا

لکھا اسیر دان کو اوسنے جو خط آزادی — ہزار طرح لپیٹا مگر نہ بند ہوا

کسی نے بات نہ پوچھی بس فنا میر — ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتھ اوسکے کھنچ گیا مین بھی — تمھارے بام کا سایہ مجھے کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح — دعا کو پنجۂ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی اوسے یاد آیا وعدۂ وصل — ہمارا عقدہ کشا اوس قبا کا بند ہوا

زبان شمع سے نکلے صدای بسم اللہ — چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

یہ زور آتش سنگ حنا نے گرمی کی — تری ہتھیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنے صانع کا — وہ آینہ ہون سکندر کے ناپسند ہوا

ہوا ازبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان — ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

بجھا کے زہر مین تو نے لگائی کیا تلوار — ہر ایک زخم جو سرگرم زہر خند ہوا

نچھوڑی مرنے پہ تعظیم اوسنے مری نعش کی — غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزے اوٹھائی خفا ہوکے اوسنے پیسے جو دانت — ہمین تو سودۂ الماس سودمند ہوا

ہر اک جوانکا پیری مین قد جھکا آخر — یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہو خالق ایک ہی ای بت یہ اپنی قسمت ہے — تو بے نیاز ہوا مین نیازمند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نے گلشن مین — غبار قمریونکا سرو قد بلند ہوا

مثل خورشید ہی ای گل یہ تن سرخ ترا
کیون نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ ملبوس تو چھونے سے اوڑا جاتا ہی
تاب آغوش کی کیا لائے تن سرخ ترا

خط سے زائل نکبھی ہو رخ گلگون کی بہار
رہے سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوۂ شبنم و گل جب شب مین دیکھا
یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس مسون کا اسیر
خط سے یہ سبز نہین ہی ذقن سرخ ترا

دست گلگون نہین جسطرح حنا کی محتاج
یونہین بیکار ہی یہ پیرہن سرخ ترا

دیکھ سکتے نہین اس در سے کبھی بھر کے نظر
کہین بنجائے نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بھی اک لطف تھا ہوتا جو بہم ای سوفار
دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سی نظر آتی ہی
لطف رکھتا ہی عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشان ہی خیال خط مشکین ایدل
خاک اچھا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سے نسبت
کہین خورشید سے روشن ہی تن سرخ ترا

مرتے دم سیب کو کیون سونگھ لیا یوسف نے
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمۂ موج تبسم سے یہ ہوتا ہی کبود
تاب کیا بوسے کی لائے دہن سرخ ترا

۲۱

خونفشان چشم ہی کس گل تصور مین وزیر
رشک برگ گل تر ہی کفن سرخ ترا

۲۰

یہ مجکو شیوۂ افتاد کی پسند ہوا
غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا

تمہارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

کہیے یاران عدم کیا گذری — کچھہ لب گور سے فرمائیے گا

یوسف حسن اگر گم ہوگا — آپ یعقوب نظر آئیے گا

کر کے اثبات دہن کیجیے وصف — دیکھیے منہ کی ابھی کھائیے گا

کم بھی دینے مین بہت فائدہ ہی — بوسہ اک دیجیے دس پائیے گا

خط یہ خط لکھیے گا ای شاہ سوار — گھوڑے کاغذ کے بھی دوڑائیے گا

مردم چشم سے آتے جو حجاب — آنکھہ کے پردے مین چھپ جائیے گا

کیا گریبان نے گلا گھونٹا ہی — ادھر ای دست جنون آئیے گا

کہکے پاؤن سے چلے یار کے گھر — ہم جو اوٹھنے لگین سو جائیے گا

کہکے یہ تم ہو بڑے ہرجائی — دربدر کیا مجھے پھروائیے گا

کیون بناوٹ سے اجی روتے ہین آپ — جھوٹے موتی کسے دکھلائیے گا

جام ساقی سے جو مانگا تو کہا — بھر کے اشک آنکھہ مین پی جائیے گا

مصحف رخ کی قسم مین ہی مزا — ہمسے قرآن یہ اوٹھوائیے گا

خط غلامی کا نہین ای یوسف — خط جو نکلا ہی نہ شرمائیے گا

ہمنے یوسف جو کہا کیون بگڑے — مول لیگا کوئی بک جائیے گا

حضرت کعبہ جو بن جائیے عرش — دل کی وسعت نہ کبھی پائیے گا

۴۸	ہم بھی آنکلین گے مسجد مین وزیر خشت خم لیکے جو بنوائیے گا	۱۴

۱۸ مجہ مین اوس بت مین خدا جب درمیان ہو جای گا ۱۳

رخ سے سر کی زلف ہوش ماہ انور اوڑ گیا
کھل گئے ہنسنے مین دندان تنگ اختر اوڑ گیا

پر بنایا شوق کے مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دے تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتے ہی مرا سر اوڑ گیا

ای دل بیتاب تا کی ذلتین کہتا ہی یار
گھر مین کیون آتا ہی پھر کیا تیرا گھر اوڑ گیا

کب توانائی سے ہوتا جو ہوا یان ضعف سے
کوی جانا نکو ہوا سے جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین وہ بیتاب کہدتی ہی مری تاریخ فوت
مضطرب ہو کر مری چھاتی کا پتھر اوڑ گیا

کچھ سبکسارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتھون سے بے پر اوڑ گیا

آنسوون کے ساتھ دم نکلا مرا آنکھونکی راہ
مرغ جان وحشی تھا آخر راہ پا کر اوڑ گیا

کر دیا حیران صفای رخ نے صاف آئینے کو
خط نے وہ کھلائے جوہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بندش دیکھ سکا
طرفہ اک طوطی مرے قالبو مین آ کر اوڑ گیا

کسکی روی حیرت افزا کا ہی آنکھونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدہ تر اوڑ گیا

سینہ و دلکی جدائی کا سبب پوچھین نہ آپ
کیا بتاؤن آگ سے سیماب کیونکر اوڑ گیا

۱۹ بے سبب کب جلوۂ برق طپان ہی ای وزیر
کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا ۱۸

سر مرا کاٹ کے پچتائیے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا

تھام لون دل کو ذرا ہاتون سے
ابھی پہلو سے نہ اوٹھ جائیے گا

کب سیہ کاری سے آؤنگا فرشتونکو نظر
شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہوجائیگا

۱۷

یاد گیسو کی رولائے گی چمن مین اے وزیر
سنبلستان میری آنکھون کو دھوان ہوجائیگا

۱۴

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہوجائیگا
دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہوجائیگا

سوز غم سے شمع روشن استخوان ہوجائیگا
جای سبزہ میرے مدفن پر دھوان ہوجائیگا

خاک میری لے اڑا گر اوس سہی سرو کیطرف
باد کا جھونکا مجھے تخت روان ہوجائیگا

دیکھکر اوس سرو کو گلشن مین بولا باغبان
اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہوجائیگا

مہربان ہے مجھپہ یا نامہربانی سے تری
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہوجائیگا

تو گیا تو باغ ویران ہوگا اے شمشاد قد
ہر شجر بیتاب ہوہو کر روان ہوجائیگا

یار ہے نازک مزاج اور مین ہون غمگین کیا کہون
مطلب دل لب تلک آ کر فغان ہوجائیگا

ڈر ہے ہجر آج قاتل سے نہو قطع سخن
ٹانکے لگ کر زخم میرا بے دہان ہوجائیگا

گر پڑا قاصد سے تو لیکا سگ جانان اوٹھا
میرے نامے پر گمان استخوان ہوجائیگا

خواب مین بھی اوسکو دیکھونگا نہ مین فرقت نصیب
پردۂ غفلت یقین ہے درمیان ہوجائیگا

تلکے مستی دہ حبائے گا لکھوٹا پان کا
آگ لگ جائیگی بعد اوّل دھوان ہوجائیگا

صادقون سے وعدۂ دیدار اگر جھوٹا کیا
صبح کاذب کا ترے رخ پر گمان ہوجائیگا

باتون ہی باتون مین بڑھ جائیگا قصہ عشق کا
یہ سخن ہو کر مکرر داستان ہوجائیگا

کعبے سے بتخانے کو جاؤنگا اوس دم اے وزیر

۱۸	خار پا اوس گل کو میرا جسم لاغر ہو گیا	۱۶

کب چھپے گا چاند سا مکھڑا عیاں ہو جائیگا
یار کے دالان کا پردہ کتان ہو جائیگا

جسطرف نکلا ہجوم عاشقان ہو جائیگا
ساتھہ اوس کے یوسف لقا کی کاروان ہو جائیگا

یار سے رہتی ہین باتین پر نظر آتا نہین
دیکھنا اب آنکھہ سے بہتر دہان ہو جائیگا

ہمصفیرو ہوگی جو بر باغبانسے تب نجات
جب سپند آتش گل آشیان ہو جائیگا

چٹکیون مین تو اوڑا دینا نہ اے دست صنم
طائر رنگ حنا بے آشیان ہو جائیگا

جب خفا ہوتا ہے تو یون دلکو سمجھاتا ہون مین
آج ہے نامہربان کل مہربان ہو جائیگا

آگیا جسدن ہمارے گرد باد آہ مین
خیمۂ افتادہ تو اے آسمان ہو جائیگا

گر زمین سے ہو گیا دود دل سوزان بلند
آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا

چل کے جو تمنے تہ و بالا زمین کو کر دیا
آنکھہ پھیرو انقلاب آسمان ہو جائیگا

استخوان کوئی بچا گر اوس ہمائے تیر سے
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جائیگا

پھر کے میرے ساتھہ اوٹھا یا دشت پیمائیکا لطف
اب جو مین ٹھہرا ابھی سایہ روان ہو جائیگا

وصف روی یار کرنے کو بنیگا ماہ نو
اک مہینے مین مہ تابان زبان ہو جائیگا

لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہے
منہ دکھا دو آینہ آب روان ہو جائیگا

یاد زلف شعلہ رو مین شکوگر روشن ہوئی
اوٹھتے اوٹھتے شمع کا شعلہ دھوان ہو جائیگا

ہر رگ و پے مین سمائی ہو تمھین کھینچو نہ تیغ
امتحان میرا تمھارا امتحان ہو جائیگا

ہوگا اک پہلو دل پر داغ اک پہلو وہ گل
یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جائیگا

معجزے ہوتے ہیں تجسے ہر قدم ای سرو قد
جاتے جاتے باغ تک سایہ صنوبر ہو گیا

غیر عریانی بھلا کیا چاہیے جامہ مجھے
اے جنون میں اپنے ہی جامے سے باہر ہو گیا

خندۂ دندان نما کر یار سے آجائیں نظر
شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہو گیا

تیغ قاتل کا نہیں احسان سر پہ شکر ہے
یان گریبان ہجر میں گردن پہ خنجر ہو گیا

نالۂ دل صور ہے خورشید محشر داغ ہے
صاف اب روز جدائی روز محشر ہو گیا

تیرے کوچے کا جو رونا یاد آیا خلد میں
مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہو گیا

ابروے خم گشتہ کشتی چہرہ ہے دریاے حسن
کھل گیا جب گیسو پر پیچ لنگر ہو گیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوس سے عاشق ہو رہا
فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہو گیا

لکھ کے خط ایسا میں رویا کے پہونچا یار تک
نامہ بر سیلاب اشک دیدۂ تر ہو گیا

خاک ہو جانے پہ بھی مجھ مست کو ہے مے سے کام
بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہو گیا

لکھی دیوان میں جو اوس وہی مخطط کی صفت
صفحۂ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہو گیا

خط کو چھاتی سے لگا کر مر گیا میں شوق میں
قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہو گیا

گردن مینا ہی جب شاخ گل کو چھو لیا
گل کو چشم مست سے دیکھا تو ساغر ہو گیا

عالم سودا میں جب آیا ترے رخ کا خیال
پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہو گیا

لکھ گیا جس سطر میں تیرے دُر دندان کا وصف
دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہو گیا

اوس سراپا نور کے صدقے میں جو طائر چھٹا
ہاتھ سے چھٹتے ہی وہ مرغ منور ہو گیا

پاؤن پڑنے سے مرے ایذا ہوئی ایسی وزیر

مین وہ بلبل ہون تصور پیشہ
آنکھ کی بند گلستان دیکھا

دیکھکر پریون کے ہوش اڑتے ہین
تجسا کوئی نہین انسان دیکھا

پہلے ہی مر گئے ہم خوب ہوا
نہ غم رحلت یاران دیکھا

لینے لینے ترے بال آگئے یاد
جبکہ طول شب ہجران دیکھا

کی نگہ چشم فنا سے جسدم
اپنے گھر آپکو مہمان دیکھا

بادشاہی کی تمنا نہی
جب سوے گور غریبان دیکھا

ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا
خواب مین بھی نہ گلستان دیکھا

یاد دندان مین ہر کیا دل بیتاب
ہمنے گوہر کو بھی غلطان دیکھا

تجسے ای صبح وطن ہوکے جدا
صدمۂ شام غریبان دیکھا

ایک ہی جھٹکے مین ای دست جنون
پاس دامن کے گریبان دیکھا

اپنے جامے سے ہوا وہ باہر
جسنے تجکو کبھی عریان دیکھا

۱۵ — گر پڑی بجلی جو ہم تڑپے وزیر
روئے تو ابر کو گریان دیکھا + — ۲۱

میکشی مین ہمسے آزردہ جو دلبر ہوگیا
گردش ایام ساقی دور ساغر ہوگیا

جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہوگیا
کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا

طوق آہن خون سے اک حلقۂ زر ہوگیا
سنگ طفلان مجکو پارس کے برابر ہوگیا

غنچۂ لب کے اثر سے کیا معطر ہوگیا
بنگیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہوگیا

مجنون کی آج حال پہ ہم رونے جائینگے — استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا

میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام ہین — ساقی گلوے صاف ہی شیشہ شراب کا

آتا نہین نظر مسی آلودہ وہ دہن — گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا

ایسا جلا ہی گردنِ ساقی کو دیکھکر — محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا

لکھا ہی سوزِ دل پر پروانہ ہین ورق — شیرازہ تارِ شمع سے باندھو کتاب کا

آتا ہی غش ترے دُرِ دندان کو دیکھکر — چھینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا

گردش مین زیر ابروِ پر خم ہی چشم مست — محراب مین ہی دور ہی جام شراب کا

وہ بادہ کش ہون کھون جو مین دشت مین قدم — ہر گرد باد دور ہو جام شراب کا

میری طرح وہ غیر سے بھی آنکھ پھیر لے — ہون منتظر زمانے کی اس انقلاب کا

زنار موجبین بن گئین ناقوس ہین حباب — ای بت کیا ہی تونے جو نظارہ آب کا

کوئی صنم مین شوق سی میخواریان کرو — فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا

کہتا ہی آب تیغ سے سیراب کیجے شوخ — پانی پلانا کام بڑا ہی ثواب کا

۱۵	گردش پہ چشم مست کی دل پس گیا وزیر ٹوٹا ہی دورِ جام سے شیشہ شراب کا	۱۴

آج ہمنے لبِ جانان دیکھا — ای خضر چشمۂ حیوان دیکھا

روز افزون ہی ترا حسن اے ماہ — ایک ہفتے مین دو چندان دیکھا

کہا آئینہ قدِ آدم ہی — جب سراپا مجھے حیران دیکھا

ہر اک دہان زخم سے گویا ہون مثل نے
کیا منہ لگا ہون دیکھیے دینا جواب کا

ای مست ناز روے خط جام دیکھکر
آتا ہی دھیان نشہ مین خط کے جواب کا

ہنستا تھا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب
کیا کھل رہا تھا رات کو تختہ گلاب کا

ہمراہ دل جلون کے تو میکشی رہے
ہوتا ہی ساتھ خوب شراب و کباب کا

لڑ کے جدا ہین گرد مرے بلبلین جدا
ہر سنگ غمن ہی پھول بنا ہی گلاب کا

اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پر
کھینچا ہی جو ہلال نے نقشہ رکاب کا

ریگ روان کیطرح نہین خاک کو قرار
عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا

قطعہ

جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن
دریا روان ہوا مری چشم پر آب کا

مانند موج اسپ نے جب کی شناوری
حلقہ بھنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

کیا نازکی ہی نیلوفری گل سی ہونٹھ ہون
منہ سے لگاے یار جو ساغر حباب کا

۱۳	تعداد جرم کم تری رحمت ہی بیحساب کچھ غم نہین وزیر کو روز حساب کا	۱۸

بزم صنم مین رات تھا چرچا شراب کا
روشن ہوا تھا شبکو چراغ آفتاب کا

آیا خیال رونے پہ چشم پر آب کا
آنسو کے پوچھنے کو ہو دامن سحاب کا

بیجا نہین حجاب مرے ماہتاب کا
دیکھا ہی منہ کسی نے کہان آفتاب کا

چہرے سے میرے پوچھے جو تو اشک گرم کو
ای برق جلکے خاک ہو دامن سحاب کا

آئیگا کوئی دم کے لیے یار ساقیا
ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی	آیا جو غش گمان ہوا اسکو خواب کا
صحرا مین پاؤن پڑکے مجھے خار رکھتے ہین	ہی سبکے دل مین گھر ترے خانہ خراب کا
وان سے اوٹھے تو منزل اوّل ہی گور کی	ہی قصد کوے یار مین اب پا تراب کا
سیراب کر مجھے ترے خنجر مین آب ہی	گر ہو سکے تو کام بڑا ہی ثواب کا

۱۲	بہ طرح تجلی آج چمکتی ہی اے وزیر شاید کہین ہی ذکر مرے اضطراب کا	۲۲

کب دی ہین وہ بھر کے پیالہ شراب کا	اوٹھے نہ جسکے ہاتھ سے ساغر حباب کا
فرقت مین تیری مجھسے پھرا دل شراب کا	منہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا
ہر لو پڑا ہی کس ور دندانکی آب کا	آب گہر سے بھر گیا ساغر حباب کا
یہ رو رہین فلک سے ملے سطح آب کا	پونہچا ون آسمان پہ ستارہ حباب کا
موجونکی طرح نامے سے سطرین یہ وان بہی ہین	قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا
ریگ روان سے کیا ہی مرا کالبد بنا	یارب یہ کیا سبب ہی مرے اضطراب کا
یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب	کاغذ ہی اشک سرخ سے تختہ گلاب کا
اے شہسوار یان بھی قدم رنجہ کیجیو	ہی حلقہاے چشم مین عالم رکاب کا
حرف سخن ہین صورت خط زیر لب عیان	ادنیٰ یہ وصف ہی دہن لاجواب کا
گھڑیان ہین گنتی کٹتی ہین عدونکی یہ آتین آہ	ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا
لوگون نے چاندنی اوسے مشہور کر دیا	دیکھا جو تجکو رنگ اوڑا ماہتاب کا

بزم جہان مین ہر کوئی دم یہ می سرور	ہر ساغر نشاط پیالہ حباب کا
مجسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب	توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا
دریا مین کسنے خندۂ دندان نما کیا	لبریز موتیون سے ہی ساغر حباب کا
یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے	وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا
وہ رشک مہر جای جدھر منہ ادھر پھرے	عالم ہوا ہی مجمین گل آفتاب کا

۱۱	کافر ہوا ہون بیکسی سے عشق بت وزیر زنار مجکو چاہیے موج شراب کا	۱۵

اوس مہ کے منہ لگا ہی پیالہ شراب کا	ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا
تاری نمود ہون جو غروب آفتاب ہو	آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا
دریا بہت پھرا ہی مرے ساتھ دشت مین	ہی اسسے اسکی پاون مین چھالا حباب کا
مکتب مین غم کے حفظ کیا آہ کا سبق	رہتا ہی یان زبان پہ مطلب کتاب کا
زاہد حرام می کو نہ کہنا وگرنہ مین	جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا
میخانہ یاد ساقی کوثر سے خلد ہی	ای بیکسو حلال ہی پینا شراب کا
اوس مہ کا جی پھرا ہی جو دریا کی سیر سے	گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا
ثانی تمہاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی	ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا
پانی چوای کب وہ مرے منہ مین مرتی دم	صرفہ کرے گلی سے جو خنجر کی آب کا
چہرہ لیسے آفتاب قیامت مراد ہی	داماں حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

پرتو سی رخ کی چاندنی ہی سطح آب کا
ہی رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

رونے کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھے جو وہ دہن کی کہو مین کمر کی بات
کیا ہی جواب دون سخن لاجواب کا

اب عندلیب جاے کبوتر ہو نامہ بر
نامے مین ہمنے عطر ملا ہی گلاب کا

نام جواب نامہ سنا جان آگئی
بعد فنا جو دھیان تھا خط کے جواب کا

اپنے گناہ آنہین سکتے حساب مین
زاہد کو خوف چاہیے روز حساب کا

اوس گل پہ ہو گئے ہین کبوتر بھی عندلیب
قاصد نکر مجھے متوقع جواب کا

چھٹکی ہی چاندنی جو مری سیل اشک سے
جلوہ ہی چشم تر مین یہ کس ماہتاب کا

زلفین تو سر چڑھی ہین تمہی کیون نہ بل کرین
موئے کمر کو کیا ہی سبب پیچتاب کا

جز سوز غم جگہ مجھے پہلو مین کون دے
اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلا کے زخم کے انگور سے کھنچی
ساقی شراب مین جو مزہ ہی کباب کا

چلنے مین نازکی سے غش آیا جو یار کو
چھینٹا دیا پسینے نے رخ پر گلاب کا

اب سکو روند شوق سے ای توسن فلک
عالم ہلال مین ہی کسی کے رکاب کا

منظور ہی کہ رنج مجھے ہو جہان کو عیش
توڑون عوض مین پھول کے کانٹا گلاب کا

کہتا ہی وہ چھڑک کے نمک زخم پر مرے
ہنگام صبح پھول کھلا ہی گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتھ سے
مضمون جب مین لکھنے لگا اضطراب کا

قالب تہی کیا ہی جو پا بوس یار کو
انداز اوڑا لیا ہی یہ ہمنے رکاب کا

ہو گی ابرو جب لگے گی مرے ماتھے پر تیغ
آنکھ پہ تیر لگے گا تو وہ مژگان ہوگا

یار پیشانی و ابرو پہ چنے گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا

یونہین زلفون نے تری کین جو بلائین نازل
اے پری تجھسے ترا سایہ گریزان ہوگا

آؤ گے اپنے اسیرون کی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی وا در زندان ہوگا

ر وراک داغ مرے دلکو جو دینگے گلرو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا

ہو گی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سے ہر اک زخم نمکدان ہوگا

آہ سے عرش کی زنجیر ہلا دینگے ہم
یونہین گر جوش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

آستین سے ہوی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑے ٹکڑے ابھی دامان بیابان ہوگا

یاد مین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹھتے ہی دست دعا پنجۂ مرجان ہوگا

یونہین ہوگا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن درِ جانان ہوگا

تول لیگی اوسی نظرون مین رحمتِ حق
خرمن جرم نہ شرمندۂ میزان ہوگا

رنج سے رنج دیے یار کے دربانون نے
گذرے فردوس سے ہم ان بھی جو دربان ہوگا

استخوان تن سے نکل آئین گی بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگِ جانان ہوگا

۲۵	اوس پری کو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر نامہ بر آکے مرا مرغ سلیمان ہوگا	۱۰

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب کے ہو ساتھ طلوع آفتاب کا

کیا یاد دہ ہے یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہے جو ساغر حباب کا

ہڈیاں میری مری بن سی جو ہین نکلی آتین
گر سنہ آج مقرر سگِ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبانِ سحر
کوئی اوسمین بھی مرا تار گریبان ہوگا

مستعد قتل پہ تو ہوگا تو مین مرنے پر
خط جو گردن پہ کھینچے گا خطِ فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تلین گے جو ہمارے اعمال
چشم پر آب ہر اک پلۂ میزان ہوگا

بس وفا پہلے ہی سے ترک سخن کر دیجے
کوچ آخر تو سوے ملک خموشان ہوگا

۲۴	ہوکے مایوس سگِ یار پھرے گا جو فریر استخوان میری ہما کھا کے پشیمان ہوگا	۹

کبھی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا
لاکھ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیرے آنے کا یہ ڈر ہی شب ہجران ہوگا
سایۂ دیوار کا گھر مین مرے پنہان ہوگا

کبھی جنت کے نہ دروازے پہ رضوان ہوگا
ہان جو ہوگا تو در دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلفونسی ہوجایگی صلح
صاف ہوجائینگے گر بیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مرے لاشے پہ روئیگا کوئی
زخم تن بھی مرے حال پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکھ سے بی تابانہ
اب جو دریا مین گھر ہوگا وہ غلطان ہوگا

ای صنم رات جو چھوٹی ہو تو دن بڑھ جائے
زلف کوتاہ جو ہی حسن دوچندان ہوگا

آز مائیجیو تلوار لگا کر قاتل
ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہی گل کی نصیحت مجھے ہنسنا نہین خوب
رووُنگا مین جو مرا زخم بھی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا جو اک بال بھی کھلائیگا
مورچہ چھوڑ کے تلوار گریزان ہوگا

گرد ہم مشق خیال خط جانان ہوگا — پھر تو جو خط مین لکھونگا خط ریحان ہوگا

کب دہن خط کے نکلنے سے نمایان ہوگا — یہ وہ چشمہ ہے خضر سے بھی جو پنہان ہوگا

بعد مرنے کے مرے کوئی نہ گریان ہوگا — زلف جانان کا مگر حال پریشان ہوگا

تیرے ہاتھون مین پری تب دو چند اگن ہوگا — طائر رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا

حال پوچھو نہ مرے رونے کا بس جانے دو — ابھی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا

ہاتھ جو مین گے سبھی گبر و مسلمان میرے — ایک مین دست صنم ایک مین قرآن ہوگا

یار جائیگا ادھر ویسے ادھر صبر و قرار — صبح کے ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا

اونسی تلوارین لگائین ہین مجھے ہنس ہنسکر — گل پژمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا

اپنے دروازے کی زنجیر سے باندھے مرے ہاتھ — اسکو درکار نہ کوئی اوسے دربان ہوگا

چاند ہالے مین مجھے دنکو نظر آئے گا — میری آغوش مین جب وہ مہ تابان ہوگا

شاد ہونگا جو مجھے قتل کریگا ظالم — وہین زخم بھی رشک گل خندان ہوگا

ہوگا بیدار وہین سبزۂ خوابیدۂ قبر — میرا لاشہ جو لب گور سے نالان ہوگا

رکھیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کے وقت — شعلۂ حسن چراغ تہ دامان ہوگا

ہون وہ بلبل اثر نغمۂ رنگین سے مرے — رقص مین صورت طاؤس گلستان ہوگا

اور بھی قاتل عالم یہ مرے گی خلقت — کبھی تلوار کے مانند جو عریان ہوگا

ہون مین شاعر نہ تلینگے مرے اعمال زبون — آپ موزون یہ مرا خرمن عصیان ہوگا

پاؤن سو جائین گے تو خواب مین دیکھین گے اوسے — نہ فراموش کبھی کوچۂ جانان ہوگا

تری ہین منتظر گنتے ہین نو ابد اتدن گھڑیان
اری کافر یہ ونی پردہ ہی عقد اناہل کا

کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لائیگا
اوتاریگا پری اک روز یہ شیشہ مری دل کا

چراغ ماہ لیکر رات بھر ڈھونڈھا کیا گردون
ہین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا

نظر سے میری گر بیمار اونکی ہو گئین آنکھین
تصدق کی لیے کھچواؤن وغن آنکھہ کی تل کا

مثال تیر مغز استخوان سینے سے نکلا ہی
تماشا دیکھہ او ابرو کمان بیتابی دل کا

کہان تھا آسمان کو دخل ایسا شیشہ بازی مین
اوڑایا ڈھنگ اسنی بھی مری بیتابی دل کا

بنایا شمع کو پروانہ آکر اوسن بھبوکے نی
ہی نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا

پر طاوس اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجھا
دہان زخم سے سائل ہوا ہین تیغ قاتل کا

رگلی تیغ و سپر باندھے پھرا کرتا تھا وہ ظالم
لڑکپن بھی تھا خالی تسم گر سیری قاتل کا

نمک ایسا ہی اومین شور رہو وچشمہ شیرین
پرٹے گر عکس او فرہاد اوس شیرین شمائل کا

تری رحمت کی آگے کیا حقیقت ہی گناہونکی
خدایا رو برو حق کی کہان تب ہی باطل کا

پس از مردن بھی مین رہتا ہون نالان انکی ہاتھو نسے
بجاتے ہین پپہیا مجنون لڑکے مری گل کا

بنائی گلزہ مین شعر مین اب آشیان بلبل
سراپا گل کی ہمصورت ہی یعنی قافیہ گل کا

تمنا یہ رہی اوس بیوفا تک خط تو پہنچنی کی
کبوتر بعد مرنے کے بنا اکثر مری گل کا

قدم رکتی ہین تب دشت جنونمین اپنے چلنے سے
پھرا دیتا ہی سر جب مجنون نالہ سلاسل کا

۲۳	فقیری مین وزیرہ آگی ہر یان ہاؤن پڑتی ہین یہ نقش بوریا اپنے لیے ہی نقش عامل کا	۸۰

ستارے جھڑتے ہین چلنے مین اوسکی کفش زرین سے | قبا ہے آسمانی رخ مین عالم ماہ کامل کا
تو وہ یوسف لقا ای زہرہ وش ہے گر کبھی جھانکے | زیادہ چاہ کنعان سے ہو رتبہ چاہ بابل کا
لگالون طوق کو بس اب گلی سے مدعا سمجھا | نہین ہو وجہ قدمون پر مرے گرنا سلاسل کا
جھکائے ہین کنوین تو نی فرشتے کے کھون منہ پر | تری چاہ ذقن نے منہ لکھایا چاہ بابل کا
کبھی دیتے ہین اسکو عرش کی زنجیر سے باندھو | فلک ہے داغ ابرو ورون اپنی وحشت دل کا
مسلمان ہین تو کعبے مین کھون سنگ اسود کو | تصور ساتھ ابرو کے کرون رخسار کے تل کا

۷

بنے گا نامہ بر زاغ کمان اب ای وزیر اپنا
ہے خط مین وصف خال ابروخمدار قاتل کا

۲۵

بس مرون بھی مشکل ہے پونہچنا یار تک دل کا | لحد ہے نام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا
مہ نو سے کھینچا ہے صاف نقشہ تیغ قاتل کا | دکھادے ای فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا
صریر کلک فکرت نے سنائے نالہ مجنون | کوئی مضمون جو وحشت مین لکھا لیلی کے محمل کا
تو وہ لیلی ہے گر پھرتا رہون تیرے تصور مین | دکھائی آبلہ پاؤنکا میرے جلوہ محمل کا
یہ خورشید اگر پھرتے ہین تو گردون بھی پھرتا ہے | حسینونکو نہین دشوار طی کرنا منازل کا
کمال عشق مین راحت ہے وہ جو رنج ہوتا ہے | نہین ہے زخم گردن پر یہ ہے احسان قاتل کا
پہنکر دھانی جوڑا کھیت مین کشتونکی آ ظالم | ہرا ہو جائے پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا
انا لیلی ہے کیا ہی لطف مجنون ہے مزہ اسمین | تری آغوش ہے عالم جو ہو آغوش محمل کا
خودی بھولا وہ بت دیکھے تماشے جب خدائی کے | دھرا رہتا ہے آگے اب تو آئینہ مری دل کا

فقیری مین بھی اید آسمان ہی دماغ اپنا
گل زخم بدنمین اب گل بازی کا عالم ہی
دلائی یاد شیون پھر کسی گل کے تبسم نے
برای بازی طفلان بنی ہی آسیا اکثر
زبان تیغ او ظالم اگر کچھہ حال پرسان ہو
غش آیا ہی ہمین بس دیکھتے ہی تیغ ابرو کو
سراپا حال جوش گریہ ہی طوفان سا طوفان ہی
خیال عارض جانان مین باہم بسکہ نالان تھے
اگر عقدہ سراپا ہی برنگ اشک کیا غم ہی
مری اشکون کے دریا کا کبھی جو شور سنتا ہی
ہین گر کفش نو یارب وہ آکر خوب سا روندے
بنی ریگ روان خاک اپنی اور ڈھونڈھا کیے تجکو
یو ہین ہم سارپانی غیرت لیلی کی کرتے ہین
اگر سیلاب اشکونکا بھی گایون ہی ای وحشت
بجھائی چاندنی مہتاب اور خورشید مشعل ہو
کسیکی جستجو مین لخت دل آنکھونمین آتی ہین
مری بدمست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہی

گدائی بھی کرین تو لیکے کاسہ ماہ کامل کا
نکل جاتا ہی مضمون ہاتھہ آکر زخم بسمل کا
سکھایا خندۂ گل نے ہمین نالہ عنادل کا
وہ سرگشتہ ہون مرنے پر یہ نقشہ ہی مری گل کا
دہان زخم سے کہنی لگین ہم مدعا دل کا
ہماری منہ پہ اب چھینٹا دو آب تیغ قاتل کا
بندھی اس بحر مین مضمون بھلا کیا خاک ساحل کا
مہ و خورشید پر دھوکا ہوا تجکو جلاجل کا
مری افتادگی کی ہاتھہ حل ہوتا ہی مشکل کا
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہی ساحل کا
مبارک ہو ہی دشمن زیر پا کہنا مری دل کا
نہ چھوٹا بعد مردن ہمسے طی کرنا منازل کا
نہین محمل تو مضمون باندھتی رہتے ہین محمل کا
بنیگا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا
فلک قصاب ہو شادی سے جو لون نام وسکی محفل کا
تلاش لو سے گم گشتہ مین ہی قافلہ دل کا
بطمری بھی دکھادی اب تڑپنا مرغ بسمل کا

گلا کاٹون ہین اپنی ہاتھہ سی بے منت قاتل
مری ناخن سی حل ہو جاوی عقدہ میری مشکل کا

کریمون سے کنارہ کر کہ قسمت کچھہ عجب شی ہی
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھہ ساحل کا

جنون اب تھک گیا ہون پھرتی پھرتی چین کرنے دے
کہین جاگی نہ پای خفتہ سنکر غل سلاسل کا

الٰہی خون کی قطرون سے آواز آئے گھنگرو کی
بھڑک جائے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا

کبھی دلمین کبھی آنکھون مین جا دون ان حسینونکو
کہ ماہ و مہر کا ہی کام طی کرنا منازل کا

نکل جاتی ہین تڑپکر مچھلیان دست حنائی کی
لہو بھر جاوی او قاتل اگر مجھہ نیم بسمل کا

چرا کرتے ہین سبزہ کھیت کا کشتونکی جو ناہو
سمجھتا ہون ہین یہ بھی اشارہ چشم قاتل کا

چڑھاتے دار پر منصور کے ہمراہ زاہد کو
تماشا دیکھنا منظور تھا گر حق و باطل کا

کسیکی آنکھہ کے سرمے نے مجکو مار ڈالا ہی
نہ دی آواز اگر ٹوٹی کوئی ساغر مری گل کا

زمین بھی نکلی جاتی ہی مری پاؤنکی نیچے سے
مجھے مشکل ہوا ہی ساتھہ دینا اپنی منزل کا

خوشی آتی ہی وہ راحت مجکو جسمین رنج بھی کچھہ ہو
جو تکیہ بھی ہو تو پر ہای مرغ نیم بسمل کا

سفر کرنا مثال اشک کچھہ مشکل نہین مجکو
کہ بس اک پاؤنکی لغزش ہی طی کرنا منازل کا

یہی تو جرم ہی جسکی سبب پامال رہتی ہی
حنا نے ذبح کرنے مین بٹایا ہاتھہ قاتل کا

٢٦	وزیر اب سینے مین دلکی عوض کیا درد رہتا ہی کہ رویا کرتے ہو پڑھ پڑھ کے تم دیوان بیدل کا	٦

نشانہ بعد مردن بھی رہا ہین تیر قاتل کا
بنایا کرتے ہین ناوک فگن تعویذ مری گل کا

جو جلتی تھے تو روتے تھی ہوئی ہین خاک مرنے پر
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و گل کا

می سے نکلا جام می اپنے لیے مثل حباب
دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا

ایک ہاتھ اک پاؤن سے ہی جسطرح رفتار کلک
چلتے پھرتے ہین سدا گو جسم آدھا ہو گیا

آئینہ دیکھا تو اپنے خط پہ آنکھ اوسکی پڑی
کاغذی بادام اس خط کا لفافا ہو گیا

سنگ اسود کو لب فرہاد سے چوما اگر
ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا

بھر کے دیکھا جام ہمنے بی بے خالی ہوا
فرقت ساقی مین نچوڑا پیالا ہو گیا

آب و خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد ہین
اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہو گیا

٢٣	کوئی مرتا تھا نہ اوسکی ترچھی نظرون پر زیر پار گذرا دل کے جب یہ تیر سیدھا ہو گیا	٥

تصور یہ ہا آنکھون مین اوس لیلی شمائل کا
کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہی پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہی جانان تیری دروازیکی سائل کا
موا ہون تو صدا دیتا نہین کاسہ مری گل کا

بدن مین میری جتنے زخم ہین پانی چراتی ہین
نپوچھو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا

پہنایا یار کو بھی طوق منت کی ہمائی سے
فلک نے بار ہی نالہ اس لیا میری سلاسل کا

ادھر ہمنے تواضع کی اودھر تعظیم اوسنے کی
جھکائی ہمنے جب گردن تو اوٹھا ہاتھ قاتل کا

بہت جسنے اوٹھایا سر گری نظرونسے قدر اوسکی
نہ دیکھا کوئی پروانہ چراغ ماہ کامل کا

کسیکی سنبل خط کے تصور مین جو پھرتا ہون
تو شکل خانہ نقش پا مین ہی عالم سلاسل کا

بنی ہی آہ منہ پھیرے ہوے تصویر بھی اوسکی
کھچا ہمسے رہا کرتا ہی کچھ نقشہ بھی قاتل کا

کسی موئی کمر سے خاک ہونی پر بھی الفت ہی
پڑا ہی بال از خود جب بنا کاسہ مری گل کا

۴

کرمیان کین اسقدر ہر عضو شعلہ ہوگیا
خشک دریا ہو گئے موقوف رونا ہوگیا
ہون وہ لاغر جب کھا اونکی کف نگین آ ہا تھہ
کر دیا تحریر اپنی بے صدا تقریر کو
آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اوڑ گیا
وا کیا جب یار نے آئی صدا مثل صریر
ل بے شوخی دیکھتے ہین جب مرا قد دوتا
آنکھہ ہر اک طفل کی اب انکھیون پڑ گئی
م نہانے کیا گئے اوسکو ملا یا خاک مین
طوق قمری ہوکے بالیدہ بنا دیوار باغ
معنی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہوے
نی جامی سے اگر باہر ہون اب ممکن نہین
اونکی چلنے کی صفت لکھی تو ہل چل پڑ گئی
مژدہ ایسا قی جنون خیز ابکی آئی ہی بہار
ید کے قابل ہی او کبک دری رفتار یار
کھینچ لایا حسن کو بھی عشق اپنی رنگ پہ

وله

۲۳

شبکو روشن یار کے بازو کا اگا ہوگیا
خاک ہی پائی کمان جو پڑا ہا جو کا ہوگیا
طائر رنگ حنا بھی رشتہ بر پا ہوگیا
مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہوگیا
جامۂ تن انکھیون شبنم کا کرتا ہوگیا
خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہوگیا
ہنسکے کہتے ہین بدن کیا انکا دہرا ہوگیا
ڈھیلی آنکھون کی چلے مجکو جو سودا ہوگیا
ریگ ماہی فرط بیتابی سے دریا ہوگیا
سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہوگیا
ہاتھہ مین خامہ عصای دست موسی ہوگیا
ضعف دامنگیر ہی تصویر دیبا ہوگیا
قاصد اپنا ہی قلم سے خط روانا ہوگیا
شیشۂ توبہ کو پتھر جام صہبا ہوگیا
ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہوگیا
ضعف سی مین زرد وہ سونی سے پیلا ہوگیا

سرخ عارض پر تری ساقی جو نکلا خط سبز
ساغر زرین پہ گویا سبز مینا ہو گیا

سبزہ عارض پہ جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب
چاک چاک اس خط کی آتے ہی لفافا ہو گیا

دامن یوسف کا پھٹنا تھا ستم ای دست شوق
ٹکڑے ٹکڑے جامۂ صبر زلیخا ہو گیا

وان بھی جا پونہچے خریداران حسن خود فروش
چاہ یوسف کے لیے دوکان سودا ہو گیا

اوس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

کھا گیا مجھ ناتوان کو غم مری خوش چشم کا
ہو کے کاہیدہ اسی آہو کا چارا ہو گیا

آتش رنگ حنا سی دست نازک جل گیا
معجزہ ہاتھ آ گیا لو دست موسی ہو گیا

ہو گیا جامی سے باہر اپنے کپڑے پھاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانے کو رستا ہو گیا

بل نکالا ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نے
آنچ سے تلوار کی کیا تیر سیدھا ہو گیا

دیکھنا ہم میکشون کی ساقیا دریا دلی
آنسوؤں سے بھر دیا خالی جو شیشا ہو گیا

میرے طالع کا ستارہ کسقدر گردش مین ہی
آسمان پر چرخ پوجا کا تماشا ہو گیا

وای محرومی گلی پر میرے چلکر رہگیا
منہ ہوا خنجر کا میٹھا جب وہ کڑوا ہو گیا

ابتو رونیکی صدا گوش بتان تک جائیگی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہو گیا

باڑھ کی ڈوریکا زنار اب گلی مین چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

قطعہ

ذکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہین
چرچے ہین عاشق کے یاد حق کا حیلا ہو گیا

زیب دیتا ہی تماشا گاہ عالم کر کہون
جسطرف گذری یہ اک محو تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن
سات یہ اور ایک تم آٹھون کا میلا ہو گیا

ہو گیا وحشی کبھی دیکھی جو وہ موتی سی دانت
بڑھ گئی گرد یتیمی دشت پیدا ہو گیا

کیا سنایا کیا پڑھایا ای چمن آرا ئین
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہو گیا

جلوۂ محبوب مہوش دیکھ لے ہر رنگ مین
قیس کو آہو بھی چشم شوخ لیلیٰ ہو گیا

خاک مین ملجای وہ چشمہ نہ جسمین آب ہو
پھوٹ جائے آنکھ اگر موقوف رونا ہو گیا

خلق کیا مصروف طوف کعبہ و بتخانہ ہے
ہمسے گر پوچھو تو چکر مین زمانا ہو گیا

خط مشکین سے تری ہے کسقدر لپٹا ہوا
کیا مرے دل کا ورق خط کا لفافا ہو گیا

وقت نظارہ معطر آنکھ کے پردے ہوے
عطر نرگس تیری آنکھون کا پسینا ہو گیا

کیا نمک ہے تجھمین ای ساقی کہ پرتو سی ترے
بادۂ انگور بھی ساغر مین سرکا ہو گیا

سبزۂ عارض پہ نہین بے وجہ او روح روان
تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہو گیا

ہم بغل ہو نیکی ہے ابتو سراپا آرزو
ضعف سی قد جھک کے آغوش تمنا ہو گیا

۲

قبلۂ دنیا و دین مدفون ہوا ہی ای وزیر
شوق سے سجدہ کرون کعبہ مدینا ہو گیا

۲۲

جسم کیسا یان لباس جسم آدھا ہو گیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہو گیا

جان جائیگی دریچہ اونکا تیغا ہو گیا
شوق نظارہ مین ہر دم طماچا ہو گیا

پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہو گیا
ابتو ساقی نام دریا نوش اپنا ہو گیا

چشم کم سی ہمنے دیکھا گھٹ کے قطرا ہو گیا
ای حباب ابتو ترے کوزے مین دریا ہو گیا

دانت پر اپنے لگا کر دو نکلی لیتی ہو کیون
آب گوہر مل کے کیا خنجر دو آبا ہو گیا

نپایا بوسۂ لب اوس پری سی جب تو یہ سمجھا
لب لعلین پہ اوسکی یہ نہین ہی پان کا لاکھا
پر نیرا دو ان نے دی ہی جو مجکو بعد مرنیکی

نہین انسانکی قسمت مین چشمہ آب حیوان کا
نکل آیا ہی کھا کر جوش خون لعل بدخشان کا
کوئی تختہ لحد مین تھا مگر تخت سلیمان کا

۲	مسین بھیگین نہین ہین ای وزیر اوس آئنہ رو کی نمایان پشت لعل لب پہ ہی یہ عکس مژگان کا	۲۳

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہو گیا
پھٹ گیا دامان یوسف کیا ہی رسوا ہو گیا
اب کرامت کیجیی اب معجزے دکھلائیے
ذکر آیا جب بھوونکا گر پڑے ہم سر کی بھل
در پہ اوس غیرت چشم کی جا بیٹھے ہین مثل فقیر
خوب محشر کرکے برپا یار کو دکھلا دیا
وای محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
سایۂ قامت بھی ہرجائی ہی کیا تیری طرح
طوق کی حیلے مین ہم بھی گھورنی کو جائینگے
سلسلہ جنبان ہوئی گروش جو چشم یار کی
خود نما جب ہو گیا آئینہ سودای عشق
بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام سے

چار جو ہر مل کے اک آئینہ پیدا ہو گیا
کیون نہ سوزن سے سیکھکر دست زلیخا ہو گیا
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہو گیا
آیتین سجدے کی سنکر فرض سجدا ہو گیا
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہو گیا
آج او رفتار جانان کا رفردا ہو گیا
میرے اوسکے درمیان غفلت کا پردا ہو گیا
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہو گیا
گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلی ہو گیا
بنکے آہو سایہ اپنا دشت پیما ہو گیا
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلی ہو گیا
مست ہین اللہ کی جو منہ سے نکلا ہو گیا

بگڑ کر اوسنی چلمن سے جو ہمکو آنکھ دکھلائی
غزال چشم پر دھوکا ہوا شیر نیستان کا

پری غش ہو پڑھتی ہین کلمہ مرا مین ہوون دیوانہ
ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا

ترے ہونٹونکی آگے رنگ حب اسکا نہین جمتا
تو کیا کیا جوش کھاتا ہی لہو لعل بدخشان کا

ہی یہ حسن دو ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی
چھلک جاتا ہی بھرتی ہی پیالہ ماہ تابان کا

نہین ہی سرمے کا دنبالہ ای ترک آنکھ مین تیری
پھریرا سرمتی ہی نشان فوج مژگان کا

ذقن مین دانہ خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا
لطافت سی عیان ہی تخم یہ سیب زنخدان کا

وہ گریان ہون جو میر یوسف دل گر پڑا جس مین
کبھی پانی نہ ٹوٹے گا تری چاہ زنخدان کا

جہان کو قتل کرتے ہین یہ مہر و جامہ زیبی سے
مگر تیغ ہلالی ہی ہلال انکے گریبان کا

رہا کرتا ہی وا اپنا دہان شکوہ فرقت مین
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا

دکھایا اوسنے عارض قبر عاشق کی لگی کھدنے
سحر ہوتی ہی دروازہ کھلا شہر خموشان کا

بنینگی ڈول پھر بازی طفلان سے مر گل کے
اثر باقی رہیگا الفت چاہ زنخدان کا

حلب کی صبح صادق کا گمان ہی اوسکی عارض پر
مسی پر لعل لب کی شبہ ہی شام بدخشان کا

بہت کچھ کھوکے پائی اسنے راہ خود فراموشی
دل گم گشتہ آپھی خضر ہی اپنے بیابان کا

گرا قطرہ پسینے کا جو اوسکے خط سے
تلی کا جنس جان کے ساتھ یہ سیپارہ قرآن کا

ہوئی ہین جمع آنسو کر رہی ہین شمع خیان کیا کیا
گمان ہی دامن مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا

فلک سے ہی دماغ ای منعمو اپنا گدائی مین
بہت ہی بوریا خواہان نہین تخت سلیمان کا

دل دیوانہ کی حسرت جو زلفون مین بسر ہو گی
لقب ہو جائیگا صبح وطن شام غریبان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ ۳۰

ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا
سر دیوان پہ ہے الحمد للہ تاج قرآن کا

عوض مطلع کے کھینچو آئینے نقشہ روئے جانان کا
بنے تا مطلع خورشید مطلع اپنے دیوان کا

زلیخا کیطرح کس شاہ لک حسن نے جھانکا
ہر اک روزن بنا ہے چشم یوسف سیر زندان کا

نہیں ابرو یہ خط مین جلوہ حسن روی جانان کا
عیان ہے تخت پریونکی جھرمٹ مین سلیمان کا

ہوا جوبن فزون خط سے سیر روی جانان کا
بڑھا ہے آبنوسی جل سی حسن اور قرآن کا

حنائی ہاتھ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہے
شجر تیرے نگین کا بنگیا ہے نخل مرجان کا

گلے سے حرف باتونکی نظر آتی ہین حیرت ہے
عیان جوہر ہین یا شک آئینہ ہے جسم جانان کا

کریگا آتش افروزی چمن سودای گیسو مین
دھوان بنکر ولائی کا نظارہ سنبلستان کا

دکھائی بے تکلف ہو کے منہ اوس حور طلعت نے
اٹھا گھونگھٹ کہ دروازہ کھلا گلزار رضوان کا

لطف شعر و شاعری جاتا رہا	خار ہی نظر و نمین اپنے یہ چمن
بسکہ ماتم دار ہی جان حزین	خانۂ دل بن گیا بیت الحزن
نشتر شریان یہ غم ای ضبط ہی	مرغ دل ہر دم ہی اس سے نالہ زن
چُن کے حرف بانقط لکھہ سال فوت	آہ خالی ہو گیا ملک سخن

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتا نے	سرای عالم فانی سے آج کوچ کیا
سن وفات لکھا خانۂ محمد نے	وزیر ملک معانی کا شبہ تھا واویلا

ایضاً

گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس واویلا	کہ یکتا بود او لامثل بر ہر فن وزیر الوا
محمد سال مرگ او نبشتہ آہ آہ از دل	بملک جاودانی گشت سکہ زن وزیر الوا

ایضاً

وزیر شہنشاہ اقلیم معنی	گئی یان سے ای وای سوی جنان جب
محمد مسیحی مین تاریخ لکھو	سخندان بے مثل کیسا اوٹھا اب

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیخود

چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر	ہر یکی از صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون
سال فوتش او چو دل پرسید جان از بیدلی	گفت مرجع نیست جز انا الیہ راجعون

تمت

عالم علم بیان صاحب سیف و قلم
کشور نظم و بیان بود بزیر نگین

خواجه وزیر متین مالک ملک سخن
رفت ز دار فنا جانب خلد برین

سال وفاتش خرد گفت بصد درد دل
وای شه شاعران بوده وزیر حزین

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج
راہی سوی عدم ہوے دیکھو ہمین تعجب

دنیا سی اوٹھہ گیا مزۂ شعر و شاعری
طاری سخنوروں کو ہی دل پر الم عجب

اوستاد کے حقوق نہ مجھسے ادا ہوے
ہیہات دل کی دل مین رہین آرزوئین سب

معجز جو شفقتین مجھے آتی ہین اونکی یاد
فرط غم و الم سے مین ہوتا ہون جان بلب

کرتا ہون نالی پڑھکی یہ مصراع سال فوت
ویران ای وزیر ہی اقلیم شعر اب

از مولوی اشرف حسین خان صاحب اشرف تخلص امین ضلع بنارس شاگرد معجز

رفت زین دار فنا خواجه وزیر
بود بنیاد کلامش راسخ

گفت اشرف ز حروف منقوط
ہاے ہے شاگرد رشید ناسخ

از سید ہادی علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

استاد وقت بست چو رخت سفر ز دہر
در چشم کاملان سخن شد جہان سیاہ

تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود
ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آہ آہ

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود

راہی جنت ہوے خواجہ وزیر
تھی وہ سر خیل فصیحان زمن

استاد میرے حضرت خواجہ وزیر آہ ۔۔۔ راہی سوی بہشت ہوی اس جہان سے

ہی اس الم سے وادی محشر یہ لکھنؤ ۔۔۔ کیون دل کا داغ مہر قیامت نہ اب بنے

گردش ہزار بار جو کھائے فلک تو کیا ۔۔۔ پیدا بشر نہون گے کبھی اس کمال کے

درویش دوست صاحب ہمت کریم طبع ۔۔۔ افصح ذکی خلیق توکل پسند تھے

طوطی ہند شاعر بے مثل و بی بدل ۔۔۔ واقف بہت رموز و نکات عروض سے

تھا علم قافیہ مین بھی اس مرتبہ کمال ۔۔۔ تھی تنگ قافیے شعرای زمانہ کے

تکسیر کے علوم کو ایسا کیا حصول ۔۔۔ امکان کیا نظیر جو کوئی نکال دے

آگاہ علم دین سی بھی شیدای اہل بیت ۔۔۔ زاہد خدا پرست وحید زمانہ تھے

پوچھا جو زار نے بدل زار سال فوت ۔۔۔ بولا سروش والی ملک سخن اوٹھے

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر ۔۔۔ رفت زین دار فنا سوی جنان

از پی سال وفاتش گفت زار ۔۔۔ بلبل ہندوستان شیرین زبان

از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شہ کلام متین و رنگین بلیغ و فصیح کی دکاں ۔۔۔ علیم علم بیان و معنی برنگ فردوسی و نظامی

فروغ بزم سخن جو صائب کلیم ثانی وحید عالم ۔۔۔ درین زمانہ وزیر بودہ عدیل سعدی نظیر جامی

حسن جو جستیم سال فوتش بدرد و رنج و ملال ہجران ۔۔۔ صدای ہاتف بمن رسیدہ آرام گرفتہ وزیر نامی

از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

رفت استاد زبردست از دہر | ذات او بود نظیر ناسخ
شد خطا سال وفاتش منقوط | خواجہ عہد وزیر ناسخ

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر | کیا کہون دلکو ہوا صدمہ عجب
روح پر طاری غم استاد تھا | فرط غم سے ہو گیا مین جان بلب
فکر تاریخ اتنے مین پیدا ہوی | بٹ گئی کچھ کاہش رنج و تعب
دی کیا یک مجکو ہاتف نے صدا | خالی کی بائیسوین جمعہ کی شب

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب خواجہ ہستی سی عدم کو ہو گئے راہی | گیا ہمراہ اونکی لطف سب رنگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکھو | ہوا کافور عنقا یہ مزا شیرین زبانی کا

از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بکربلا ہشدہ مدفن جناب خواجہ وزیر | کہ بندگیش بود فخر شاعران کرام
صدا ازروی دل آمد بسالش ای جوہر | بزم شاہ شہیدان کیند وزیر آرام

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر | در لحد چون کرد فکر خوابگاہ
گفت جوہر درغمش سال وفات | از شب آدینہ ذیقعدہ آہ

از لالہ چھنیت رای صاحب زار تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

بر در گلزار رضوان بهر سیر ۔۔۔ بعد مردن رفت چون اول وزیر
هاتف غیب از فلک نشتر بگفت ۔۔۔ پیش شاه دین رسید اکمل وزیر

از میر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دار فنا ۔۔۔ شاعر بی مثل و ممتاز زمن خواجه وزیر
از حروف با نقط عباس گفت این سال فوت ۔۔۔ حیف ای والا وقار استاد من خواجه وزیر

از شیخ بهادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

درد اجناب خواجه وزیر اوستاد من ۔۔۔ بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال بهر مزار مقدسش ۔۔۔ کلکم نوشت تربت پاکیزهٔ وزیر

ایضاً

جناب اوستاد و قبلهٔ من ۔۔۔ نموده کوچ زین دار جهان حیف
پی سال وفات آن یگانه ۔۔۔ نوشتم مرد شاه شاعران حیف

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس سوی شهر خموشان گئے وزیر ۔۔۔ شهرت تھی اس زمانے مین اونکی بیان کی
اردو کی شعر کا تھا مزه اونکی دم تلک ۔۔۔ باقی رہی نه منزلت اب اس زبان کی
موجد نے سال ماتم اوستاد یون لکھا ۔۔۔ لو شاعری تمام ہوئی سب جہان کی

از مرزا انظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

از جناب آفتاب الدوله مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھی اس جہان فانی سے
جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق
قلق صنیعت منقوط مین لکھ اب تاریخ
فصیح شاعر و استاد شہرہ آفاق

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر
کرد رحلت ز عالم ایجاد
سال فوتش نوشتم ای محسن
گشت دار عدم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

دنیا سے ای سپہر اوٹھے خواجہ وزیر
چھایا ہی دل پہ خلق کے ابر غم کثیر
خالق نے ہر طرح کی دیے تھے اونھین کمال
بیشک تھی اس زمانے مین ذات اونکی بے نظیر
کیا اپنی بخت بد کا کرون شکوہ مین حزین
دام الم مین طائر جان ہو گیا اسیر
جبسے سنا تھا مین نے یہ فسانۂ ملال
پڑتی تھے میرے سینے پہ ہر لحظہ غم کے تیر
تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تھا
کنج الم مین طبع رسا تھی مری مشیر
ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نے دی صدا
اچھے قریب شاہ شہیدان گئے وزیر

از حکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

گئی جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن
زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ
لکھا یہ خامۂ مجنون نے سال فوت اونکا
شہ و وزیر و فقیر آہ سبکو ہی یہی راہ

گفت اشرف سال تاریخ وفات	اوج بیرون رفت از شعر و سخن

از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

از وفات جناب خواجہ وزیر	دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او	ہاتف غیب ہمچو حلیم بود
حرف با نقطہ را گرفت و بگفت	حیف لطف سخن بتمام نمود

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ جناب والد و استاد ہای	اس سرا سے ہو گئی راہی سوی ملک بقا
تھی وزیر پادشاہ شاعران وہ خلق مین	انتظام ملک معنی اونکی دم تک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتین اونکی مجھکو آتی ہین یاد	شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم مین جو مین نے فکر سال فوت کی	ہو کے بیدل روح محزون نے یہ دی مجکو صدا
لکھو یہ مصراع خامہ کی طرح رو کر سفیر	گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا

ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئے	نہ کیونکر ہو اقلیم معنی تباہ
مجھے فکر تاریخ تھی ناگہان	ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ

ایضاً

ہیہات دنیا سی اوٹھی والد مری خواجہ وزیر	اونکی قدم سی اب بڑھی ہی زیب شبستان جنان
ہی اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھا ای سفیر	باد اجل سی گل ہوئی وہ شمع بزم شاعران

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شہ اقلیم معانے	استاد زمان زمزمہ پرداز کہن فکر
تسلیم بسالش ہمہ بیدل شدہ افسوس	لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن شکر

از حکیم محمد ابراہیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حکیم آہ جسوقت خواجہ وزیر	گئے مہر گلگشت باغ النعیم
ہوا محشر آباد شیون سے گھر	گیا نالہ تا بام عرش عظیم
زمانے کے ارباب معنی کا دل	ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم
سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر	بسان سویداے قلب لئیم
کف دست افسوس صفحہ ہوا	بنا خامہ حیرت سے نبض سقیم
اوسی عالم یاس مین ہر سال	ہوی مائل فکر طبع سلیم
لکھا خامہ نوحہ انگیز نے	ہوا کیا سخن یا الہی یتیم

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

گئی دار فانی سے خواجہ وزیر	قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
لکھی مین نے تاریخ اشرف یہی	مزہ شعر کا ہای جاتا رہا

ایضاً

کرد از دنیا سفر خواجہ وزیر	شور ماتم رفت تا چرخ کہن
وای شد بیت معانی بیچراغ	گریہ ہا سر کرد شمع انجمن

لکھ علیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کی یہ | ذیقعدہ شب جمعہ بیست و دوم ای ہای

از جناب مرزا اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجہ وزیر شاعر بی مثل روزگار | جان داد و بر زبان جہان رفت ہای ہای

در جوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت | تحریر شد سخنور کامل بمرد وای

از عبد اللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین | ہوش قایم نہ خاطرم برجا

شکوۂ روزگار میکردم | در حوادث نشستہ سرتاپا

کہ بناگاہ از سوی افلاک | تا بگوشم رسید شور بکا

متحیر شدم کہ خیر شود | این دگر غلغلہ چہ شد پیدا

کہ بسمعم ندای غیب آمد | ہای خواجہ وزیر واویلا

ہوش پرواز کرد از سر من | غم دیگر گرفت جان مرا

گفتم ای دل ہزار افسوس است | کہ چنین کس گذشت از دنیا

شاعری بود کز نم فیضش | قطرہ میکرد دعوی دریا

بعد ناسخ نبود مانندش | درمیان معاصرین یکتا

رخت ہستی ز دار فانی بست | سفری شد بسوی شہر بقا

فکر کردم بسال رحلت او | بمن ارشاد کرد طبع رسا

بر سر نعش او بگوای مہر | بادشاہ سخن وزیر کجا

بهادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام همدانی مصحفی

رحلت خواجه وزیر اہل جہانکو ہوی شاق	خاک بر سر ہوی اس غم سے صغیر اور کبیر
کی رقم کلک نے صفحے پہ یہ تاریخ وفات	خواجۂ عالم ارواح ہوی جان وزیر

از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجه وزیر وحید عصر و زمان	بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر
بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع	زمین ملک سخن داشت یکقلم جاگیر
ہلال سال وفاتش شنید از رضوان	دوشه نشین جنان باد یک مقام وزیر

از شیخ الٰهی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سی استاد کامل یکتا	دل زمانه ہوا مورد تعب صد حیف
یہ سال ہجری ہی ہجری این لکھا سی عشقی	گیا وزیر بھی نالہ سنج کے پاس اب صد حیف

ایضاً

شاعر بے نظیر خواجه وزیر	در فن شعر بود بس یکتا
زین جہان رفت سوی گلشن خلد	آه افسوس حیف و اویلا
سال فوتش چو کردم استفسار	دوش در بزم اقدس شعرا
این صدا آمد از دل ہر عبد	رضی الله عنه یوم جزا

ایضاً

جنت کو ہوی راہی دنیا سی وزیر افسوس	اس غم سی دل ای عشقی کیون چاک نہو جاے

از لاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود	بعدیل و نظیر خواجه وزیر
زین جهان رفت چون بملک عدم	در غمش گشت عالمی دلگیر
صاعقه بار نالهٔ دلهاست	چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم به برج قوس رسید	سر کشیدست آه تا سر تیر
کلک رونق نبشت تاریخش	خسرو این زمانه بوده وزیر

ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا	خسرو عهد آه خواجه وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور	در ضیا شعر او چو ماه منیر
خوش بیان بود و کامل هر فن	وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دهر	شده پنهان بخاک آن تصویر
هجر او کرد با من آن کاری	که نیاید ز دشنه و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک زدم	غم او گشت چون گریبان گیر
باسنه کربلا چو الفت داشت	جائیش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند	دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگهان رونق از سپهر برین	شد ندا از رفت نزد شاه وزیر

از تدبیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علیخان بهادر

رفت چون از جهان بسوی جنان | ناله کش خلق شد که هاے وزیر
دل هر کس که هست موزون تر | پر شد از درد جانگزاے وزیر
سال رحلت چنین نوشت قبول | بسخن شاه بود واے وزیر

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شهید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجه وزیر | که پادشاه منش بود در لباس فقیر
خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش خوش خو | قمر جمال و سپهر جلال و مهر ضمیر
رموز دان علوم ائمه بود بجفر | که قائل ست درین علم هر صغیر و کبیر
بشاعران جهان برد گوی سبقت ازین | که بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
برفت جانب خلد برین ازین دوران | شدند جمله سخندان بماتمش دلگیر
بچشم ما و را چون شود نه تیره جهان | که در زمانه نمانده نشان و نام فقیر
شهید سال وفاتش چنین نمود رقم | بشاعران زمان پادشاه بود وزیر

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مهر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجه وزیر | شد بچشم دوستان عالم سیاه
مصرعه تاریخ رحلت گفت مهر | ناظم ملک معانی بود آه

ایضاً

خواجه وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان | مین اور وہ تھے دونو اک استاد سے مشیر
وہ عازم جنان ہوی تاریخ کہی مہر | ملک سخن ہوا ہی برباد بے وزیر

قطعات تاریخ انتقال جناب خواجه وزیر صاحب مرحوم از شعرای گزیدهٔ روزگار

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص ارشد تلامیذ سند المحققین فخر المتقدمین والمتاخرین استاد راسخ جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

در غمش جمله قدردان کلام	خاک ماتم بفرق و دست بصدر
تیره گردید آسمان سخن	منخسف گشت او بخاک چو بدر
بحر تاریخ رحلتش این گفت	وای خواجه وزیر عالیقدر

۱۲۷۰ھ

از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهدی علیخان بهادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن را گذاشت خواجه وزیر	که در تمامی اهل سخن گرامی بود
فصیح بود اگر او در استخوان بندی	مگر بمائدهٔ نظم رشک جامی بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم	که یک بزمرهٔ شاگردیش نظامی بود
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را	بملک نظم ز فکرش خوش انتظامی بود
گذاشت او چو جهان را نوشت سال قبول	وزیر پادشه شاعران نامی بود

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردید	پیش شاه شهید جای وزیر
بود در شعر شاه دیگر	نیست ممکن کنم ثنای وزیر

اسی اولجھن مین پھنسا تھا کہ ہوے آکے شریک
میر محسن علی خوش روش و نیک نہاد

میر صاحب نے مرے ساتھ بہت محنت کی
لائے ہر سمت سے اشعار فصاحت بنیاد

پھر تو جوہر نے بھی کچھ ہاتھ بٹایا میرا
کہ حقیقت مین ہین وہ جوہر مرآت وداد

الغرض محنت یکسالہ مین اے بیخود زار
جمع دیوان ہوا دل دوستون کا ہوگیا شاد

سال ترتیب یہ رو رو کے لکھا پھر مین نے
آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوئی نظم وزیر آج
ہر بیت اسکی قصر فلک سے بلند ہے

جب دیکھتا ہون ہوتی ہے تفریح بیحساب
یہ نسخہ کیا دوای دل دردمند ہے

حسن صفای یوسف مضمون تو دیکھیے
بازار شعر نظم کا آئینہ بند ہے

عین الکمال کا بھی خطر اب ہمین نہین
ہر نقطہ حروف بعینہ سپند ہے

لکھ کلک فکر سے سن ترتیب اے سفیر
دیوان بے مثال یہ عاشق پسند ہے

ایضاً از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ اقلیم سخن
گردید مرتب آن چو بے مثل و نظیر

بنوشت ز کلک موج سال ترتیب
دیوان در شاہوار بحرین وزیر

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

بنے گا بلبل اب ہر اک سخندان
کلام غیرت گلشن ہوا جمع

رقم کر سال ترتیب اے محمد
گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع

ہر کہ جن پر نظر ثانی مصنف کا یقین ہوا لحاظ رہا مناسب یہ ہی جن حضرات کے
پاس کچھ کلام اونکا قلمی ہو نسخۂ صحیحۂ مطبع ہذا سے مطابق فرمالین اور مقابلہ کرکے جو
اختلاف ہو اوسکو نکالین اب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سے امید ہی
کہ جب اس گنجینۂ فیض سے استفادہ حاصل فرمائین مہتممو نکو دعائی خیر سے نہ بھلائین

آج خوش فضل خدا سے ہی طبیعت میری	للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از فقیر محمد خان

حیف صد حیف ہوے تارک دنیا جو ولی	قبلہ و کعبۂ کونین جناب استاد
اس زمانے مین تھی بے شبہ طبیعت اونکی	خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد
ریختہ کار یکو ہر اک بیت مین کرتے تھے وہ صرف	ریختہ گوئی کی قائم تھی انھین سے بنیاد
کرتے تھے لاکھون ہی غزالان معانی کو شکار	دام تھی فکر اگر طبع رسا تھی صیاد
مجتمع پہلے جو فرمایا تھا دیوان ضخیم	اتفاقات زمانہ سے ہوا وہ برباد
زادۂ طبع معلی ہوی کثرت سے تلف	سرزمین شعر کی ویران ہوی ہو کر آباد
حق تعالی نے عطا کی تھی جو استغنا بھی	کچھ نہ تھا رنج کیا کرتے تھے اکثر ارشاد
دو مہینے کی توجہ مین بفضل باری	جمع ہو جاتینگے اشعار مرے حد سے زیاد
کو حقیقت مین ارشاد مبارک تھا بجا	پر نہ مہلت دی اجل نے کہ یہ حاصل ہو مراد
تھی ازل سے یہ سعادت جو مرے حصے مین	بس اسی پر متوجہ ہوئی طبع ناشاد
کہ کسیطرح فراہم ہو یہ گنجینۂ فیض	حق تعالی سے طلب کرنے لگا مین امداد

سخن پر رنج و غم طاری رہا ایک مدت دیدہ مرتبہ دانان زمن وقف اشکباری رہا جب
حق سبحانہ تعالی نے صبر کو قلوب مضطر پر مستولی فرمایا کچھ کچھ افاقہ ہوا فی الجملہ
ہوش آیا پھر خانصاحب ممدوح نے کمال عنایت سے وضعداری کو کام فرمایا اور اہتمام تصحیح
و ترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نالائق بدترین خلائق کے سپرد کر کے
گنجینۂ حصول سعادت کا راستا بتایا پھر تو اس خاکسار ہمیقدار اور برگزیدۂ بارگاہ
لم یزلی جناب سید محسن علی محسن تخلص نے کمر ہمت چست باندھی راحت
و آسایش یکقلم ترک کی شہر لکھنؤ مین جسکے پاس کچھ تصنیفات جناب خواجہ صاحب
کا پتا پایا پھر صاحب موصوف وہانسے لائے یا بندہ پونہچا بیشتر خطوط احباب
اطراف و جوانب کو لکھے اکثر مسودات گم شدہ دوستونکی عنایت سے ملے الحمد للہ
کہ بڑی دوادوش سے دو برس کی کوشش سے یہ نسخہ دلپذیر کہ نام تاریخی اسکے
ہنگام ترتیب سے انجام طبع تک ملہم غیبی نے قلب فقیر مین القا کیے تھے یہان
بر سبیل مذکور لکھے گئے اسامی مادہ سال ترتیب نقوش و صحیح معجزات رفعت
ریاض کرم مقاصد منظوم مشام فیض دفتر فصاحت اسامی مادہ سال طبع سر غیب
منظوم یادگار گلستان ارادت مرتب ہوکر مع الخیر انجام کو پونہچا اور تائید
خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سے کمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ
مطبوع ہوکر فیضرسان خاص و عام ہوا از بسکہ ہنگام ترتیب نسخ مختلف اور کلام متفرق جابجا
بہم پونہچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا اون مسودات کی تطبیق پر کی

طبع عالی دکھایا جب حسب اتفاق خان والاشان سراپا اخلاق کان علو وحس وفاق
قدر شناس اہل کمال سرچشمہ فیوض وافضال آدا پسند شاہدان سخن منتخب ضعدران زمین
مقبول بارگاہ یزدان جناب محمد عبدالواحد خان مہتمم مطبع مصطفائی حد سے زیادہ
مشتاق کلام ہوکر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پہنچی اور مصر اجتماع تصنیفات
ہوے حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بھی پاس نہ تھا کچھ کچھ یاد سنایا
خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوی اوسی روز سے بنای اجتماع دیوان سرزمین
دلمین قائم کی احباب سے فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوئین کچھ غزلین تلف شدہ
بہم پہنچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کے لیے دے آتے اکثر زمینین تجویز فرماکر
شعر کہلواتے یہانتک کہ ایک دیوان مختصر صاف ومرتب فرماکر نذر خواجہ صاحب کیا
چنانچہ اسطرف جو کچھ جناب مغفور نے نظم فرمایا انھین کے مزید اہتمام سے باقی رہ گیا
جب کبھی خانصاحب ممدوح فرط محبت سے عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتے تھے
بے تکلف ارشاد فرماتے تھے کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہی ابتدای مشق کے
شعروں سے مجکو نفرت ہی اگر ستمگارہ زمانہ نے فرصت دی عوارض لاحقہ سے مہلت
ہوی تو دو مہینے کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہی بہت کچھ موزون ہو جائے گا
انشاءاللہ تعالی عنقریب دیوان معقول ترتیب پائیگا مگر اجل نے فرصت نہ دی ایفای وعدہ
کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ گذشتہ ہجری مین جہان گذران ترک
فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چندے بمقتضای بشریت دل قدر شناسان

Vazīr, Khvājah Muḥammad

Daftar-i faṣāḥat